از افادات
مبلغ اسلام حضرت مولانا محمد طارق جمیل صاحب مدظلہ

انتخاب و ترتیب
حافظ محمد راشد

الخیر بکس
ALKHAIR BOOKS
G.mail:alkhairbooks@gmail.com
0321-7853059

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولانا طارق جمیل صاحب کے بیان کردہ دلوں کی دنیا کو بدل دینے والے عجیب وغریب حیران کن واقعات کا مجموعہ

پرتاثیر واقعات

از افادات

عالمی مبلغ اسلام حضرت مولانا محمد طارق جمیل صاحب مدظلہ

انتخاب وترتیب

حافظ محمد راشد
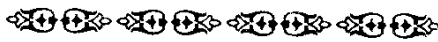
الخیر بکس حاصل پور

E.mail:alkhairbooks@gmail.com

0321-7853059

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عرض مرتب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ، اَمَّابَعْدُ:

کلام ربانی اور کتاب الٰہی کا ایک حصہ واقعات وقصص پر مشتمل ہے جس کا مقصد کسی بڑی حقیقت کو واقعاتی اور تمثیلی انداز میں ذہن نشین کرنا، خوابیدہ دلوں کو بیدار کرنا، اور خاصان خدا کے نقش پا پر چلنے کی ترغیب دینا ہے، اور قوموں کے عروج وزوال کی داستان سنا کر، اعلیٰ اخلاق وکردار کا مشعل دکھلانا ہے، اسی حکمت ومصلحت کے پیش نظر ہر دور میں علوم نبوت کے پاسبان تقریر وتحریر میں، طاعت وعبادت، محبت ومعرفت، علم واستقامت اور اخلاق حسنہ سے پیراستہ ہونے کے لیے تڑپا دینے والے واقعات بیان کرتے آئے ہیں، زندگی واقعات وحادثات کا مجموعہ ہے، بہ ظاہر سپاٹ انداز میں گزر جانے والی زندگی اپنے اندر بے پناہ تموج رکھتی ہے۔ کوئی ایک واقعہ، حادثہ انسانی زندگی کی کایا پلٹ کر رکھ دیتا ہے، زاویہ نگاہ بدل جاتا ہے۔ نامحبوب محبوب بن جاتا ہے، فاصلے سمٹ جاتے ہیں۔ آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں، مناسب ہے اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ انسان کو دوسروں کے واقعات سے ہمیشہ کی رغبت رہی ہے، قرآن کے واقعاتی اسلوب میں بھی خالق کائنات نے اس راز کو آشکار کیا ہے۔ واقعہ بیان کرنا اپنی جگہ ایک مستقل اہمیت رکھتا ہے۔ مولانا موصوف اس معاملے میں بڑے باکمال ہیں، بات کہنے کا ان کا اپنا ایک انداز ہے۔ اپنے تیور ہیں، ان کا مشاہدہ غضب کا ہے انہوں نے دنیا کو دیکھا، برتا اور پڑھا ہے، وہ اپنی سخن طرازی میں ہمیں بھی شریک سفر کرتے ہیں، آیئے ان کے ہم سفر ہو کر زندگی کے، خوش، غمگین، ہنسانے اور رلانے والے رنگارنگ واقعات سے فائدہ اٹھائیں، شاید کوئی بات دل میں اتر جائے۔

اسی قسم کے واقعات کا یہ مجموعہ ہے، جو حضرت مولانا طارق جمیل صاحب دامت برکاتہم کی زبان فیض ترجمان سے نکلے ہیں۔

صفحہ نمبر

عنوانات

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

میرا اللہ میرے لیے کافی ہے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جب پہلی مرتبہ زبان کھلی تو اپنی ماں سے پوچھنے لگے کہ میرا رب کون ہے؟ کہا میں ہوں؟ کہا تیرا رب کون ہے؟ کہنے لگی، تیرا باپ۔ کہا میرے باپ کا رب کون ہے؟ کہا نمرود، کہا نمرود کا رب کون ہے؟ کہا اس کا کوئی رب نہیں، وہ سب کا رب ہے۔ زبان کھلتے ہی یہ سوالات کیے۔ یہ اللہ کی صفت ہدایت ہے جو انبیاء علیہم السلام کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔

ساری کی ساری نمرود کی طاقت استعمال ہوئی کہ ابراہیم کو آگ میں جلا دو، لکڑیاں اکٹھی کی ہوگئیں، ڈھیر لگایا گیا اور ایسی آگ دھکی کہ اوپر سے اڑنے والا پرندہ بھی اسمیں جا کے گرے تو راکھ بن جائے

اب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پھینکنے کا وقت آیا تو آگ کے قریب جائے گا کون؟ راستہ ہی کوئی نہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہنے لگے خود چلا جاو وہ کہنے لگے میں کیوں جاؤں؟ تم کو جلانا ہے، پھینکو مجھے۔ اب پھینکنے کا طریقہ کوئی نہیں، قریب جائیں تو خود جلتے ہیں۔ شیطان نے ایک ہتھیار بنا کے دیا غلیل کی طرح، اسمیں اتار پھینکا، کپڑے اتارے، رسیوں سے باندھا، جب ہوا میں اڑے تو جبرائیل دائیں طرف آگئے اور پانی کا فرشتہ بائیں طرف آ گیا۔ درمیان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام ادھر پانی کا فرشتہ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام خاموش ہیں۔ بس اتنا کہہ رہے ہیں:

((حسبی اللہ و نعم الوکیل))

اس سے آگے کچھ نہیں بول رہے اور ادھر پانی کا فرشتہ اس انتظار میں ہے کہ یہ مجھ سے کچھ کہیں تو میں آگے آؤں، تو جب دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بولتے نہیں ہیں تو وہ بے قرار ہوگئے کہ یہ آگ میں جل جائیں گے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی

یہی جانتے ہیں کہ آگ جلاتی ہے۔ کہنے لگی:

حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ کو میری کوئی ضرورت نہیں؟

تو فرمایا! اما الیك فلا ضرورت ہے، پر مجھے تیری کوئی ضرورت نہیں۔ اما الی اللہ فنعم بے شک اللہ کا ضرور محتاج ہوں، پر تیرا احتاج نہیں۔ آگ میں جا رہے ہیں، جب حضرت جبرائیل علیہ السلام سے بھی نظر ہٹ گئی اور پانی کے فرشتے سے بھی نظر ہٹ گئی تو اللہ نے براہ راست آگ کو حکم دیا:

((یٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ))

اے آگ ٹھنڈی ہو جا، سلامتی کے ساتھ، میرے ابراہیم پر۔

تو اللہ جل جلالہ نے ایسا ٹھنڈا فرمایا کہ اس کے شعلوں کو گود بنا دیا، شعلوں نے ابراہیم علیہ السلام کو گود میں لے لیا، جیسے ماں بچے کو چارپائی پر لٹاتی ہے۔ ایسے آرام سے انگاروں پر بٹھایا، آگ کو شفاف بنا دیا۔ یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ آذر جو جانی دشمن اور قتل کے درپہ تھا۔ جب اس کی نظر پڑی تو اس کی زبان سے بھی بے ساختہ نکلا:

((نِعْمَ الرَّبُّ رَبُّكَ یَا اِبْرَاھِیْمُ))

اے ابراہیم! تیرے رب کے کیا کہنے کیا ہی زبردست تیرا رب ہے۔

اللہ کے لشکر اور عجائبات

جب معراج پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو چوتھے آسمان پر سے گزرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر دیکھا، جس کا نہ اول نظر آ رہا تھا نہ آخر نظر آ رہا تھا اور انکے قد ہزاروں میل لمبی مسافت کے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرائیل یہ کیا ہے؟

کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آدم علیہ السلام کے زمانے سے وحی لے کر آنا شروع ہوا ہوں اور آپ تک پہنچا ہوں اور آتا ہوں اور جاتا ہوں میں اس لشکر کو اسی طرح گزرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ مجھے آج تک اس کے اول و آخر کا پتہ نہیں چل سکا، پھر یہ آیت

پڑھی "وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ" آپ کا رب ہی اپنے لشکروں کو جانتا ہے ہم کہاں جان سکتے ہیں؟

پھر ساتویں آسمان پر جنت ہے جس کا ایک ایک محل اتنا بڑا ہے جس میں سات زمینیں رکھی جائیں تو ایک بکری کی طرح نظر آئیں گی۔ اور جہنم جس کا ایک انگارہ ساتوں زمینوں سے بڑا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ جانور سب کو نگل جاتا ہے، یہ اس کا ایک لقمہ ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام تو دنگ اور حیران رہ گئے۔ اَيْنَ تِلْكَ الدَّآبَّةُ، یا اللہ وہ جانور تو نے کہاں رکھا ہوا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فِيْ مَرْجٍ مِّنْ مَّرُوْجِيْ، میری چراگاہوں میں چرتا ہے، اب آپ سوچیں وہ چراگا کتنی بڑی ہے۔ جہاں اتنی بڑی بلا چرتی پھرتی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا۔ اَيْنَ ذٰلِكَ الْمَرْجُ، یا اللہ وہ چراگاہ کہاں ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فِيْ عِلْمٍ مِنْ عُلُوْمِيْ۔ میرے علم کے غیبی خزانوں میں ہے وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا۔ تمہیں تو میں نے تھوڑا سا علم دیا ہے، وہ میرے غیب کے خزانے ہیں جہاں میں نے اس مخلوق کو رکھا ہوا ہے۔ جس رب نے اتنی بڑی مخلوق کو لگام دی ہوئی ہے۔

سات سمندر سے بڑا فرشتہ

ایک فرشتہ ایسا ہے کہ ساتوں سمندروں کا پانی اس کے انگوٹھے کے ناخن پر رکھا جائے تو ایک قطرہ بھی زمین پر نہ گرے، اس فرشتے کا نام صدلقن ہے جو رب اتنے بڑے فرشتے کو لگام دے کے کھڑا ہوا ہو، یہ ساڑھے چار فٹ کی عورت کو اور چھ فٹ کے مرد کو لگام نہیں دے سکتا؟

اے میرے حبیب ﷺ ذرا قریب تو آؤ

معراج کی رات آپ ﷺ جب آسمان کی سیر کے لیے تشریف لے گئے تو

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بزرگ شخصیت کو دیکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ بزرگ کون ہیں۔ جواب ملا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ سدرۃ المنتہیٰ پر جبرائیل بھی رک گئے۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے میں نہیں جاسکتا۔

اللہ نے تخت نیچے اتارا عرش کے ۷۰ ہزار پردے ہیں جس پر کوئی مخلوق نہیں پہنچ سکی۔ ۷۰ ہزار پردوں کو چیر کر اللہ تعالیٰ نے اپنے سامنے کھڑا کیا۔ اتنا بڑا ظرف دیا۔ دل میں اتنی طاقت دی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک تجلی پر بے ہوش ہوگئے۔ یہاں آمنا سامنا ہے۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم قریب آجاؤ۔ اتنا بڑا ظرف اتنا بڑا کشادہ سینہ اتنی بڑی طاقت۔ اسی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم ماننے والے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور فکر امت

اے میرے بھائیو! جو اتنی وفا کر گیا کہ موت پر بھی امت کو یاد کیا۔ موت کا پیغام آیا۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے دستک دی جبرائیل اندر تشریف لاتے ہیں۔ اجازت ہو تو عزرائیل اندر آجائیں۔

اندر آئے، کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سے مجھے موت کا کام ملا میں نے کسی سے اجازت نہیں لی نہ آئندہ کسی سے لوں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کا ارشاد ہے کہ میرا حبیب اجازت دے تو اندر جانا نہیں تو واپس آجانا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سے مجھے موت کا کام ملا اللہ تعالیٰ نے کسی کو اختیار نہیں دیا اور نہ آئندہ کسی کو اختیار دے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آپ کے رب کا ارشاد ہے۔ عِشْ مَاشِئْتَ جب تک آپ زندہ رہنا چاہیں آپ رہ سکتے ہیں۔ اور چلنا چاہیں تو اللہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات چاہتے ہیں۔ اب آپ جو فرمائیں گے میں ویسے ہی کروں گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا۔ جاؤ میرے رب سے پوچھ کر آؤ کہ میرے بعد میری امت کے ساتھ کیا ہوگا؟ پھر میں جواب دوں گا۔

اولاد کا نہیں پوچھا، امت کا پوچھا۔ میرا اور آپ کا پوچھا۔ جو ہم سارا دن حضور ﷺ کے طریقوں کو ذبح کرتے ہیں۔ جاؤ سپر مارکیٹ کی ہر دکان پر حضور ﷺ کی زندگی کا جنازہ لیے بیٹھی ہے۔ اسلام آباد کے ہر گھر میں دیکھو سارے پاکستان کے ہر گھر میں دیکھو ماسوائے چند ایک گھر چھوڑ کر حضور ﷺ کی زندگی کے لاشے پڑے ہوئے ہیں۔ جو مرتے وقت بھی نہ بھولا۔

اے جبرائیل جایئے میرے رب سے پوچھ کر آئیں کہ میری امت کے ساتھ کیا کرے گا۔ پھر جواب دوں گا۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام واپس گئے، جواب لے کر آئے۔ یا رسول اللہ ﷺ کہہ رہے کہ آپ ﷺ کی امت کو اکیلا نہیں چھوڑیں گے ساتھ لیں گے۔

کہا بس اب میری آنکھیں ٹھنڈی ہیں اے اللہ! اب مجھے اپنے پاس بلا اور میری امت کا نگہبان بن جا۔

جبرائیل علیہ السلام رونے لگے۔ یا رسول اللہ ﷺ آج آپ نے موت کو پسند کر لیا ہے؟ تو میرا بھی آج دنیا میں آخری دن ہے۔ آج کے بعد وحی کا زمانہ ختم ہو گیا۔

اور پھر جب عزرائیل نے اپنا کام شروع کیا تو آپ ﷺ نے کہنا شروع کیا:

((اَلصَّلٰوۃَ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ اَلصَّلٰوۃُ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ اَلصَّلٰوۃُ وَمَامَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ))

نماز پڑھتے رہنا، نماز پڑھتے رہنا، ماتحتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔

یہ آخری الفاظ تھے'' ان الفاظ کا اسلام آباد میں، پاکستان میں مسلمانوں نے کیا پاس کیا کہ پچانوے فیصد لوگ نماز چھوڑ گئے ہیں، آخری الفاظ نماز، نماز، نماز، پھر جب آواز پست ہو گئی پھر الصلوٰۃ الصلوٰۃ نماز پھر آخر میں اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی یہ کہہ کر اللہ کے پاس چلے گئے۔

جَعَلْتُ قُرَّۃَ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ اِنَّ

الْمَسَاجِدَ يَسْجُدُ فِيْ قَدَمِي الرَّحْمٰنِ ۔اور اللہ کی سنو، اے میرے بندے جب تو سجدے میں سر رکھتا ہے تو اس وقت تجھے خوشخبری ہو کہ تیرا سر میرے قدموں ہوتا ہے، یہ سجدوں کی لذت سیکھ لے۔ یہ حلاوت لے لے، اگر تجھ کو نماز کی حلاوت مل گئی تو پھر تجھے کائنات کی کوئی چیز اچھی نہیں لگے گی۔

یہاں نہیں بھولے ہیں۔قبر سے نکلے ہیں، حشر کا میدان ہے۔ ماں باپ بھول چکے ہیں۔آپ ﷺ نہیں بھولے پل صراط پر چلتے ہوئے قدم ڈگمگا رہے ہیں اور آپ پل صراط کا پایا پکڑ کر کہہ رہے ہیں۔

یا رب! میری امت کو پار لگا دے، اے اللہ میری امت کو پار لگا دے۔آپ کے لیے منبر پر بیٹھو، آپ ﷺ نے فرمایا، میں بیٹھوں گا نہیں، کیوں؟ اس ڈر سے کہیں منبر مجھے لے کر جنت میں نہ چلا جائے اور میری امت میرے بغیر پیچھے رہ جائے تو میں کیا کروں گا۔ میں منبر پر صرف ہاتھ رکھوں گا، بیٹھوں گا نہیں تا کہ اللہ کا حکم پورا ہو جائے۔منبر پر ہاتھ رکھا ہے پاؤں زمین پر ہیں۔نظر امت پر ہے کہ اے اللہ میری امت کا حساب میری امت کا حساب امت کو پار لگا دے۔

آپ ﷺ کو اتنا مارا گیا کہ کسی کو اتنا نہیں مارا گیا

اللہ کے نبی ﷺ نے اپنی امت پر وہ احسان کیا ہے کہ جو کسی نبی نے نہیں کیا۔ آپ ﷺ اپنی امت کے لیے اتنا روئے ہیں کہ اتنا کوئی نبی نہیں رویا۔آپ ﷺ اپنی امت کے لیے اتنے تڑپے ہیں کہ کوئی ایسا نہیں تڑپا۔اتنے ستائے گئے ہیں کہ کوئی اتنا نہیں ستایا گیا اتنے رلائے گئے ہیں کہ اتنا کوئی نہیں رلایا گیا۔

اتنا آپ ﷺ کو طائف کی وادی میں ستایا گیا ہے کہ آپ ﷺ میلوں میل دوڑ رہے ہیں اور پیچھے پتھر مارے جا رہے ہیں۔قدم اٹھتا ہے تو پتھر پڑتا ہے، قدم نیچے آتا ہے تو پتھر پڑتا ہے۔ پنڈلیوں پر پتھر پڑتا ہے۔ پنڈلیوں پر پتھر پڑنے سے خون جلدی نہیں نکلتا۔پتھر پڑتے پڑتے پہلے کھال نیلی ہوتی ہے۔پھر وہ پھٹتی ہے، پھر وہ رستی ہے

۔ پھر اس میں سے آہستہ آہستہ خون نکلتا ہے۔ کتنے میرے اور آپ کے نبی ﷺ کو پتھر پڑے کہ پنڈلیوں سے خون کے فوارے چھوٹے یہاں تک کہ جوتا پاؤں سے چپک گیا کہ جوتا اتارنا مشکل ہو گیا اور اتنا عظیم المرتب نبی ﷺ اتنی تکلیف آئی کہ بے ہوش ہو کے گر پڑے۔

آپ ﷺ کی تکلیف کو دیکھ کر دشمن بھی رو پڑتا

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جو کہ غلام تھے اپنے کندھے پر ڈالا اور بھاگے پناہ کے لیے دوڑے دشمن کے باغ میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے۔ جن کو دیکھ عتبہ جو جانی دشمن تھا اس کی آنکھوں میں بھی پانی آ گیا۔

ہائے ہائے دیکھو محمد بن عبدالمطلب کا کیا حال ہے۔ عبدالمطلب کے بیٹے کا کیا حال ہے۔ دیکھو کس حال میں ہے۔ ان ظالموں کا بھی خون جوش میں آ گیا جو رشتہ دار تھے۔ اس وقت ان کی رشتہ داری نے جوش مارا اور اپنے غلام عداس کو انگور کا ایک گچھہ دے کر بھیجا کہ جاؤ ان کو کہو دشمنی اپنی جگہ پر ہے رشتہ داری تو ہے ناں۔ انگور ضرور کھالو۔

جن کی تکلیفوں پر جانی دشمن بھی رحم کھائیں اور آپ ﷺ کا حال یہ ہے کہ اس کو دیکھ کر پھر اپنے زخم بھول گئے اور ایک حدیث میں آیا کہ آپ ﷺ ہر ایک کو اللہ کی بات کرتے تھے۔ یہ نہیں دیکھتے تھے کہ یہ سمجھدار ہے، اس سے بات کروں اور یہ بے سمجھ ہے اس کو چھوڑ دوں۔ سب سے بات کرتے تھے۔ جب وہ غلام آیا تو آپ ﷺ نے یہ نہیں سوچا کہ سرداروں نے تو مانا نہیں، غلام سے کیا بات کروں۔

کہا کون ہے، کہاں کا ہے؟

کہا کہ اجی نینوا کا ہوں۔

کہا تو میرے بھائی کے شہر کا ہے، حضرت یونس علیہ السلام کے شہر کا۔

کہا، آپ کو کس نے حضرت یونس علیہ السلام کا پتہ بتایا۔ یونس علیہ السلام نینوا کے نبی تھے۔

کہا وہ نبی تھے، میں بھی نبی ہوں۔ سورۂ یونس پڑھ کر سنائی تو اس نے پاؤں چومنے شروع کر دیے اور کلمہ پڑھ لیا، ایمان لے آیا تو عتبہ کہنے لگے لے بھائی ہمارا غلام بھی برباد ہو گیا۔

جب وہ واپس آیا تو عتبہ نے کہا عداس تو ہمارے پاؤں تو چومتا نہیں اس کے پاؤں کیوں چومے ہیں؟

واللہ یہ اللہ کا نبی ہے۔ یہ سچا نبی ہے اور اسکے ماننے میں اسکے پاؤں چومنے میں ہی جنت ہے اس کے پاؤں چومنے میں ہی نجات ہے۔

میرے محترم بھائیو اور بہنو! ہمیں زندگی گزارنے کے لیے کسی کو نہیں دیکھنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کو دیکھنا ہے کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہمارے لیے نمونہ ہے۔

ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر زندگی گزار دیں گے پھر نہ غیر کو دیکھیں نہ اپنے آپ کو دیکھیں نہ ماحول کو دیکھیں۔ یہ دیکھیں کہ میرا اللہ کیا چاہتا ہے۔

گانا گانے والے کی قبولیت دعا کا واقعہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک گویا تھا۔ چھپ چھپ کر گاتا تھا۔ گانا بجانا تو حرام ہے۔ چھپ چھپا کر گا کے وہ اپنا شوق پورا کرتا تھا۔ لوگ کچھ اسے پیسے دے دیتے تھے۔ یہاں تک کہ جب وہ بوڑھا ہو گیا، آواز ختم ہو گئی تو آیا فاقہ، آئی بھوک، اب گیا جنت البقیع میں ایک جھاڑی کے پیچھے بیٹھ گیا اور کہنے لگا:

اے اللہ جب آواز تھی تو لوگ سنتے تھے جب آواز نہ رہی تو سننا چھوڑ گئے، تو سب کی سنتا ہے تجھے پتہ ہے میں ضعیف ہوں، کمزور ہوں، بے شک تیرا نافرمان ہوں یا اے اللہ میری ضرورت کو پورا فرما۔

ایسی آواز لگائی، ایسی صدا بلند کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں لیٹے ہوئے تھے آواز آئی کہ میرا بندہ مجھے پکار رہا ہے اس کی مدد کو پہنچو بقیع میں فریادی ہے۔ اس کی فریاد

کرو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ننگے پاؤں دوڑے۔ دیکھا تو بڑے میاں جھاڑی کے پیچھے اپنا قصہ سنا رہے ہیں۔

جب انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو اٹھ کر دوڑنے لگا کہا بیٹھو بیٹھو، ٹھہرو ٹھہرو، میں آیا نہیں بل کہ بھیجا گیا ہوں۔

کہا کس نے بھیجا ہے۔ کہا جسے تم بلا رہے ہو اسی نے بھیجا ہے جسے تم پکار رہے ہو اسی نے بھیجا ہے۔

تو اس نے آسمان پر نگاہ ڈالی، اے اللہ ستر سال تیری نافرمانی میں گذارے تجھے کبھی یاد نہ کیا، جب یاد کیا تو اپنے پیٹ کی خاطر یاد کیا، تو پھر بھی میری آواز پر لبیک کہا۔ اے اللہ مجھ نافرمان کو معاف کر دے اور ایسا رویا کہ جان نکل گئی، موت ہو گئی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خود اس کا جنازہ پڑھایا۔ تو میرے بھائیو! اللہ تعالیٰ پکڑتے اس لیے ہیں کہ اللہ جل جلالہ رحیم ہیں کریم ہیں اور اپنے بندے پر رحم چاہتے ہیں۔ اپنے بندے پر فضل کرنا چاہتے ہیں۔ اپنے بندے کو جہنم میں نہیں ڈالنا چاہتے۔

تو میرے بھائیو! اللہ تعالیٰ نے دروازے کھول دیے ہیں موت تک کے لیے، توبہ کے دروازے کھلے ہیں۔ بَابُ التَّوْبَةِ مَفْتُوْحٌ مَالَمْ یُغَرْ غَرْ توبة کا دروازہ کھلا ہوا ہے ۔ جب تک آدمی کی جان نکل کر حلق میں نہ آجائے تو غرغرہ کے شروع ہونے سے پہلے پہلے توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ مردوں کے لیے بھی اور عورتوں کے لیے بھی۔

وہ اپنی ذات کے لیے تھا اور یہ اللہ کے لیے ہے

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس ایک سائل آیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگنے آیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلے جاؤ، عثمان رضی اللہ عنہ سے مانگنے گیا۔ وہ بیوی سے لڑ رہے تھے، کس بات پر؟ یوں کہہ رہے تھے:

اللہ کی بندی! رات تو نے چراغ میں بتی موٹی ڈالی تھی، وہ بتی ڈالتے تھے روئی کی تو

تیل زیادہ جل گیا، تو یہ کہنے لگے یہ کس کنجوس کے پاس بھیج دیا، جو بیوی سے لڑ رہا ہو، کیوں تو نے بتی موٹی ڈالی ہے، تو یہ مجھے دے گا، مجھے تو یہ دمڑی بھی نہ دے گا۔

جب ان کو باہر بلایا اور خیرات مانگی، کہا وہاں سے آیا ہوں تو اندر گئے اور ایک تھیلی اٹھائی نہ پوچھا کہ کتنے چاہیے نہ پوچھا کہ کون ہے؟ تین ہزار درہم اٹھا کے دے دیے۔

وہ حیران ہو کے کہنے لگا، ایک بات تو بتاؤ کہا کیا؟

کہا یہ مجھے تو تو نے اتنے دے دیے کہ میری اگلی نسل کو بھی کافی ہیں۔ اور خود بیوی سے لڑ رہا تھا کہ بتی موٹی کیوں کر دی؟

کہنے لگے۔ وہ اپنی ذات پر خرچ تھا، وہ پھونک کر کرنا ہے۔ یہ اللہ کو دے رہا ہوں، جتنا مرضی دے دوں یہ تجھے تھوڑی دے رہا ہوں اللہ کو دے رہا ہوں۔

اللہ کے راستے کے فضائل

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں۔ انہوں نے تیس غلام آزاد کیے، ایک غلام آزاد کریں تو آدمی دوزخ سے نجات پا جاتا ہے۔ ایک آدمی ان کو حیران ہو کے دیکھنے لگا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو دیکھ کر کہا:

((اَوَلَا اُخْبِرُكَ بِاَفْضَلَ مِمَّا صَنَعْتُ))

میں تمہیں اور بڑا عمل بتاؤں جو میں نے ابھی تیس غلام آزاد کیے ہیں ان سے بڑا عمل بتاؤں۔

کہا ضرور بتائیں۔

((بَيْنَمَا رَجُلٌ عَلٰى دَآبَّتِهٖ يَسِيْرُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ))

آپ نے کہا ایک آدمی اللہ کے راستے میں جا رہا ہے۔ وہ اپنی سواری پر ہے۔ گھوڑا ہے، اونٹ ہے، گدھا ہے، کسی سواری پر جا رہا ہے اور لکڑی اس کے ہاتھ میں ہے تو چلتے چلتے اس کو نیند آنے پر ہاتھ نرم ہو گیا اور لکڑی گر گئی۔ لکڑی کے گرنے پر وہ صحیح ہو گیا اسکو ایسا کرنے پر جو اللہ تعالیٰ ثواب دے گا وہ مجھے تیس غلام آزاد کرنے پر نہیں دے گا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ کا واپس مل جانا

حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں۔ اُحد کی لڑائی میں ان کی آنکھ میں ایک تیر لگا۔ اندر گھس گیا۔ تو ساری آنکھ کا چورا چورا ہو گیا۔ قیمہ ہو گئی آنکھ، وہ قیمہ اُٹھا کے لے آئے۔ یارسول اللہ! یہ میری آنکھ ضائع ہو گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے دعا کریں اللہ میری آنکھ ٹھیک کر دے۔ انہوں نے کہا: آنکھ لو گے جنت لو گے، انہوں نے کہا دونوں ہی لوں گا، اللہ کے پاس کوئی کمی ہے۔ دونوں ہی لوں گا یارسول اللہ! میری بیوی کو بڑا برا لگے گا میری آنکھ نہیں ہے، میں دونوں ہی لوں گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیے۔ وہی قیمہ سا اُٹھایا اور اس کی آنکھ کے ڈھیلے میں رکھا اور یوں ہاتھ پھیرا:

"اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا اَحْسَنَ عَیْنَیْہِ" اے اللہ! اس آنکھ کو دوسری سے خوبصورت کر دے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پیچھے ہٹا تو آنکھ دوسری سے خوبصورت ہو کے چمک رہی تھی، دیکھ رہی تھی۔

تو شافی ہے تو جو چاہے کر دے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام اور تختِ بلقیس اور صاحبِ علم کا قصہ

حضرت سلیمان علیہ السلام کا دربار لگا ہوا ہے تو انہوں نے کہا: بھائی مجھے ملکۂ بلقیس کا تخت چاہیے، کون لائے گا؟ "اَیُّکُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِھَا قَبْلَ اَنْ یَّاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ" "تم میں کون ہے جو اس کا تخت لائے گا؟ "قَالَ عِفْرِیْتٌ مِّنَ الْجِنِّ" "تو ایک سائنسی طاقت بولی، مادی طاقت، عِفْرِیْت کا لفظ قیامت تک کے لیے ہے۔

آج کا ایٹم بم عِفْرِیْت میں آ جاتا ہے۔ عِفْرِیْت کا لفظ مادی طاقت کے لے بولا جاتا ہے۔ تو مادی طاقتیں جن کے روپ میں آئیں، وہ تلوار اور توپ کے روپ میں آئیں، وہ ٹینک اور جہاز اور ایٹم بم کے روپ میں آئیں۔

ان کے لیے عِفْرِیْت اشارہ کر رہا ہے، مادی طاقت والا، وہ بولا "اَنَا اٰتِیْکَ بِہٖ قَبْلَ

اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ‘‘ دربار کے ختم ہونے سے پہلے پہلے میں حاضر کر دوں گا۔ یعنی دو اڑھائی گھنٹے مجھے لگ جائیں گے۔ یمن جاؤں گا، اٹھا کے لاؤں گا۔ تین ہزار کلومیٹر جانا ہے، تین ہزار کلومیٹر آنا ہے، دو اڑھائی گھنٹے میں سامنے حاضر کر دوں گا۔

ایک اور وہاں صاحب بیٹھے ہوئے تھے، وہ کون تھے؟ ان کو اللہ تعالیٰ نے عِفْرِیْت نہیں کہا، نہ اس کا نام لیا، نہ اس کی ذات کو بتایا، نہ اس کی صفت کو بتایا، صفت، کیا کہا: ’’قَالَ الَّذِیْ عِنْدَہٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ ‘‘ جس کے پاس کتاب میں سے کچھ علم تھا۔ سارا بھی نہیں تھا، کون سی کتاب: اس میں انجیل شامل ہے، نہ قرآن شامل ہے، تورات اور زبور۔ تورات اور زبور کا کچھ علم رکھنے والا۔ اس نے کہا ’’ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ ‘‘ آپ کی نظر بند ہوگی، کھلنے سے پہلے پہلے میں تخت یہاں حاضر کر دوں گا۔ اللہ کے علم میں کیا طاقت ہے؟ سائنس اور ٹیکنالوجی میں کیا طاقت ہے۔ ان دونوں کا یہ آیت موازنہ کر رہی ہے۔ عفریت نے کہا جاؤں گا، لاؤں گا۔ علم والے نے کہا نہ جاؤں گا، نہ لاؤں گا، یہیں کھڑے کھڑے حاضر کر دوں گا۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا حاضر کرو گے؟ کہا کروں گا، کہا کرو۔ اس نے کہا بائیں دیکھو۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے یوں دیکھا۔ کہاں سامنے دیکھو تو تخت حاضر تھا۔ تین ہزار کلومیٹر کا فاصلہ۔

شکر ہے قصہ قرآن میں ہے نہیں تو لوگ کہتے اپنی طرف سے ہی لگاتے رہتے ہیں مولوی، میں تو ابھی حاضر کر دوں گا ادھر دیکھا سامنے تو تخت حاضر۔

تو تورات اور زبور پھر انجیل آئی۔ پھر قران نے تورات کو بھی لے لیا، زبور کو بھی لے لیا، انجیل کو بھی لے لیا، چھوٹی کتابوں (صحیفوں) کو بھی لے لیا اور یہ قرآن بنا۔ نہ اللہ نے تورات کی قسم کھائی، نہ انجیل کی قسم کھائی، نہ زبور کی قسم کھائی، اللہ نے قرآن کی قسم کھائی ’’ قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ، یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ‘‘ اس کو اتنا کامل کر دیا، اتنا مکمل کر دیا کہ ساری اپنی غیبی طاقت اللہ نے اس علم کے اندر چھپا دی۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام اور اعجازِ قرآنی

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں مدینے پہنچا اور مسجد میں داخل ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیت پڑھ رہے تھے مغرب کی نماز میں:

((اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَیْرِ شَیْءٍ اَمْ ھُمُ الْخٰلِقُوْنَ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بَلْ لَّا یُوْقِنُوْن ، اَمْ عِنْدَھُمْ خَزَائِنُ رَبِّکَ اَمْ ھُمُ الْمُصَیْطِرُوْنَ)) (سورۃ الطور آیت:۳۵۔۳۷)

تو حضرت جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کلام کی طاقت سے قریب تھا کہ میرے دل کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے، وہیں کلمہ پڑھ لیا، عاجز کر دیا قرآن نے گھٹنے ٹیک دیے۔

اعجازِ قرآنی کا دوسرا واقعہ اور مقابلۂ کلام

اُمیہ بن الصلت ایک بہت بڑا شاعر گزرا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے اشعار اتنے پسند تھے، آہا! آہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے "اٰمَنَ لِسَانُہٗ وَ کَفَرَ قَلْبُہٗ" اس کی زبان ایمان لائی اور دل کافر رہا۔ کلام اس کا ایسا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اشعار سنا کرتے تھے اور ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجلس میں اس کے سو شعر سنے۔ اور سناؤ، اور اسناؤ، اور سناؤ، یہ کہتے رہے یہ کہتے کہتے سو اشعار سنے۔

ایک دن وہ مکے میں کہنے لگا: کیا تو نے اپنی نبوت کا ڈھونگ رچایا ہے، آؤ! میرے ساتھ مقابلہ کرو، میں بھی کلام کہتا ہوں تو بھی کلام پیش کر۔ کہا آؤ! حرم شریف میں اکٹھے ہو گئے ۔ ادھر حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما۔ بس! دو آدمی اور ادھر سارے قریش مکہ۔ تو اس نے پہلے آ کے نظم، نثر، شعر میں اس نے کمال دکھایا۔ جب وہ سارے جوہر دکھا چکا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب میرا بھی سنو:

((بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ، یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْم))(سورۃ یٰسین آیت:۱۔۵)

چل بھائی! سورۂ یٰسین شروع ہوگئی اور مجمع کو جیسے سانپ سونگھ گیا۔ عرب سن رہے تھے ناں۔

دنیا کمانے کے لیے انگریزی سیکھ لی، اللہ سے تعلق جوڑنے کے لیے اس کے کلام کو نہ سیکھا، خالی ترجمہ ہی نہیں پڑھتے کہ قرآن کیا کہتا ہے، جب اس آیت پہ آئے ناں:

((اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّ نَسِيَ خَلْقَهٗ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ)) (سورۃ یٰسین: ۷۷۔۷۸)

کہا دیکھو! دیکھو! دیکھو! بنایا میں نے اپنے ہاتھوں سے، میرے ہاتھ کا بنا ہوا مجھ سے مناظرے کرتا ہے کہ کون مردہ ہڈیوں کو زندہ کرے گا؟ کون بوسیدہ، بالیدہ اور بکھری ہوئی ہڈیوں کو زندہ کرے گا؟

دنیا کے چار بڑے فاتح اور تیمور کا ظلم

سلطان محمود غزنوی کے پاس رعایا میں سے ایک شخص روتا ہوا آیا۔ کہا، سلطان معظم! سلطان کا سب سے پہلا لقب محمود غزنوی کو ملا ہے۔ سلطان، لفظ السلطان، اسلامی تاریخ میں سب سے پہلے کس کو ملا ہے؟ وہ محمود غزنوی کو ملا ہے۔ اس کے بعد تو پھر عام ہوگیا۔ یہ دنیا کا فاتح ثانی ہے۔ سب سے بڑا فاتح دنیا کا چنگیز خان ہے۔ چنگیز خان سے زیادہ شخصی فتوحات کسی شخص کو حاصل نہیں ہیں۔

چنگیز خان کے بعد دوسرے نمبر پر محمود غزنوی ہے۔

تیسرے نمبر پر سکندر یونانی اور چوتھے نمبر پر وہ لنگڑا مراد تیمور، جو مسلمانوں کو ہی قتل کرتا رہا، ایسا بد بخت، اللہ اس کی قبر کو آگ سے بھرے، مسلمانوں کے ہی شہر جلاتا رہا۔

ایسا ظالم تھا کہ دمشق کو آگ لگا دی۔ سارے دمشق کو اور نظر پڑی اور ایک گنبد پر، بڑا خوب صورت نظر آیا، فوراً ایک انجینئر کو بلایا، کہا، فوراً جلنے سے پہلے پہلے اس کا نقشہ

کاغذ پہ اُتارلو، میں نے سمرقند میں جا کے بنوانا ہے۔ بچے گھروں میں جل رہے اور نقشے بنوانے پہ لگا ہوا، ایسا کم بخت تھا۔

تو یہ محمود غزنوی فاتح ثانی ہے دنیا کا، اس نے آ کر کہا: حضور! آپ کا بھانجا میرے گھر میں آتا ہے، مجھے میرے گھر سے نکال دیتا ہے، میری بیوی کی عزت کو تار تار کرتا ہے تو محمود کا رنگ فق ہو گیا، کہنے لگا: کیا ایسا ہوتا ہے؟ کہا، جی! کہا، اب اگر آئے تو مجھے بتانا اور پہرے داروں سے کہا جس وقت یہ شخص آئے فوراً مجھے اطلاع کرنا۔ تیسری رات تھی کہ وہ شخص پھر آیا، دوڑتا ہوا، روتا ہوا، تو محمود کو اندر اطلاع کی گئی، وہ اسی وقت تلوار ہاتھ میں لیے ہوئے ساتھ چلا اور اس کے گھر میں داخل ہوا اور جاتے ہی چراغ بجھا دیا اور ایک تلوار کا ہاتھ مارا اور اس کی گردن اُڑا دی اور اس کے ساتھ ہی زمین پہ گر گیا۔ کہنے لگا ''وَیْحَكَ اِسْقِنِیْ'' ارے! تیرا بھلا ہو، جلدی پانی لا، وہ بھاگ کے گیا، پانی لایا، پانی پیا، کہا چراغ جلاؤ، چراغ جلایا تو اس کی جب لاش کو دیکھا تو کہا ''اَلْحَمْدُلِلّٰه'' تو یہ کہنے لگا:

سلطان معظم سمجھ میں نہیں آئی مجھے آپ کی کہانی، آپ نے قتل کرتے ہی پانی مانگا، پھر اس کی لاش کو دیکھ کر الحمدللہ کہا، کہنے لگا: جس دن تم آئے تھے ناں اس دن سے قسم کھائی تھی، نہ کھاؤں گا، نہ پیوں گا جب تک تیری مدد نہ کرلوں، تین دن سے پیاسا ہوں، نہ کھایا ہے، نہ پیا ہے اور بھوکا بھی ہوں۔

''آج بھی حکومتیں ہیں، اللہ کی شان!''

اور الحمدللہ! اس پہ کہا کہ میرا بھانجا نہیں ہے کوئی میرے خاندان کو بدنام کرنے کے چکر میں ان کا نام لیتا تھا، مجھ میں سے نہیں ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب میں راضی ہوتا ہوں تو ایسوں کو حکومت دے دیتا ہوں جو اوروں کا درد اُٹھاتے ہیں، اوروں کا غم کھاتے ہیں۔ پیسہ سخیوں کو دیتا ہوں جو فقرا پہ خرچ کرتے ہیں۔

حضرت عزرائیل سے مروی رحم کے دو واقعات

اللہ تعالیٰ نے فرمایا عزرائیل سے، تجھے کبھی کسی پہ رحم بھی آیا، اتنوں کی جو تو نے جان لی کسی پہ رحم بھی آیا؟ کہنے لگا، دو دفعہ آیا تھا، کہا: کس پہ؟ کہا ایک کشتی ٹوٹ گئی تھی، اس میں ایک عورت حاملہ تھی، وہ ایک تختے پر سوار ہوئی، اس نے اس حال میں بچہ جنا کہ موجیں اُس کو اُٹھا کر پھینک رہی تھیں۔ تو آپ نے کہا اس کی ماں کی جان نکال لو تو مجھے بچے پہ بڑا رحم آیا تھا کہ بچے کا کیا بنے گا۔

دوسری مرتبہ جب شداد نے جنت بنائی، تین سو برس وہ ظالم جنت ہی بناتا رہا، جب بن گئی، مکمل ہوگئی، دیکھنے چلا، ایک قدم اندر ایک باہر، آپ نے کہا اس کی جان نکال لو۔ تو میں نے دروازے پر جو اس کو گرایا تو مجھے اس پر بڑا رحم آیا کہ بدبخت دیکھ ہی لیتا، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ شداد کا پتہ ہے کون ہے؟ کہا، نہیں، کہا یہ وہی بچہ ہے جس کی ماں کی تو نے تختے پہ جان نکالی تھی۔

ایک چپڑاسی کا سود میں پھنس جانے کا واقعہ

ایک میرے پاس چپڑاسی آیا، ڈیرہ اسمٰعیل خان کا، کہا جی بھانجہ بیمار تھا، میں چپڑاسی، میری کیا اوقات تھی، اس کو کینسر، بڑی لوگوں سے اپیل کی، کسی نے کچھ نہیں دیا۔ کسی نے پھنسا دیا کہ یہ لوگ ہیں یہ پیسے دیتے ہیں، ان سے قرضہ لے لو، تھوڑا تھوڑا کر کے ادا کر دینا، کہا جی! میں غریب آدمی، میں ایسا پھنسا سود میں اب میری تو چمڑی بھی اترتی ہے، دے بھی چکا ہوں پھر بھی رقم اتنی کی اتنی رقم کھڑی ہے۔ میری جان چھڑوائیں۔

تو یہ انفرادی طور پر بھی یہ ظلم ڈھا رہے ہیں اور بنک بھی اجتماعی طور پر یہ نظام چلا رہے ہیں۔

پیسے پہ نفع لینا، چیز پر نفع لینا چاہے ادھار کی شکل میں، چاہے نقد کی شکل میں اس کو

سود نہیں کہتے ، ہاں! چیز کے دور ریٹ کر دیا، اس کی وجہ سے بے برکتی ضرور ہے۔ کراہت بھی ضرور ہے۔کراہت بھی ہے لیکن حرام نہیں۔

رائیونڈ کا ایک سبق آموز قصہ

ایک کویتی نو جوان آیا، امریکہ میں پڑھتا تھا، وہاں سے سیدھا یہاں آ گیا، وقت لگانے۔ مجھ سے کہنے لگا: اگر میرے ابا کو پتہ چل گیا کہ میں یہاں پہنچ گیا ہوں تو وہ یہاں پہنچ جائے گا، مجھے لے جانے کے لیے،تو تم دعا کرو کہ انہیں پتہ نہ چلے۔ وہ اللہ کی شان! اس کے ابا کو چل گیا پتہ اور وہ پہنچ گیا۔ پہلے گیا اسلام آباد وہاں سے کویت ایمبیسی سے آدمی لیا اور رائیونڈ پہنچ گیا اور آکے چڑھائی کر دی کہ میرے بیٹے کو اغوا کر لیا ہے،تم لوگ راہب ہو، درویش ہو، میرے بیٹے کو درویش بنانا چاہتے ہو، میں نے امریکہ بھیجا ہے پڑھائی کے لیے تم نے یہاں ، یہ کیا کر دیا تم نے اور عین اس وقت ہم نے اس کی جماعت بنائی،کوئٹہ کے لیے نکل رہا تھا، میں نے کہا: بھاگ جا! بھاگ، چھپ جا، اگر تیرا ابا ہو گیا راضی تو تجھے چلائیں گے اور اگر وہ ناراض ہو گیا تو تجھے واپس اپنے باپ کے ساتھ جانا پڑے گا، اس طرح باپ کو ناراض کر کے جانا ٹھیک نہیں ، اس کو ہم نے ایک طرف چھپا دیا۔

جب وہ اپنا غصہ نکال چکا تو ہم نے کہا آپ مرکز تو دیکھ لیں ،آپ اتنی دور سے آئے ہیں، اب اس کو لے کر ساری مسجد، باہر مہمان، اندر مہمان، عرب مہمان، مسجد میں تعلیم ، ذکر، کوئی آدمی بغیر داڑھی کے، کوئی نہیں، کوئی آدمی ننگے سر کوئی نہیں اور مسجد میں ہر طرف ذکر، تلاوت، دعوت کی فضا، پیچھے جہاں مطبخ روٹی پکتی ہے وہاں بھی وہ پٹھان سبزی بھی کاٹ رہا ہے،''سبحان اللّٰہ ، الحمدللّٰہ، اللّٰہ اکبر'' وہ گاجر کاٹ رہا ہے تو سبحان اللہ کا نعرہ بھی لگا رہا، کہا یہ تو چکر ہی اور ہے بھائی، وہ سارا مرکز دیکھ کر ایسے بیٹھ گیا اور کہنے لگا، اگر میرا بیٹا یہاں آیا ہے تو ضائع نہیں ہوا، میں مطمئن ہوں، میری طرف سے اجازت ہے، بے شک وقت لگالے۔

پھر ہم نے ان کے بیٹے کو بلایا، بھائی مبارک ہو کام بن گیا، پھر دونوں پیو پتر کو مال دیا۔ تو یہ ایک ایسی فضا ہے جہاں دل جا کے بدلتا ہے، کچھ وقت کے لیے وہاں تشریف لے جائیں تو اگر ہر مہینے آپ تین دن لگاتے رہیں تو ان شاء اللہ العزیز زندگی کو ایک رخ مل جائے گا۔

ایک معذور آدمی کا قصہ

ہم جب پرائمری سکول پڑھتے تھے اپنے گاؤں میں، ہمارے دادا تھے انہیں کا ڈیرہ تھا۔ اسی ڈیرے کو انہوں نے سکول کے طور پر دیا ہوا تھا۔ تو وہاں ڈیرے میں ایک معذور رہتا تھا، اس کے یہاں تک ہاتھ تھے اور یہاں تک ہی پاؤں تھے، نہ اس کے ہاتھ سلامت، نہ اس کے پاؤں سلامت تھے۔ مجھے اچانک اس کی شکل سامنے آ گئی، مجھے یوں لگتا جیسے میرے سامنے بیٹھا ہوا ہے۔ تو ہمارے دادا نے اس کے لیے ایک نوکر رکھا ہوا تھا۔ وہ غریب آدمی تھا، اب یہ مجھے پتہ نہیں کہ وہ کون تھا، کہاں سے تھا، ہم بالکل چھوٹے تھے، پہلی، دوسری، تیسری (کلاس) کی بات ہے۔ تو ایک نوکر مستقل اس کے ساتھ ہوتا تھا۔ اُسے پیشاب کروانا، کھانا کھلانا، کپڑے بدلوانا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کہہ رہے ہیں یا اللہ! ایسا ہو مسلمان لیکن اس کی خبر گیری کرنے والا بھی کوئی نہ ہو، وہ ناک رگڑتا پھر رہا ہو۔

ایسا تو ایک گھنٹہ بھی عذاب بن جاتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: یا اللہ! زندگی بھی قیامت تک کی گزارے اس کے لیے تو ہر پل قیامت ہے لیکن موسیٰ علیہ السلام کہہ رہے ہیں قیامت تک زندہ رہے، ہاتھ پاؤں کٹے ہوں، ناک رگڑتا زمین پر چلے لیکن اگر مر کے یہاں پہنچ جائے یا اللہ تو اس نے کوئی دکھ نہیں دیکھا، مزے ہی مزے ہیں۔

ایک بکری اور ہرنی کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو تسلیم کرنا

ایک صحابی رضی اللہ عنہ بکری کو گھسیٹ کر ذبح کرنے لے جا رہے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے صحابی سے فرمایا: آپ اس کو نرمی کے ساتھ لے کر جاؤ اور بکری سے کہا کہ تو اللہ کے حکم پر صبر کر تو بکری نے میں میں کرنا بند کر دیا۔ ہرنی کو پتہ ہے کہ مجھے ذبح کیا جائے گا لیکن وہ نبی کی بات پر دوڑتی آرہی ہے اور اپنے بچوں کو چھوڑ کے آرہی ہے۔ آپ ﷺ نے اسے باندھ دیا اور وہیں کھڑے ہو گئے، تھوڑی دیر ہوئی تو وہ صحابی آگئے جو شکار کر کے لائے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بھائی میں ایک سفارش کرتا ہوں، میں ایک درخواست کرتا ہوں، کہا یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان، آپ ﷺ ارشاد فرمایئے، کہا یہ بکری مجھے ہدیہ کر دیں، یہ ہرنی مجھے ہدیہ کر دو، اس صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ''بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ'' میرا سب کچھ آپ ﷺ پر قربان، ہرنی کو کھولا، آپ ﷺ کے حوالے کیا، آپ ﷺ نے اس کی رسی کو چھوڑا کہ جا چلی جا، اپنے بچوں کے پاس۔

عالمی اجتماعِ رائیونڈ کے موقع پر ایک عرب عالم کے تاثرات

ایک عرب آیا۔ بہت بڑا عالم، جدے سے آیا۔ کہنے لگے جانتے ہو میں کیوں آیا ہوں؟ میں نے کہا فرمایئے۔ کہنے لگے میں جدہ میں ہوں اور ہمارے لڑکے، نوجوان سعودی عرب سے امریکہ جاتے تھے، پڑھنے کے لیے اور ساتھ میں ان کے بڑے گندے عزائم ہوتے تھے اور پتہ نہیں کیا زنا، شراب میں ڈوبے رہتے تھے لیکن کچھ عرصے سے میں دیکھ رہا ہوں کہ اس میں بہت سے لڑکے آتے ہیں، ان کی داڑھیاں رکھی ہوتی ہیں، پگڑیاں باندھی ہوتی ہیں اور اللہ رسول کی باتیں کرتے ہیں، رات کو کھڑے ہو کر روتے ہیں، میں حیران ہوں ہمارے جب حجاز میں تھے تو بے دین تھے، امریکہ میں گئے تو اور بے دین ہونا تھا، وہاں سے نبی کی سنت کو لے کر آرہے ہیں، یہ کیا بات ہے؟ تو میں نے پوچھا، یہ کیا چکر ہے؟

تو (ان نوجوانوں) نے کہا: بھائی، پاکستان میں ایک محنت ہو رہی ہے۔ حضور ﷺ کے دین کو زندہ کرنے کی، وہاں سے جماعتیں آتی ہیں، ہم ان کے ساتھ وقت لگاتے ہیں، میں بھی وقت لگانے آیا ہوں۔

میری اور اس کی اکٹھی تشکیل ہوئی، اجتماع آ گیا، اجتماع کا آیا موقع، وہ شاعر تھا بہت بڑا، اُس نے جو مجمع دیکھا اور ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تو کھڑا ہو گیا، فی البدیہہ سوچے سمجھے بغیر: ؎

اَللّٰہُ اَکْبَرُ شَآءَ نُوْرُ مُحَمَّدٍ
وَبَدَتْ لِوَاءِ ہٖ بِھٰذَا الْمَشْھَدٍ
وَلِیُمْنُ خَیَّمَ فِیْ جَوَانِبِہِ الَّتِیْ
اَوْ دَنْتَ عُصُّ بِکّلّ حَبْرٍ مُرْشَدٍ
اَفٰی الْمَنَامِ وَضَّعَتْ اَوْ قَاتُہٗ
بَیْنَ الْاَحِبَّۃِ فِیْ زَوَائِعَ الْمَسْجِدٍ
ھَجَرَ الْمَنَازِلَ وَالدِّیَارِ وَاَھْلَھَا
وَصَلَابِھِمْ عَنْ وَالدَّیْنِ وَمَوْلِدٍ
دَحَّابِوَارِثِ دَوْحَۃٍ تَشْدُوْابِھَا
سِرَبُ الْبِلَادِ فِیْ حِیَابٍ مَوْرِدٍ
وَبِذَاتِ خَلْخَالٍ کَرِیْمَۃِ فَاضِلٍ
تَفْرِیْظُ وَاعِظُھَا کَمَعْدِنِ اَجْرَدٍ
تَوْرَنْجُ اَیُّ بِالْبَیَانِ وَتَارَۃ
یُدْنِیْنَ وَصِحَّتَہٗ لِکُلِّ مُوَحِّدٍ
یَفْزُوْا الْعَوَالِمَ فِیْ مَطِیَّۃِ فِکْرِہٖ
لِتَکُوْنَ مَیْدَانًا لِجُھْدِ مُحَمَّدٍ
اَللّٰہُ اَکْبَرُ شَآءَ نُوْرُ مُحَمَّدٍ

اللہ اکبر! محمد ﷺ کا نور روشن ہو رہا ہے۔
اللہ اکبر! محمد ﷺ کا نور روشن ہو رہا ہے۔

اوراس جگہ پراس کے نور کے آثار نظر آ رہے ہیں۔

وَلِيُمْنُ خَيَّمَ فِىْ جَوَانِبِهِ الَّتِىْ
اَوْ دَنْتَ عُصُّ بِكَلِّ حَبْرٍ مُرْشَدٍ

اور اللہ کی طرف سے رحمت اور برکت ان لوگوں پر آ رہی ہے جن لوگوں نے زمین کو تنگ کر دیا ہے۔ اتنی کثرت سے آئے ہیں کہ زمین تنگ ہوگئی ہے گھروں کو چھوڑ کر آ رہے ہیں اور راتوں کو کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں اور ایسی بیوی کو چھوڑ کر آ رہے ہیں جس کے پاؤں کی پازیب کی آواز بھی ان کے کانوں میں گونج رہی ہے۔

زوَبِذَاتِ خَلْخَالٍ كَرِيْمَةِ فَاضْلٍ
تَفْرِيْظُ وَاعِظُهَا كَمَعْدِنِ اَجْرَدٍ

اس کے پاؤں کے پازیب کی آواز بھی سن رہے ہیں لیکن پھر بھی سینے پہ پتھر رکھ کے آئے پڑے ہیں۔اور

هَجَرَ الْمَنَازِلَ وَالدِّيَارِ وَاَهْلَهَا

گھر چھوڑا وطن چھوڑا، بیوی بچے چھوڑے۔

وَصَلَابِهِمْ عَنْ وَالدَّيْنِ وَمَوْلِدٍ

اور اولاد کو چھوڑا اور والدین کی جدائی کو برداشت کیا۔

اللہ کے کلمے کو بلند کرنے کے لیے اور محمد ﷺ کے نور کو بلند کرنے کے لیے چل رہا ہے۔ کبھی بیان ہو رہا ہے، کبھی تعلیم ہو رہی ہے، کہتا ہے:

تَوْرَنْجُ اَىَّ بِالْبَيَانِ وَتَارَةً

کبھی بیان ہو رہا ہے کبھی تعلیم ہو رہی ہے کبھی ہدایت ہو رہی ہے۔

يُذْنِيْنَ وَصِحَّتَهُ لِكُلِّ مُوَحِّدٍ

جب جماعتیں جاتی ہیں نا تو ہدایت دی جاتی ہے۔ اس شعر میں کہتا ہے کبھی بیان، کبھی تعلیم، کبھی ہدایات۔

يَغْزُوْا الْعَوَالِمَ فِيْ مَطِيَّةِ فِكْرِهٖ

اوران کی فکر کی سواریوں میں اوران کے فکر سواریوں میں یہ بات ہے کہ:

لِتَكُوْنَ مَيْدَانًا لِجُهْدِ مُحَمَّدٍ

کہ ساری دنیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محنت کا میدان بن جائے۔

یہ اُس (عالم) نے فی البدیہہ پڑھے، سوچے سمجھے بغیر۔

ابھی اِس سال آیا، پھر ہمارا اجتماع چھوٹا ہوتا ہے پرانوں کا۔

سال میں ایک دفعہ جوڑ اسے کہتے ہیں، دس دن کا، تو میں نے کہا:

اُس کا نام احمد تھا، احمد الواحاشی حمیری تھا۔ حمیری، میں نے کہا: شَيْخُ اَحْمَدَ زِدْنَا

کچھ اور بھی اس پر کہو، وہ قصیدہ جو اس نے پڑھا تھا ناں، میں نے کہا: شَيْخُ اَحْمَدَ زِدْنَا،

کچھ اور بھی اس پر کہو۔ وہ قصیدہ تیرا عمدہ تھا۔ اس پر کچھ شعر اور بڑھاؤ، کہنے لگا:

وَالْحَالُ قَدْ بَلَغَتْ بِهٖ اَوْجَلُ عَلٰى

فَوْقَ السَّمَادِ وَفَوْقَ هَادِمِ فَرْقَدِ

وَالْمَرْءُ يسود بالجهود اِلَى الْعُلٰى

لَا بِالدَّرَاهِم ولا بِالذَّهَبِ

وَاللّٰهِ يَنْصُرُ مَنْ يُّنَاصِرُ دِيْنَهٗ

وَيَلُوْحُ طَالِعُ بِسَعْدِ الْاَسْعَدُ

وَغَدًا يَكُوْنُ مَعَ النَّبِيِّ وَصَحْبِهٖ

فِى ظل عيش بالنعيم السرمد

یہ چار پھر اس نے سنائے، کیا کہا کہ آج میں دیکھ رہا ہوں کہ کام یہاں تک پہنچ چکا ہے کہ ثریا ستارے سے بھی اونچا۔

اور فرقد ستارے کی کھوپڑی سے بھی اونچا۔ فوق السماد، سماد بھی ایک ستارہ ہے۔

وفوق هادم فرقد اور فرقد بھی ایک ستارہ ہے، کہتا ہے سماد سے بھی تبلیغ کا کام اونچا چلا

گیا اور فرقد ستارے کی کھوپڑی سے بھی اونچا چلا گیا۔ یہ دونوں ستارے ہیں آسمان کے۔

اور کہنے لگا، لیکن والمرء یَصْعَدُ بالجهود الی العُلٰی اور انسان جو ترقی کرتا ہے اونچائی کی طرف الی الدریٰ وہ محنت سے کرتا ہے۔ لَا بِالدَّرَاهِم پیسوں سے نہیں۔ وَلَا بِالذَّهَب سونے سے نہیں، پیسوں سے نہیں، سونے سے نہیں اور کون سی محنت۔ وَاللّٰهُ يَنْصُرُ مَنْ يَّنَاصِرُ دِيْنَهٗ جو اللہ کے دین کی مدد کرے گا، اللہ اُس کی مدد کرے گا اور اللہ اس کے بخت کو چمکا کے رکھے گا اور کل کو حضور ﷺ کے ساتھ، وَغَداً اور کل یعنی قیامت میں۔

وَغَداً يَّكُوْنُ مَعَ النَّبِيِّ اور کل حضور ﷺ کے ساتھ وَصَحْبِہٖ اور اس کے صحابہ کے ساتھ ہوگا۔ فِيْ ظِلِّ عَيْشٍ، عیش کی زندگی کے سایہ۔ بِالنَّعِيْمِ السَّرْمَدٍ ابدالآبادکی نعمتیں، میں نے کہا بھائی! عرب عرب ہی ہوتے ہیں۔ بالنعیم السرمد، ابدالآبادکی، ابدالآبادکی زندگی۔

ایک اپنا واقعہ

ایک دفعہ میں گاڑی میں جا رہا تھا تو مجھے بعضے لکھے پڑھے نوجوانوں نے گھیر لیا اور جیسا کہ ہماری عادت ہے ہم تو خود کہتے ہیں ’’آ بیل مجھے مار‘‘ ہم تو خود چھیڑتے کہ کوئی بات چلے۔ تو بات چھیڑی تو وہ سارے چھڑ پڑے، سوالات کی بوچھاڑ، انہوں نے کہا یہ سارا اختلاف ہے، یہ سارا قصور ہے، تو اللہ کی شان میں نے کہیں پڑھا نہیں تھا یہ مضمون، یہ تو بعد میں میں نے خود پڑھ لیا تو مجھے تسلی ہوگئی۔ اللہ نے اسی وقت میرے دل میں ڈالی، میں نے کہا سنو! اللہ کو اس کائنات میں سب سے محبوب اپنے نبی ﷺ کی ذات تھی۔ حضور ﷺ نے مختلف مواقعوں پر مختلف کام کیے۔ اللہ نے اپنے حبیب کی ایک ایک سنت کو زندہ رکھنے کے لیے امت میں تقسیم کردیا۔

کسی کو کسی پر جمع کردیا، کسی کو کسی پر جمع کردیا۔

کسی کو کسی پر جمع کردیا۔ اللہ سب کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے کہ میرے نبی کی ایک ایک سنت زندہ ہو رہی ہے۔ یہ لڑنے کی چیزیں نہیں ہیں۔

مولانا کا کمال باادب ہونا

ہمارے لاہور کے امیر ہیں بھائی شبیر صاحب، ہمارے بزرگوں میں سے ہیں۔
ان کو ملے ہوئے بہت دن ہو گئے تھے۔ میں ملا نہیں تھا۔ تو رائیونڈ میں تشریف لائے پیر
کو، میں بھی رائیونڈ میں تھا، مجھے پتہ چلا، میں نہیں ملا، حالاں کہ سامنے کمرہ تھا، میں نہیں
ملنے گیا، وہ جب واپس لاہور چلے گئے، تب میں نے گاڑی نکالی اور پہنچا بلال پارک۔
کہنے لگے، مولوی صاحب کیسے؟ میں نے کہا جی میں ملنے آیا ہوں، کہنے لگے میں تو وہیں
تھا۔ میں نے کہا مجھے شرم آئی وہاں سے ملتے ہوئے کہ آپ کا حق یہ تھا میں آپ کو خود
آ کے ملتا، وہ اتنے خوش ہوئے، وہ اتنے خوش ہوئے کہ میرے لیے گاؤ تکیہ لائے، ادھر
بیٹھو، وہ پنجابی بولتے ہیں ''ایتھے بیٹھو'' میں نے کہا، نہیں، کہا نہیں نہیں ادھر بیٹھو، اتنے
خوش، کیا ہوا؟ چل کے جانا میرا حق ہے، میرے ذمے ہے، چھوٹے کے ذمے ہے کہ
بڑے کے پاس چل کے جائے تو اس کی شفقت و محبت متوجہ ہوتی ہے۔

تو اللہ سے تعلق بنانے کے لیے اللہ نے کہا یہ میرا گھر ہے، آ جاؤ! یاری لگ جائے
گی، آ جاؤ! یاری لگ جائے گی۔

''بُیُوْتِیْ فِی الْاَرْضِ الْمَسَاجِدُ'' سارے عالم کی نقل و حرکت اس کے لیے کوئی
ہمیں Bulding نہیں چاہیے، مسجد اور زکریا مسجد کی یہ سیدھی سادھی چٹائی چاہیے اور
یہ حبس والا ہال چاہیے، جہاں پسینہ پسینہ ہو رہے ہے۔

چنگیز خان کی صورت میں اللہ کی ناراضگی کا اظہار

چنگیز خان نے جب سمرقند پہ حملہ کیا، پہلا شہر جو چنگیز خان نے فتح کیا ۶۱۰ھ میں
تو اس نے کہا:

لوگو! جس اللہ کو مانتے ہو اسی اللہ کا بھیجا ہوا عذاب آیا ہوں۔

جس اللہ کو مانتے ہو، اسی کا عذاب آیا ہوں۔ چالیس سال میں کوئی ساٹھ، ستر شہر

ایسے زمین سے مٹ گئے جس میں ایک ایک شہر کی آبادی پندرہ سے بیس لاکھ، پانچ سے بیس لاکھ تھی۔ ایک بغداد میں پندرہ لاکھ انسان قتل کیے گئے۔ صرف بغداد شہر میں ۶۵۶ھ میں پندرہ لاکھ انسان قتل ہوئے۔

مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے والدین کی شادی کا عجیب قصہ

اور یہ جتنا تبلیغ کا کام ہے یہ چار عورتوں کے کھاتے میں ہے۔ چار عورتیں آپس میں بیٹھی مشورہ کر رہی ہیں، کیا؟ کہ ہمارے خاندان سے علم نکل گیا ہے، کیا کریں؟ ایک بارات آئی ہوئی ہے کاندھلہ میں مظفر نگر سے تو ان میں آپس میں بات چل رہی ہے کہ ہمارے خاندان سے علماء ہی ختم ہوتے جا رہے ہے، کیا کیا جائے؟ سارے انگریزی پڑھ رہے۔ ایک خاتون بیٹھی تھی، وہ کہنے لگی، میری بیٹی جوان ہے، یہ جو بارات آئی ہوئی ہے اس میں تلاش کرو اگر کوئی عالم ہے تو میں اپنی بیٹی کو اسی بارات کے ساتھ روانہ کر دیتی ہوں تو بارات میں تلاش کیا گیا تو اس میں مولانا اسمٰعیل صاحب آئے ہوئے تھے، باراتی بن کر۔ پتہ چلا، ایک عالم ہیں۔ انہوں نے کہا ہیں تو چلو، میری بیٹی کا نکاح بھی کر دو تو گیا تھا دولہا ایک واپس لوٹا دو۔ مولانا اسمٰعیل صاحب کو مفت میں مل گئی۔ اس بچی سے مولانا محمد الیاس پیدا ہوئے اور مولانا یحییٰ، دو بھائی پیدا ہوئے، ایک محمد یحییٰ، ایک محمد الیاس۔

محمد یحییٰ کو اللہ نے دیا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ، جن کی فضائل اعمال ساری دنیا میں چل گئی اور مولانا الیاس صاحب سے اللہ نے وہ دین کا کام لیا کہ سارا عالم لپیٹ میں آ گیا۔

یہ دنیائے اسلام کی تاریخ میں پہلی دفعہ ہوا ہے کہ گونگے داعی بن کے جماعتوں میں جا رہے ہیں۔ جھنگ کے گونگوں کی سات مہینے کی جماعت تیار ہو کے انگلستان روانہ ہو رہی۔ گونگے انگلستان جا رہے ہیں دعوت دینے کے لیے، ساتھ ان کے دو ترجمان ہیں جو ان کے اشاروں کا ترجمہ کریں گے۔

اپنی مستورات کا بھی وقت لگواؤ تا کہ ان کے اندر بھی ایمان کا جذبہ پیدا ہو۔

بچوں کی تربیت کا سلیقہ پیدا ہو۔

ان کو آگے بڑھانے کا شوق اور ذوق پیدا ہو۔

تو وہ قربانی میں اپنے خاوند کے ساتھ ساتھ چلیں گی۔ جس گھر میں عورت کا ذہن بھی دین والا ہو جائے، مرد کا بھی، اس کی اولاد میں بھی یہ چیز آ جاتی ہے۔

حلال لقمہ کی برکت

ایک مسلمان ملک پر انگریزوں نے حملہ کیا، تو بادشاہ نے اپنے بیٹے کو مقابلے کے لیے بھیجا۔ ایک ہفتے کے بعد خبر آئی کہ شکست ہوگئی اور بیٹا بھاگ گیا تو جو ملکہ تھی شہزادی وہ کہنے لگی، حضور! یہ خبر غلط ہے۔ بادشاہ کو بڑا غصہ آیا کہ تو اندر بیٹھ کے کیسے کہہ رہی ہے کہ خبر غلط ہے؟

کہنے لگی بس یہ خبر غلط ہے۔

ایک ہفتے کے بعد خبر آئی کہ وہ پہلی خبر غلط تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فتح دے دی۔ دشمن بھاگ گیا، بھاگ گیا کافر، اب بادشاہ نے اپنی بیوی سے پوچھا یہ تو نے اندر بیٹھ کر یہ دعویٰ کیسے کیا تھا یہ تو اس زمانے کے بادشاہوں کی بیویوں کا حال تھا۔

وہ کہنے لگی، جب سے اس کا حمل ٹھہرا میں نے ایک لقمہ حرام تو بڑی بات ہے، جس میں شک تھا وہ بھی نہیں کھایا، شک والا لقمہ نہیں کھایا اور دو سال اس کو دودھ 'یا، جتنی دفعہ دودھ پلایا پہلے وضو کیا، دو نفل پڑھے پھر اسے دودھ پلایا، جو بچہ اتنا پاک دودھ پی کے پروان چڑھے وہ بھی کبھی موت کے ڈر سے بھاگ سکتا ہے۔ اگر آپ یہ کہتے کہ شکست ہوگئی اور بیٹا شہید ہوگیا تو پھر میں مان جاتی، میں کیسے مان جاؤں کہ ایسا پاک دودھ پی کے کوئی بچہ کافر کے سامنے سے موت کے ڈر سے بھاگ جائے، یہ نہیں ہوسکتا، یہ بادشاہ کی بیگمات کا حال تھا۔

ملکہ زبیدہ کی دین داری

زبیدہ، ہارون الرشید کی بیوی، ہارون رشید اسلامی سلطنت کا، بل کہ دنیا کا ایسا بڑا

بادشاہ تھا، بادل کو دیکھ کر کہتا تھا تو جہاں برسے گا وہاں میری ہی زمین ہوگی، فصلیں میرے ہی گھر میں آئیں گی۔ ''وَسَيُجْبٰى اِلَىَّ خَرَاجُكِ'' اتنی لمبی سلطنت تھی، اس کی تو اس کی ملکہ کتنی شان والی ہوگی۔ ۱۰۰ عورتیں ہر وقت اس کے محل میں قرآن پڑھتی رہتی تھیں۔ جب وہ تھک جاتیں ۱۰۰ اور آجاتیں۔ وہ تھک جاتیں ۱۰۰ اور آجاتیں، چوبیس گھنٹے اس خاتون کے گھر میں قرآن کی تلاوت چلتی رہتی تھی۔

توبہ کرنے پر فوراً بارش ہوگئی

بنی اسرائیل کے دور میں بارش نہیں ہو رہی، موسیٰ علیہ السلام نے ستر ہزار آدمی کو لے کر نماز پڑھی، دعا مانگی، دھوپ اور تیز ہوگئی۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا، یا اللہ! بارش مانگی، دھوپ تیز ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے کہا، ایک اس میں ایسا فرد ہے جس کی نافرمانی ایسی ہے کہ جب تک یہ اندر ہے بارش نہیں کروں گا۔

جب ایک آدمی ایسا تھا تو بارش رک گئی، جب اکثریت ایسی ہو تو پھر کیا ہوگا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا نکل جاؤ، بھائی جو ایسا آدمی ہے، سارا مجمع محروم ہے اس کی وجہ سے۔ اس نے ادھر دیکھا، ادھر دیکھا جب کوئی نہ نکلا تو دل میں کہنے لگا، اب اگر میں باہر نکلوں تو ذلیل ہو جاؤں، سب کو پتہ چل جائے گا، اگر میں کھڑا رہوں تو بارش نہیں ہوگی، اب اس کو توبہ کا خیال آیا۔

اب آپ دیکھ رہے ہیں یہ اصلی توبہ نہیں، نقلی توبہ ہے کیوں کہ اللہ کی محبت میں نہیں، عزت بچانے کے لیے ہے کہ میری عزت بچ جائے۔

وہ کہنے لگے، یا اللہ! میں نے تیری بڑی نافرمانی کی اور تو نے مجھے کبھی ظاہر نہ ہونے دیا، تیری بڑی مہربانی، آج میری عزت رکھ لے، میں توبہ کرتا ہوں، اس کے الفاظ ختم ہوئے، ہوا کا رخ بدل گیا، بادل آئے اور بارش شروع ہوگئی۔

موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے، یا اللہ! نکلا تو کوئی بھی نہیں، بارش کس وجہ سے ہوگئی؟ اللہ نے کہا جس کی وجہ سے روکی تھی، اسی کے طفیل ہوگئی۔ اتنی جلدی بھی کوئی صلح

کرتا ہے۔ چالیس سال کی دشمنی ایک لفظ پہ کوئی معاف کرتا ہے۔
موسیٰ علیہ السلام نے کہا، یا اللہ! اس کی برکت سے کیسے ہوگئی؟
اللہ تعالیٰ نے کہا، اس نے توبہ کرلی ہم نے صلح کرلی۔
کہا یا اللہ! کون ہے؟
اللہ تعالیٰ نے کہا: جب نافرمان تھا کسی کو نہیں بتایا جب توبہ کرلی تو اب کیسے بتاؤں، تو میں کہتا ہوں، چغلی نہ کھاؤ، خود میں چغلی کھاؤں، میں جانوں میرا بندہ جانے۔

پھکّہ دہی تاں دیو (تھوڑا سا دہی تو دے دو)

مولانا صاحب! ایک واقعہ یاد آ گیا۔ ہمارے کچا کھوہ ساتھ ہے، وہاں اٹک سے ہی ایک احرار کے بڑے خطیب بھی تھے، عالم بھی تھے، سیاسی بھی تھے، میرے والد بھی چوں کہ سیاسی آدمی تھے۔ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے M.P.A (صوبائی اسمبلی) کا الیکشن وہاں اپنی سیٹ پر لڑا کرتے تھے۔ تو وہ پھر ساتھ کنوینسنگ ہوتی تو ایک دن انہوں نے ایک واقعہ سنایا، بڑا مزیدار، کہنے لگے میں اٹک میں گاؤں میں، ہم قرآن یاد کرتے تھے۔ میں یہ کہہ رہا ہوں اس کے تو الفاظ میں اتنی جان لگتی ہے تو معانی میں کتنی جان لگے گی تو ایک لڑکا تھا ہمارا، وہ بڑا غبی تھا۔ وہ ساری رات ایک ایک آیت رٹتا تھا، تب اسے یاد ہوتی، تو ایک رات وہ:

((فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا))

یہ اس کو چڑھ نہیں رہا تھا زبان پہ تو وہ ساری رات مسجد کے صحن میں بیٹھ کے یہی آیت دہراتا رہا۔

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا وہ فَقَدِ اهْتَدَوْا کے لفظ میں تھوڑا سا چوں کہ عجمیت کے لحاظ سے ذرا مشکل ہے تو اسے بار بار کہتا فَقَدِ اهْتَدَوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ، پھر کہتا:

((فَاِنْ اٰمَنُوْ بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا))

فجر کی نماز ہوتے ہی پڑوس کے گھر سے ایک عورت بڑا پیالہ دہی کا لے کر آ گئی۔

کہنے لگی، قاری صاحب ساری رات تیرا طالب آہندا رہیا۔

پھکہ دہی تا دیو، پھکہ دھی تاں دیو۔

صبح صبح دہی کا پیالہ لے کر آ گئی، پھکہ دہی تاں دیو، پھکہ دہی تا دیو، پھکہ دہی تا دیو

اس کے الفاظ میں اتنی جان لگتی ہے، آپ خالی وفاق کی ڈگری لے کر کہتے ہیں ہم علماء ہیں، پھر کہتے ہیں ہم سے علماء جیسا سلوک کیا جائے، کیوں کیا جائے بھائی؟ پہلے اپنے آپ کو اہل تو ثابت کرو۔

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کا اثر

میرے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے مقرر آدمی تھے اور بڑے ادیب آدمی تھے، شاعر، ادیب اور مطالعہ بہت زیادہ تھا، ۱۹۴۴ء میں انہوں نے بی۔اے کیا اور ملتان کے مسلم لیگ کے صدر تھے اور محمد علی جناح کے ساتھ تقریریں کیا کرتے تھے تو صحبت تھی نہیں۔ مطالعہ ذاتی کرتے کرتے پرویزی ہو گئے، ہمارا بچپن تھا، بہت بچپن تھا۔ کوئی سات، آٹھ سال کی عمر تو قربانی کوئی نہیں کر سکتا تھا۔ گاؤں میں سب کو چھترپھیرتے تھے۔ کیا یہ خون ضائع کر رہے ہیں؟ غریبوں کو دو، یہ کرو، وہ کرو، جو وہ پرویزی کا تھا سارا سلسلہ۔

مجھے نہیں پتہ کہ کس طرح (چوں کہ ہمارا بچپن تھا) حضرت لاہوری سے کسی نے ان کی ملاقات کرائی یا سنتے سناتے پہنچے۔ دس منٹ ان کے پاس بیٹھے اور اس کے بعد واپسی توبہ کی کہ ہم جب ہوش میں آئے تو ایک صحیح مسلمان تھے۔ صرف دس منٹ، صرف دس منٹ، دس منٹ میں کوئی انہوں نے تقریر کی تھی۔ یا انہوں نے کوئی ان کو دلائل دیے تھے، یا ان کو کوئی پتہ تھا کہ یہ پرویزی آیا بیٹھا ہے۔

تو جب ۱۹۶۴ء میں لاہور میں داخل ہوا تو مجھے تو کچھ نہیں پتہ تھا کہ کیا ہوتی ہے پیری مریدی، بزرگی، مجھے میرے والد صاحب نے بیعت کروا دیا مولانا عبید اللہ انور صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے، تو خیر مرا کوئی تعلق نہیں تھا، بس! جب آتے میرے والد صاحب تو مجھے لے کر جاتے، ملاتے اور پھر میں اسی دنیا میں، اسی غفلت کے ماحول میں جب میں

مدرسہ میں گیا تو پھر میں نے تجدید بیعت کی تو مجھے بہت وقت دیا کرتے تھے، تو انہوں نے مجھے خود سنایا۔

سولہ برس ہمارے گھر میں فاقہ رہا۔ کہا والد صاحب رات کو جاتے تھے رات کو سبزی منڈی میں جو پتے نہیں سبزی کے توڑ کے وہاں پھینک دیے جاتے جو ڈینٹھل، جو پتے وہاں پڑے ہوتے تھے وہ اٹھا کے، صاف کر کے لاتے تھے اور اسے اُبال کے پکایا جاتا تھا، وہ ہماری روٹی بھی ہوتی تھی اور سالن بھی ہوتا تھا، سولہ برس گھر میں فاقہ رہا، ایسے تو نہیں کھانے کو دیکھ کر فرماتے تھے یہ حلال ہے یا حرام ہے۔

دانے دانے پہ لکھا ہے کھانے والے کا نام

ہم لاہور سے جا رہے تھے۔ ایک جماعت کے ساتھ کابل کے خان صاحب میرے آگے بیٹھے ہوئے تھے، خیبر میل میں، اس کا بیٹا تھا کوئی تین من کا اوپر سویا ہوا تھا۔ نیچے وہ آ کے بیٹھا ہوا، میں اسے دعوت دے رہا، وہ سن رہا، چلتے چلتے چلتے کوئی ساہیوال آ گیا یعنی کوئی تین گھنٹے کا سفر ہو گیا۔ ایک دم اس کے بیٹے نے کروٹ بدلی اور سیدھا میرے اوپر آ گرا، ٹھاہ، قریب تھا کہ میری ٹانگیں ٹوٹ جاتیں، خان صاحب بولا، او بیٹا! آپ کو تو بہت تکلیف ہو گیا۔

بہت تکلیف ہو گیا۔

اس نے تھیلا کھولا اور اس میں سے خرمے نکالے، کہا، یہ کھاؤ۔

میں نے کہا، چاچا! یہ پہلے ہی کھلاتا ناں تو تیرا بیٹا نہ گرتا۔

اللہ نے اس پہ میرا نام لکھا تھا تو کہاں کراچی لے کر جا رہا تھا۔ تو تو نے تو سخاوت کی نہیں، اللہ نے تیرے بیٹے کو اوپر سے دھڑم نیچے پھینکا، یہ تین دانے جا کیسے سکتے ہیں؟

کابل کی عورت نے بنایا،

کابل کا گھی لگایا،

گندم لگی، میٹھا لگا،

وہاں سے ایک خان چلا۔ ادھر طارق جمیل کو چڑھایا، سامنے بٹھایا، اب اس کو دیکھا یہ تو بخیل ہے نہیں نکالتا تو اس کے بیٹے کو ٹھاہ میرے اوپر مارا، رب ہے، رب ہے، رب، رب، رب ہے۔

یہ ہمارالازادراہ ہے، یہ ہمارازادِراہ ہے۔
اگر ہم نے تبلیغ کا کام کرنا ہے ناں تو یقین بناؤ، یقین بناؤ،
((وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ وَكَفَىٰ بِهِ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا)) (سورۃ الفرقان:۵۸)
اس رب پہ یقین کرو جو زندہ ہے، مرتا نہیں۔

حضرت موسیٰ وخضر علیہما السلام کا قصہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام علم کی انتہا پر، کلیم، صاحب کتاب، اتنا پتہ چلا کہ ایک آدمی مجھ سے زیادہ جانتا ہے، وہ جانتا ہے جو میں نہیں جانتا، یہ پتہ چلا، اللہ سے کہنے لگے، مجھے بتا، میں تو جاؤں گا، اس سے سیکھنے کے لیے، میں تو جاؤں گا، میں تو جاؤں گا، سیکھنے کے لیے، اللہ نے کہا: اچھا! ایک مچھلی لے لے، اسے تل لے، جہاں پانی میں زندہ ہو کے چلی جائے وہ بندہ وہاں رہتا ہے، اب موسیٰ علیہ السلام نے جماعت بنائی، یوشع کو ساتھ لیا، کہاں جارہے ہیں؟ طلب علم میں، موسیٰ علیہ السلام کا اللہ نے تبلیغی سفر بھی سنایا ہے، تعلیمی سفر بھی سنایا ہے، تعلیمی سفر صرف دوسپاروں میں ہے، تبلیغی سفر چھبیس سپاروں میں ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کا تبلیغی سفر "اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى" (سورۃ طٰہٰ:۲۴) یہ تو چھبیس سپاروں میں ہے تعلیمی سفر دوسپاروں میں ہے۔ پندرہ کے آخر سے ہوتا ہے شروع اور سولہ کی ابتداء میں جا کے ختم ہو جاتا ہے اور ایک ہی دفعہ پورا آتا ہے، تبلیغی سفر چھبیس سپاروں میں پھیلا ہوا ہے۔

تو کہنے لگے، یوشع میں تو چلوں گا، چاہے چلتے چلتے مرجاؤں، واپس نہیں آؤں گا جب تک وہ مجھے مل نہ جائے۔ یہ طلب، یہ ہے طلب اور کس سے سیکھنے جارہے، نبی نہیں

ہے، کمتر درجے کا انسان ہے، حضرت خضر علیہ السلام کے بارے میں صحیح قول یہ ہے کہ نبی نہیں ہیں۔ گو یہ بھی علماء نے فرمایا کہ نبی ہیں۔ اکثر علماء اس پر ہیں کہ نبی نہیں ہیں، بہرحال اللہ ہی جانتا ہے، ہیں یا نہیں۔

لیکن یہ بات تو طے شدہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام سے کم درجے کے ہیں۔ چلتے چلتے، چلتے چلتے آرام کیا۔ مچھلی اُچھل کے پانی میں گئی۔ یوشع دیکھ رہے ہیں، اُٹھ کے پھر چلے یوشع بھول گئے، چوبیس گھنٹے کی مسافت آگے طے کر گئے، کہنے لگے ''اٰتِنَا غَدَآءَ نَا'' بچے روٹی لاؤ بھوک لگی ہے، کہا: اوہو! وہ تو وہاں رہ گئی۔

((اَرَءَیْتَ اِذْ اَوَیْنَآ اِلَی الصَّخْرَةِ فَاِنِّیْ نَسِیْتُ الْحُوْتَ وَمَآ اَنْسٰنِیْهِ اِلَّا الشَّیْطٰنِ اَنْ اَذْکُرَهٗ وَاتَّخَذَ سَبِیْلَهٗ فِی الْبَحْرِ سَرَبًا))

ارے تیرا بھلا ہو ''ذٰلِكَ مَا کُنَّا نَبْغِ'' وہیں تو جانا تھا تو نے وہاں کیوں نہ بتایا، کہا جی میں بھول گیا۔ کہا، چلو واپس۔ چوبیس گھنٹے واپس آئے، اڑتالیس گھنٹے ہو گئے، چوبیس گھنٹے آگے گئے، بھوک لگی پھر چوبیس گھنٹے واپس آئے، تو بھوک پر چوبیس گھنٹے گزر گئے تو بھوک کی آگ بھڑک اُٹھی۔ آگے پہنچے حضرت خضر علیہ السلام سے ملے۔

تو وہ چادر لے کر سوئے ہوئے تھے۔

انہوں نے کہا: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ'' تو انہوں نے جواب دینے کے بجائے ایسی بے رخی کا معاملہ کیا ''اَنّٰی بِعَبْدِكَ السَّلَامُ''

یہ کون آ گیا مجھے سلام کرنے؟ میں آپ کو کہوں ''اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ'' آگے آپ کہیں تو کون ہے مجھے سلام کرنے والا، تو آپ بولو میرا کیا حال ہوگا۔

ایک باندی سے اللہ کی محبت کا قصہ

محمد حسین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بازار گئے اور دیکھا ایک باندی فروخت ہو رہی ہے کالی کلوٹی، بیچنے والے نے کہا، تھوڑی سی پاگل ہے لینا چاہتے ہو تو لے لو۔

کہنے لگے مجھے اس کے چہرے پر پاگل پن نظر نہ آیا، میں نے اسے خرید لیا۔

جب رات کا وقت ہوا، میری آدھی رات کے وقت آنکھ کھلی تو دیکھا کہ وہ باندی مصلّے پر بیٹھی ہوئی ہے، آنسوؤں کی جھڑیاں لگی ہوئی ہیں، راز و نیاز ہو رہے ہیں اور میں سنتا رہا اچانک اس نے کہا۔

اے اللہ! جو مجھ سے تجھے محبت ہے۔ (یہ نہیں کہا کہ جو مجھے تجھ سے محبت ہے) نہیں بل کہ جو تو مجھ سے محبت کرتا ہے، میں تجھے اس محبت کا واسطہ دیتی ہوں، ابھی اتنی بات کی تھی کہ انہوں نے اس کی بات کو کاٹا اور کہا ارے اللہ کی بندی کیا کہتی ہے، الٹا کر دیا، یوں کہہ اے اللہ! جو میں تجھ سے محبت کرتی ہوں اس کا تجھے واسطہ دیتی ہوں۔

اس باندی نے کہا محمد حسین خاموش ہو جا، اگر مجھ سے اس کو پیار نہ ہوتا تو مجھے یہاں نہ کھڑا کرتا اور تجھے وہاں نہ سلاتا، مجھ سے پیار ہے تو مجھے یہاں کھڑا کیا ہے اور اگر تجھ سے پیار ہوتا تو تجھے بھی کھڑا کرتا۔

پھر اس نے آسمان کو دیکھا اور کہا، اے اللہ! آج تک تیرا میرا راز چھپا ہوا تھا، اب لوگوں کو بھی تیرے میرے تعلق کا پتہ چل گیا، اب مجھے اپنے پاس بلا لے، چیخ نکلی اور جان نکل گئی۔

وہ فرماتے ہیں میں گھبرایا اور صبح صبح اس کے کفن کے لیے بازار میں گیا اور کفن خرید کر واپس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ سبز ریشم کا کفن اسے پہنایا جا چکا ہے اور اس کے اوپر لکھا ہوا ہے:

((اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ))(یونس:۶۲)

سن لو! سن لو! اللہ کے دوستوں کو نہ کوئی غم ہے اور نہ کوئی خوف ہے۔

ایک نوجوان کی جوانی کو زوال

نجران میں ایک نوجوان کھڑا ہوا تھا جس کا لمبا چوڑا قد تھا اور ایک شخص اسے دیکھ رہا تھا، تو وہ کہنے لگا بابا جی کیا دیکھ رہے ہو۔

کہا بیٹا تیری جوانی دیکھ رہا ہوں۔

وہ کہنے لگا میری جوانی پہ تو اللہ بھی حیران ہوتا ہے۔

میرے حسن پہ تو اللہ بھی حیران ہوتا ہے۔

بس یہ بول بولنا تھا کہ سب کے سامنے اس کا قد گھٹنا شروع ہوا اور ساڑھے چھ سات فٹ کا آدمی تھا، گھٹتے گھٹتے ایک بالشت رہ گیا، ایک بالشت، ساڑھے چھ فٹ سے رب نے گھٹایا نہ موت دی بل کہ زندہ رکھا اور اسے اس کی حیثیت بتائی کہ یہ تیری اوقات ہے، کس کو چیلنج کر رہے ہو؟

کس سے ٹکرار ہے ہو؟

((اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗ اَنْدَادًا)) (سورۃ حٰم سجدہ: آیت ۹)

کس رب سے ٹکر لے لی تم نے تمہارے لیے زمین کا فرش بچھایا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا قیصر کی بیٹی کے ساتھ سلوک

جب دمشق فتح ہوا تو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فاتح تھے۔ روم کے بادشاہ کی بیٹی قید میں آ گئی۔ قیصر کی بیٹی جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا کہ روم کے بادشاہ کی بیٹی ہے تو انہوں نے فوراً اسے شاہی اعزاز دیا اس کی باندیاں اور سب کچھ واپس کیا۔ چار سو سپاہیوں کے اپنے ذاتی دستے کے ساتھ اسے روانہ کیا اور فرمایا کہ جاؤ اسے اس کے باپ تک چھوڑ کر آؤ۔

جب وہ بیٹی اس عزت کے ساتھ اپنے باپ سے ملی تو قیصر کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور کہا:

جس قوم کا یہ اخلاق ہو اسے دنیا کا فاتح ہونے سے کوئی چیز روک نہیں سکتی۔

حلال وحرام کی تمیز

مولانا جمشید صاحب میرے استاد ہیں۔ میں شہد کی بوتل لے کر گیا، شہد کی بوتل کی

کیا حیثیت ہوتی ہے جب میں لے کر گیا تھا اس وقت دس بارہ روپے کی بوتل ہوتی تھی۔
کہنے لگے، کہاں سے لائے ہو۔
میں نے کہا جی اپنے باغ سے لایا ہوں۔
تو کہنے لگے، کیا تیرے باپ نے اپنی زمین میں سے اپنی بہنوں کو حصہ دیا تھا؟
میں نے کہا، اللہ کا شکر میرے باپ کی بہن ہی کوئی نہیں ہوئی۔
ہوتی تو کوئی نہ دیتا، کیوں کہ دیا ہی کوئی کوئی، ہمارے پورے علاقے میں میرا باپ پہلا ہے جس نے بیٹیوں کو حصہ دیا، میرا تایا میرے باپ سے لڑ پڑا کہ تم نے یہ کیا مصیبت ڈال دی اب ہماری بیٹیاں بھی ہم سے اپنا حصہ مانگیں گی۔
کہنے لگے کیا تیرا دادا نے اپنی زمین میں سے بہنوں کو حصہ دیا تھا؟
میں نے کہا مجھے کیا پتہ میں تو اس وقت پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔ وہ میرے ہوش سے پہلے ہی مر مرا گئے۔ تو پھر ہنس پڑے اور کہا چلو اچھا ٹھیک ہے رکھ دو۔
آخرت جس کے سامنے ہو وہ یوں حلال وحرام کی تمیز کرتا ہے۔ ماشاء اللہ جزاک اللہ کہنا کون سا مشکل کام ہے۔

روح زخمی کرنے والی

خانیوال میں، میں اور جنید جمشید جماعت میں اکٹھے تھے خانیوال میرا Home District ہے۔ پہلے وہ وہاں گانا گانے آیا تھا۔
میں نے کہا تو نے اسے پلید کیا ہے اب پاک کر اور وہاں جا کر بیان کر، جہاں وہ گانا گانے گیا تھا وہاں ہی اسے بیان کرنے بھیجا تو وہ وہاں پر بیان میں کہنے لگا:
لوگ کہتے ہیں کہ موسیقی روح کی غذا ہے اگر یہ روح کی غذا ہوتی تو میں اسے کیوں چھوڑتا، یہ روح کو زخمی کرنے والی چیز ہے غذا نہیں ہے۔ کبھی گناہوں میں بھی روح کو غذا ملی۔

باپ کی خدمت کا انعام دین بھی دنیا بھی

ایک شخص کے چار بیٹے تھے۔ جب وہ بیمار ہوا تو اس کے خدمت گزار بیٹے نے اپنے تینوں بھائیوں سے کہا کہ تم اپنی ساری جائیداد میرے نام لکھ دو۔ اس کے عوض میں باپ کی خدمت نہیں کروں گا۔

انہوں نے کہا ہمارا دماغ خراب ہے۔ جائیداد بھی دے دیں اور تو خدمت سے بھی بیزار ہو جائے۔

اس نے کہا پھر دوسرا کام کرلو وہ یہ کہ میری جائیداد بھی لے لو اور باپ کی خدمت چھوڑ دو۔ میں باپ کی خدمت اکیلا کروں گا۔

انہوں نے کہا اور ہمیں کیا چاہیے، لاؤ اس نے لکھوالیا میری ساری جائیداد تمہاری اور تم باپ کی خدمت میں حصہ نہیں لو گے۔

انہوں نے کہا ٹھیک ہے ہمیں منظور ہے اور اس نے باپ کی خدمت میں سب کچھ لگادیا اور اس کی دعائیں لیتا رہا۔

باپ مرگیا اور یہ کنگلا ہوگیا اور اب بے چارے کے فاقے کے دن آ گئے۔ دو دن کا فاقہ پھر تین دن۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ فلاں جگہ سو دینار ہیں، جا کر نکال لو۔

اس نے کہا برکت والے، کہا برکت والے نہیں ہیں۔ کہا مجھے نہیں چاہیے۔

کہا اللہ کے بندے تمہیں برکت کی پڑی ہوئی ہے ایسے ہی لے لیتے یہاں ہماری بھوک کی پڑی ہے۔

اس نے کہا نہیں، نہیں،، بے برکت کا نہیں لیں گے۔

دوسرے دن پھر خواب دیکھا کہ فلاں جگہ دس دینار ہیں۔ پھر جا کر لے لو۔ پھر کہنے لگا برکت والے کے، بے برکت کے، کہا مجھے نہیں چاہیے۔

پھر صبح بیوی نے کہا خدا کے بندے میں بھوک سے مر رہی ہوں تمہیں برکت کی پڑی ہوئی ہے۔

کہا نہیں نہیں، بے برکت کا نہیں لیتا۔

تیسرے دن کا خواب دیکھا کہ فلاں جگہ ایک دینار پڑا ہے جا کے نکال لو۔ کہنے لگا برکت والا کہا ہاں برکت والا۔

پھر گئے اور نکالا۔ راستے مچھلی خریدی، مچھلی کو لا کر جب چیرا تو پھیپھڑے سے دو موتی نکلے۔ عربوں کا دستور ہے پوری مچھلی لے کے آتے ہیں۔ ہماری طرح صاف نہیں کرتے اور کبھی آپ جائیں تو پوری بے چاری پڑی ہوئی ہوتی ہے۔ مچھلی کی کیا حیثیت ہے۔ پورا اونٹ ایسے پڑا ہوتا ہے پورا اونٹ پکا دینا۔ بمع آنکھوں، بمع سر کے، یوں بیٹھا ہوتا ہے، وہ سارا ہی بھون لیتے ہیں۔ پس عربوں میں یہ رواج ہے۔

اور پوری مچھلی کو جب چیرا تو دو موتی نکلے وہ دوڑ کے بازار میں گیا۔ اس زمانے کے تاجر تو ہم جیسے تو تھے نہیں۔ مگر الا اگرچہ اچھے لوگ بھی ہوتے ہیں۔ اکثریت کی بات کرتے ہیں۔

انہوں نے کہا بھائی، ہم اس کی قیمت اتنی نہیں دے سکتے۔ آپ بادشاہ کے پاس لے کر جائیں۔

وہ ایک موتی بادشاہ کے پاس گیا تو اس نے پوچھا جی اس کی کیا قیمت ہے۔ کہا جی اٹھارہ اونٹ سونے کے دیے جائیں۔ یہ اس کی قیمت مناسب ہے۔

بادشاہ نے کہا نہیں اٹھارہ خچر، اٹھارہ خچر بھر کر گھر لایا۔ بیوی سے کہنے لگا اب پتہ چلا کہ برکت کیا ہوتی ہے۔ یہ ہے لے لو۔

کچھ عرصہ گزرا تو کسی نے بادشاہ سے کہا بادشاہ سلامت اس قسم کے موتی دو ہوتے ہیں اس کو پھر بلایا اور کہا کہ اسکے ساتھ والا دوسرا ہے؟

کہا جی ہے۔

بادشاہ نے کہا وہ بھی دے دو۔

اس زمانے کے بادشاہ ایسے نہیں ہوتے تھے جس طرح آج کل کے بادشاہ ہیں۔

جہاں سے مرضی قبضہ کرلو۔ جہاں سے مرضی چھین لو۔ وہ سوچ رہے ہوتے ہیں۔ کہ اوپر کوئی ہے ہی نہیں۔ جو مجھے دیکھ رہا ہے میں ہی میں ہوں۔

تو اس نے بادشاہ سلامت کو کہا، پہلے آپ نے قیمت لگائی تھی، اب میں قیمت لگاؤں گا۔

بادشاہ کہنے لگا ہاں ہاں تم جو کہو گے دے دیں گے۔

کہا جی، مجھے ساٹھ خچر بھر کر دے دو۔ بادشاہ نے کہا بھائی دے دو ساٹھ خچر۔

یہ ساری دولت کہاں سے ملی؟ بھائی باپ کی دعا سے۔ اور جو جائیداد ملتی ہے۔ وہ کتنی مل جاتی ہے۔ باپ کی دعا یہ رنگ دکھاتی ہے۔

نیک لوگوں کی نیکی میں حصے کا شوق

حضرت واصلہ بن عاطقہ کہنے لگے تبوک کا موقع تھا۔ فقر کا زمانہ تھا، کہنے لگے، کون ہے جو مجھے سواری پہ سوار کرائے اور اسکے بعد میرا مال غنیمت کا سارا حصہ اس کا۔ ایک انصاری صحابی کہنے لگے۔ میں تجھے لے کر چلتا ہوں۔ اور تیرا مالِ غنیمت میرا۔

تو وہ کہنے لگا ٹھیک ہے۔ تبوک میں پہنچے تو وہاں سے قریب تھا "دومة الجندل" جب فتح ہوا تو وہاں سے اونٹ آئے مال غنیمت میں، ان کو دس اونٹنیاں مال غنیمت میں سے ملیں تو ان کو لے کر آئے ان صحابی کے پاس کہا لو بھائی، آپ سے وعدہ کیا تھا۔ یہ مجھے ملی ہیں۔ ان کو لے لیں۔

کہنے لگے "اَرْسِلْهُنَّ مُقْبِلَاتٍ" کہا ان کو ذرا آگے چلاؤ، پھر کہا "اَرْسِلْهُنَّ مُدْبِرَات" اب ذرا ان کو پیچھے چلاؤ آگے چلایا، پیچھے چلایا، کہا واقعی بھائی تیرا مال بہت عمدہ ہے۔

"وَغَیْرُكَ ذٰلِكَ اَدْنَاہ" کہا، میں نے مال غنیمت سے یہ مراد نہیں لیا بل کہ وہ نیکیاں جو تجھے سفر میں ملی ہیں ان میں میرا حصہ پڑ جائے۔

جہانِ عبرت! (ایک قبر ارب پتی کی اور دوسری فقیر کی)

قطر ہماری جماعت گئی ہوئی تھی۔ ائیرپورٹ واپس آرہے تھے تو راستے میں ایک محل دیکھا بہت لمبا چوڑا، میں نے سمجھا شاید شاہی خاندان میں سے کسی کا ہے۔ تو میں نے پوچھا یہ کس امیر کا ہے۔ تو ہمارے ساتھی بتانے لگے کہ یہ شاہی خاندان کا تو نہیں ہے لیکن یہ قطر کا سب سے بڑا تاجر تھا، قطر میں سب سے زیادہ مالدار اور سب سے بڑا تاجر تھا اور یہ اس کا محل ہے۔ بنانے کے بعد پانچ سال رہنے کی نوبت آئی، پھر مر گیا اور اس کی جہاں قبر ہے وہاں قطر کا سب سے فقیر بدو دفن ہے۔ ایک طرف قطر کا امیر ترین ہے اور اس کے پہلو میں قطر کا غریب ترین بدو جو سارا دن بھیک مانگ کے چلتا تھا ان دونوں کی قبر ساتھ ساتھ ہے کہ قبر میں دونوں کو قبر کے برابر کر دیا ہے۔

قومِ عاد کی پکڑ میں

قومِ عاد آئی بڑی طاقتور، یہاں تک کہ للکارنے لگے:

((مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّۃً))

کوئی ہے ہم سے بڑا طاقتور۔

تو لاؤنا جس سے ہمیں ڈراتے ہو؟

((اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرَاكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ))

ہمارے خداؤں نے تیری عقل خراب کر دی ہے ہم سے تو بڑا کوئی طاقتور نہیں ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

((اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِىْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً))

اے ھودؑ انہیں بتاؤ، جس نے تمہیں پیدا کیا ہے، وہ تم سے زیادہ طاقتور ہے۔

تو جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ حجت پوری ہوئی اور اپنے تکبر میں بڑھتے رہے، نافرمانی میں بڑھتے رہے تو اللہ تعالیٰ نے [illegible] کا دروازہ کھولا، قحط آگیا، انسان ایسے

بھوکے ہوئے اور وہ انسان ہماری طرح تو نہیں تھے۔ بل کہ چالیس ہاتھ قد ہوتا تھا، تیس ہاتھ قد ہوتا تھا۔ آٹھ سونوسو سال عمر ہوتی تھی، نہ بوڑھے ہوتے تھے نہ بیمار ہوتے تھے، نہ دانت ٹوٹتے تھے نہ کمزور ہوتے تھے نہ نظر کمزور ہوتی تھی۔ جوان، تندرست وتوانا، صرف موت آتی تھی، اس کے علاوہ انہیں کچھ نہیں ہوتا تھا۔

اب انہیں بھوک بھی زیادہ لگی اور وہ اپنی ضرورتوں کا غلہ بھی کھا گئے، حلال بھی کھا گئے، حرام بھی کھا گئے۔ پھر کتے بھی کھا گئے، بلے بھی کھا گئے۔ چوہے بھی کھا گئے، جو چیز ہاتھ میں آئی کھا گئے، سانپ بھی کھا گئے، ہر چیز کھا گئے، نہ بارش کا قطرہ گرا، نہ زمین کا دانہ پھوٹا، یہاں تک کہ درخت توڑ توڑ کے ان کے پتے بھی چبا گئے، قحط دور ہو اس واسطے انہوں نے ایک وفد بیت اللہ بھیجا کہ ہمیں بارش دو تو جب مصیبت آتی تھی اوپر والے کو پکارتے تھے جب وہ کام کر دیتا تو پھر سرکش ہو جاتے تھے۔ پھر انہیں پتھروں کو پوجتے تھے۔

تو اللہ تعالیٰ نے تین بادل سامنے کیے، آواز آئی، ان میں سے ایک کا انتخاب کرو، ایک سفید ایک سرخ، ایک کالا تو آپس میں کہنے لگے سفید تو خالی ہوتا ہے، سرخ میں ہوا ہوتی ہے، کالے میں پانی ہوتا ہے۔، انہوں نے کہا یہ کالا بادل چاہیے۔ آواز آئی کہ پہنچے گا یہ واپس پہنچے گا، انہوں نے کہا بارش ہوگی، پھر جب قوم اکٹھی ہوئی تو اللہ نے وہ بادل بھیجا۔

((فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ))

وہ بادل آیا کالا، کہنے لگے:

((هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا))

وہ دیکھو آئی بارش،

تو اللہ نے کہا:

((بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهِ))

یہ بارش نہیں ہے بل کہ یہ وہ عذاب ہے جو تم ھود سے کہتے تھے۔ کون ہے ہم سے بڑا جو ہمارا کچھ کر لے؟ اب تیار ہو جائے:

((رِیْحٌ فِیْهَا عَذَابٌ اَلِیْمٌ تُدَمِّرُ کُلَّ شَیْءٍ بِاَمْرِ رَبِّهَا))(الاحقاف:۲۴)

اب دیکھو کیسے تمہارا رب تمہیں اڑاتا ہے۔

ایک قوم تم سے پہلے آئی، نوح علیہ السلام کی، جنہوں نے زمین کو کفر سے بھر دیا۔

باوجود فتوحات کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سادگی

امیر المومنین حضرت عمرؓ ملک شام کے گورنر حضرت ابو عبیدہؓ سے ملنے گئے اور خیمے میں ملاقات کی۔ ملاقات کے وقت فرمایا، ابو عبیدہؓ تیرے خیمے میں چراغ کوئی نہیں؟ فرمایا، اے امیر المومنین! دنیا میں گزارہ ہی تو کرنا ہے۔ دنیا کونسی ہمیشہ رہنے کی جگہ ہے گزارہ ہی تو کرنا ہے۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اپنا کھانا تو کھلاؤ، تو ابو عبیدہؓ کہنے لگے میرا کھانا کھاؤ گے تو روؤ گے، کہنے لگے نہیں، نہیں۔ حالاں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کھانا مشہور تھا کہ ان کا کھانا کوئی کھا نہیں سکتا۔ اتنا سخت ہوتا تھا۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کونے میں سے لکڑی کا پیالہ اٹھایا جس میں روٹی پانی میں بھگوئی پڑی تھی۔ خشک روٹی، اس پر تھوڑا سا نمک ڈال کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھا، حضرت عمر رضی اللہ رضی اللہ عنہ نے لقمہ اٹھایا، تو بے اختیار آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔

ارے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ملک شام کے خزانے فتح ہوئے اور تو نہ بدلا۔ انہوں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد کر چکا تھا۔ جس حال میں چھوڑ کے جا رہے ہیں اسی حال پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملوں گا۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا! جس حال پر چھوڑ کر جا رہا ہوں اسی حال میں تم نے میرے پاس آنا ہے۔ دنیا کے چکر میں نہ آنا اور دنیا کے دھوکے میں نہ آنا۔ مسلمان کے

لیے اتنا ہی کافی ہے، گزارے کے لیے اس کے پاس روٹی کھانے کو مل سکے۔

قوم نوح اور عذاب الٰہی

علماء تفسیر نے لکھا ہے کہ جب نوح علیہ السلام کی قوم پر عذاب آیا تو اس دن اگر اللہ رحم کرتا وہ عورت جس کا معصوم بچہ گود کا تھا اور وہ بے قرار ہو کر بھاگ رہی تھی کہ مجھے پناہ مل جائے کیوں کہ پانی طوفانی موجیں دائیں بائیں سے گزر رہی ہیں۔ وہ بھاگ رہی ہے اور پانی دائیں سے بائیں سے لوگوں کو پکڑ رہا ہے وہ بھاگتے بھاگتے ایک ٹیلے پر چڑھی، پھر اس سے اونچے پر، پھر اونچے پر، پھر اس سے اونچے پر، پھر جو اس شہر کا سب سے اونچا پہاڑ تھا، اس کی چوٹی پر جا کر کھڑی ہوگئی اور بچہ کو گود میں لیا ہوا ہے اور پانی سانپ کی طرح پھنکارتا اور اٹھتا چلا آرہا ہے اور اسکے سامنے سارے تنکے کی طرح بہتے چلے جارہے ہیں۔

اور اس پانی نے آکر اس چوٹی کو بھی پکڑ لیا اور ماں کو پاؤں سے پکڑا اور کوئی جگہ نہیں جہاں ماں جاسکے، وہ سب سے آخری جگہ ہے، جہاں وہ کھڑی ہے۔ اب پانی اوپر اٹھنا شروع ہوا اور وہ بے قرار ہے۔ کہیں بچ جاؤں لیکن جب پانی اس کے ستر تک آیا، اس نے بچہ کو اوپر کر لیا۔ جب پانی چھاتی تک آیا تو اس نے بچے کو یوں اوپر اٹھا دیا۔ پھر اس پانی نے بچے کو بھی ماں کو بھی الٹا کر کے اپنی موجوں میں غرق کر دیا۔

((وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰى ، وَهِيَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ)) (سورۃ ھود: آیت ۱۰۲)

ایسی ہی تیرے رب کی پکڑ ہے۔ بڑی زبردست ہے کہ جب وہ پکڑتا ہے تو کسی طرف سے اس کو چھوڑنے کی گنجائش نہیں چھوڑتا۔

تو یہ تو دنیا کی پکڑ ہے اور قیامت کی اللہ تعالیٰ بتا رہا ہے کہ یہ جہنم کی طرف کو چلے جارہے ہیں مرد ہیں اور عورتیں ہیں۔

((هُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا))

اس میں چیخ رہے ہیں، چلا رہے ہیں۔

((رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِى كُنَّا نَعْمَلُ))(سورۃ فاطر:۳۷)

اے اللہ اب اچھے عمل کریں گے اور کوئی حال نہیں۔

تین آدمی ایک غار میں چھپ گئے اور اوپر پتھر رکھ لیا کہ یہاں تو پانی نہیں آئے گا، چاروں طرف جو پانی کا تماشا دیکھا تو اندر بیٹھ گئے، تھوڑی دیر میں تینوں کو تیز پیشاب آیا اور بے قرار ہو کر پیشاپ کرنے بیٹھے، اللہ نے پیشاب کو جاری کر دیا اور وہ پیشاب کرتے کرتے، اپنے ہی پیشاب میں غرق ہو کر مر گئے۔

جو کام قوم نوح کرتی تھی وہ کام آج ہو رہے ہیں، ساری دنیا میں ہو رہے ہیں۔

دوسو گھرانے مسلمان ہو گئے

پیراگون ایک ملک ہے، وہاں ایک سال کی جماعت کی پیدل تشکیل ہوئی ان کے گھر میں مشقت آتی ہے اور یقیناً تقاضے ٹوٹتے ہیں۔ کوئی مرتا ہے، کوئی بیمار ہوتا ہے، لیکن اس قربانی میں اللہ ہدایت کے دروازے کھولتا ہے۔

پیراگون میں ۲۰۰ گھرانے مسلمان تھے۔ دعوت وتبلیغ کی محنت نہ ہونے کی وجہ سے سب کے سب عیسائی ہو گئے۔ وہاں صرف ایک مسلمان لڑکی تھی۔ اس کا نام لیلیٰ تھا۔ اس سے فون پر بات ہوئی کہ اپنے خاوند کیساتھ ہمارے پاس آؤ چناں چہ اس سے ملاقات ہوئی۔

اس نے کہا یہاں مسلمان گھرانے عیسائی ہو چکے ہیں۔ لیلیٰ سے کہا کہ ان سے ملاقات کراؤ۔ اس لڑکی نے ان مسلمانوں کو جمع کیا تو ۲۰، ۲۵ آدمی ہو گئے۔

ڈاکٹر امجد بھی اسی جماعت میں تھے اور ڈاکٹر امجد کا شمار کراچی کے بڑے سرجنوں میں ہوتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب چار مہینے ہر سال تبلیغ میں لگاتے ہیں اور ہر دو سال کے بعد ایک سال بیرون ملک تبلیغی سفر پر جاتے ہیں۔ ڈاکٹر امجد صاحب نے ان سے اسپینش زبان میں ۲۰ منٹ بات کی۔ وہ لوگ کہنے لگے اسلام ایسا مذہب ہے اس میں یہ خامی ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے ان کے اشکالات کو دور کیا۔ اس کے بعد پھر دوبارہ بات اور

اسلام کی حقانیت کو ان کے دل میں بٹھایا۔ وہ نہ مانے۔ پھر بات شروع کی۔ حتیٰ کہ وہ مسلمان ہوگئے اور انہوں نے تین دن کے لیے نام لکھوایا۔ یہ لوگ جب تین دن لگا کر آئے تو انکے دل میں امت کا غم پیدا ہو چکا تھا۔ چناں چہ انہوں نے اپنے محلے میں مزید محنت کی، یہاں تک کہ ایک سال کی نقل وحرکت کے بعد وہاں مسجد قائم ہوگئی اور ۲۰۰ گھرانے بھی دوبارہ اسلام میں داخل ہوگئے۔

میرے دوستو! اگر ایک سال کی نقل وحرکت کی برکت سے ۲۰۰ گھرانے مسلمان ہوجائیں تو اس پر ۵۰ سال لگانا بھی سستا سودا ہے۔

قوم شعیب اور عذاب الٰہی

پھر اس قوم پر شعیب کا اللہ نے قصہ سنایا، یہ تاجر قوم تھی، فیصل آباد کے بازاروں میں جو ناپ تول میں کمی ہے وہ وہاں ہو رہی تھی جو جھوٹ ہے وہ وہاں چل رہا تھا۔ دکھانا کچھ اور دینا اور کچھ اور یہ وہاں چل رہا تھا، تولنے میں کم، ناپنے میں کم، یہ سارا کام جو کچھ ہو رہا ہے وہ وہاں ہوا اور بڑھتا چلا گیا اور ساری دنیا کی تجارت انہوں نے قبضے میں کرلی اور حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا کہ بھائیو باز آجاؤ۔

((اَوْفُوْا الْكَيْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ)) (سورۃ الشعرآء: آیت ۸۱-۸۲)

صحیح تولو، صحیح ناپو، کہ ناپ تول میں کمی نہ کرو۔

جواب آیا:

((اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُوكَ مَايَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْ اَمْوَالِنَا مَانَشٰٓؤُا اِنَّكَ لَاَ نْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ)) (سورۃ ہود: ۸۷)

اے شعیب! بس تو مسجد میں بیٹھ جا، ہمارے کاروبار میں دخل نہ دے۔ یہ تیری نمازیں ہمیں کہتی ہیں کہ ہم باپ دادا کا طریقہ چھوڑ دیں اور ہم اپنے کاروبار تیرے طریقے پر کریں گے تو ہم تو بھوکے ہوجائیں گے۔

اگر کسی سے آپ کہیں کہ بھائی دیانت سے تجارت کرو، تو کہے گا میرا تو بجلی کا بل ادا نہیں ہوتا، میں روٹی کہاں سے کھاؤں گا؟

میں نے ایک تیل والے سے کہا تم ملاوٹ کیوں کرتے ہو؟ اس نے کہا اگر ملاوٹ نہیں کریں تو ایک ڈرم کے پیچھے پانچ سو روپے بچتا ہے اور خالص بیچوں تو پچاس روپے بچتے ہیں۔ اور پچاس روپے سے میرا کیا ہوگا، گوشت بھی نہیں آتا اور پانچ سو روپے سے تو کتنے دن گزر جاتے ہیں۔

تو یہی کچھ قوم شعیب نے کہا کہ:

((اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِیْ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا))

میاں شعیب اپنے گھر بیٹھ جاؤ، ہمیں تیری تبلیغ نہیں چاہیے، ہمیں اپنا کاروبار کرنے دے۔

یہی آج کے بازاروں میں مسلمان کہہ رہے ہیں کہ ہمیں یہ شریعت نہیں منظور شریعت پر چلیں گے تو کاروبار کیسے ہوگا؟

جھوٹ نہ بولیں تو کام کیسے چلے گا؟

خیانت نہ کریں تو کام کیسے چلے؟

ناپ تول میں کمی نہ ہو تو کام کیسے چلے؟

سودی کام نہ ہو تو کام کیسے چلے؟

بینک نہ ہو تو کام کیسے چلے؟

یہ سارے اعتراضات جو آج کے تاجر کرتے ہیں یا دوکاندار کرتے ہیں یہ سارے اعتراضات شعیب کی قوم نے کیے کہ:

پھر کاروبار کیسے چلے گا؟

منڈیاں کیسے چلیں گی؟

اللہ نے اس قوم پر تین عذاب بھیجے پہلی وجہ تو یہ کہ کافر تھے، ان پر ایک ایک عذاب آیا، دوسری وجہ یہ ہے کہ کافروں کیساتھ بددیانت تھے، تیسری وجہ یہ کہ لوگوں کا حق بھی لوٹتے تھے تو اللہ نے ان پر تین عذاب مارے۔

((اَخَذَتهُمُ الرَّجْفَةُ)) زلزلہ

((اَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَة)) چیخ

((فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّة)) انگاروں کی بارش

ہماری جماعت حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کے علاقے میں گئی وہ اتنا ٹھنڈا علاقہ ہے کہ جب ہم وہاں سے گزرے تو وہاں تقریباً تین تین فٹ برف پڑی ہوئی تھی، ایسا ٹھنڈا علاقہ ہے، اللہ نے ایک گرم ہوا بھیجی، وہ جھلس گئے، تڑپ گئے، آبلے پڑ گئے، تو اسکے بعد ایک دم ہوا ٹھنڈی ہوئی تو سارے بھاگ کے باہر ساتھ ہی زمین میں زلزلہ آنا شروع ہوا اور اس کے اوپر فرشتے کی چیخ آئی اور اوپر وہ بادل کالا ایک دم سرخ ہو گیا۔ پھر اس میں سے ایک دم بڑے بڑے انگارے برسے اور ساری شعیب علیہ السلام کی قوم مدین کی منڈی کو اللہ نے جلا کر راکھ کر دیا۔

((وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ)) (سورۃ الفجر: آیت ۹)

وہ قوم ثمود جو پہاڑوں کو کھود کر گھر بنا لیتی تھی۔

پھر ایک قوم ثمود آئی، انہوں نے سنا تھا کہ عاد کو ہوا نے اڑا دیا تھا، تو انہوں نے پہاڑ کے اندر گھر بنائے کہ اندر ہمیں کون کچھ کہے گا، اندر تو ہوا ہی نہیں جا سکتی، جائے بھی تو کہاں تک اندر چلی جائے گی، نافرمانی نہیں چھوڑی، الٹے کام کو چل پڑے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہوا نہیں بھیجی، ایک فرشتہ آیا (بھیجا):

((مَكَرُوْا مَكْرًا))

انہوں نے مکر کیا۔

((وَمَكَرْنَا مَكْرًا))

ہم نے ان کے مکر کو توڑ دیا۔

((فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ))

آج ان کا انجام دیکھو:

((اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوْا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ O)) (سورۃ النمل: آیت ۵۰-۵۳)

اللہ تعالیٰ نے کہا یہ دیکھو، ایک فرشتہ آیا اس نے چیخ ماری اور ان کے کلیجے پھٹ گئے، چہرے نیلے اور کالے ہو گئے اور ساری قوم کو اللہ نے آن کی آن میں ہلاک کیا۔

مفتی کو مسئلہ بتانے والے جاہل کا واقعہ

مفتی زین العابدین مہتمم فیصل آباد بتانے لگے کہ میں ریل گاڑی میں سفر کر رہا تھا، مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا تو میں اٹھا، قبلہ رخ دیکھنے کے لیے باہر جانے لگا، ایک آدمی کہنے لگا صوفی جی، صوفی جی، ہر جگہ نماز ہو جاتی ہے سیٹ پر بیٹھ کر پڑھ، جیسے آپ نے دیکھا ہو گا ریل گاڑی میں سیٹ میں بیٹھے بیٹھے پڑھ رہے ہیں، نہ قبلہ رخ، نہ قیام، یہ دونوں فرض ہیں۔ لوگ کہتے ہیں ہو جاتی ہے۔ ناپاک سیٹ پر بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں ان کو کہو کہ نماز نہیں ہوتی تو کہتے ہیں تمہیں کیا خبر ہو جاتی ہے۔

ان کو کیا پتہ میں مفتی سے بات کر رہا ہوں۔ مفتی صاحب کہنے لگے کہ بھائی ابھی میں نے فتوے کا کام تمہارے سپرد نہیں کیا، وہ قبلہ دیکھ کر نماز پڑھنے لگے تو اس نے کسی سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟

تو کہا یہ مفتی زین العابدین ہیں فیصل آباد کے، اور وہ آدمی بھی فیصل آباد کا تھا۔ وہ ان کے نام کو جانتا تھا۔ لیکن شکل سے نہیں جانتا تھا، وہ جب نماز پڑھ کے آئے تو کہنے لگے معاف کر دینا مجھے پتہ نہیں تھا کہ آپ ہیں۔

انہوں نے کہا کہ آپ کا قصور نہیں، آج ساری امت ہی مفتی ہے۔ لوگ کیا کیا

باتیں بناتے ہیں؟ اس کو دیکھو یہ کہاں کی تبلیغ ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔

اٹلی میں ایک نوجوان کی محنت کا نتیجہ

اس دفعہ میں حج پر گیا تو اٹلی سے ایک نوجوان آیا ہوا تھا، عرب حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔ مراکش رہنے والا مجبوری کی وجہ سے اٹلی میں رہنے میں مجبور ہو گیا تھا۔

بائیس سال کی عمر اور اس اکیلے لڑکے نے اٹلی میں پورے مسلمانوں کو حرکت دے دی اور وہاں تین سو مسجدیں بن گئیں جبکہ ایک مسجد بھی نہیں تھی اور حج پر ستر نوجوانوں کو لے کر آیا ہوا تھا۔ سب چالیس سال سے نیچے تھے، سب کی داڑھیاں نکل رہی تھیں۔ خط کرائے ہوئے تھے، اتنی طاقت اللہ نے مسلمان نوجوان میں رکھی ہے، وہ عالم نہیں ہے، کوئی دنیاوی ڈگری تھی، اکنامکس، یا فزکس کی تھی، مجھے اچھی طرح یاد نہیں، لیکن اس نے وہاں جو اس محنت کو زندہ کیا پورے اٹلی میں تین سو مسجدوں کا ذریعہ بن گیا اور ہزاروں نوجوانوں کی توبہ کا ذریعہ بن گیا تو آپ میں سے ہر ایک خمیر میں تبلیغ رچی ہوئی ہے۔ یہ آپ کا کام ہے آپ کی ذمہ داری ہے۔

میں یہ نہیں کہتا کہ تبلیغی جماعت کے ممبر بن جاؤ، نہ کسی جماعت کی دعوت دے رہا ہوں، میں یوں کہہ رہا ہوں کہ میں اور آپ اللہ اور رسول کے غلام بن جائیں اور اس کی غلامی کو آگے لوگوں میں پھیلانے والے بنیں۔ اس پھیلانے میں جو تکلیف آئے اسے اللہ کی رضا کے لیے برداشت کریں تو اللہ کا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آبِ کوثر اپنے ہاتھ سے ایک پیالہ پلائے گا۔ سارے دکھ درد نکل جائیں گے۔

ہاں اعلان ہوگا کہاں ہیں کہاں ہیں میرے آخری امتی! جب دین مٹ رہا تھا انہوں نے میرے دین کو گلے لگا کر میرے پیغام کو پہنچایا، پھیلایا تھا، اللہ کا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے جامِ کوثر پلائے گا۔

حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کو جنت کی بشارت

حضرت ام حرام بنت ملحان کو جنت کی بشارت ہے انکے گھر میں حضور ﷺ تشریف لائے، آرام کیا، اٹھے اور مسکرانے لگے۔ کیا ہوا یا رسول اللہ ﷺ؟ کہا اپنی امت کو دیکھا ہے سمندر پر جا رہی ہے، بادشاہوں کی طرح۔ کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے لیے بھی دعا کریں میں بھی ان میں ہو جاؤں۔

آپ ﷺ نے دعا فرمائی دی۔ حضرت معاویہؓ نے قبرص کی طرف جو سفر کیا اس میں اپنے خاوند کے ساتھ یہ بھی گئیں۔ وہیں ان کا انتقال ہوا۔ قبرص میں آج بھی ان کی قبر موجود ہے۔ اللہ کے پیغام کو پھیلانا مردوں نے اپنے ذمہ لیا ہوا تھا عورتوں نے صبر ذمے لیے ہوا تھا۔ عورتیں پوری طرح تو نہیں نکل سکتیں۔ البتہ چند شرائط کے ساتھ نکل سکتی ہیں۔ لیکن انہوں نے اپنے خاوندوں کا حق معاف کیا ہوا تھا۔ جاؤ ہمارا حق معاف ہے۔ آگے چل کر اکٹھے اللہ سے لے لیں گے۔

فرعون کی باندی کا اللہ کے لیے قربانی دینے کا واقعہ

فرعون کی ایک باندی تھی، اس نے کلمہ پڑھ لیا تھا مسلمان ہوگئی، ایمان نہیں چھپتا، پیسہ نہیں چھپتا، اس کے ایمان کا پتہ لگ گیا۔ فرعون نے بلایا۔ اس کی دو بیٹیاں تھیں۔ ایک دودھ پیتی ہوئی اور ایک چلتی ہوئی۔ تیل منگایا، پھر کڑھا منگایا۔ پھر آگ جلائی، جب وہ تیل کھولنے لگا تو پھر دربار سجایا۔ پھر اسکو بلایا۔

پھر اس سے کہنے لگا اختیار کرو یہ تیل کا کھولتا ہوا الاؤ یا ملک اور مال و دولت اور رزق سے تیرا منہ بھر دوں۔ بول کیا بولتی ہے۔ مانے گی تو سب کچھ دوں گا۔ موسیٰ کے رب کو مانے گی تو اس کھولتے ہوئے تیل میں جانا پڑے گا پہلے تیری بچیوں کو ڈالوں گا، پھر تجھے ڈالوں گا۔ اس نے پتہ ہے کیا کہا؟ کہا یہ تو میری دو ہیں اور ہوتیں تو وہ بھی پھینک دیتی۔ تو کر جو کرنا ہے۔

ہم چاہتے ہیں کہ یہ بات ہمارے مرد اور عورتوں میں آجائے کہ اللہ کے حکم ہر چیز قربان کرنے کا جذبہ پیدا ہو جائے اور ہم تو غلط طریقے چھوڑنے کے لیے تیار نہیں۔ جان کہاں سے لگائیں گے، کیا کریں، برادری کا قصہ ہے۔ رشتہ داری کا قصہ ہے۔ رشتہ دار نہیں مانتے اللہ اکبر۔ یہ بھی تو سوچا کریں کہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تو منہ دکھانا ہے۔ کہتا ہے لوگ کیا کہیں گے۔ ارے اللہ کا رسول کیا کہے گا جس نے اپنی اولاد پر چھریاں چلوادیں اس امت کی خاطر ہماری اولادیں اس سے زیادہ قیمتی ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں۔

فرعون نے بڑی بچی کو اٹھا کر تیل میں ڈال دیا۔ وہ ساری جل گئی۔ ماں ایسے تڑپ گئی۔ ماں تو ماں ہے ناں۔ دیکھو میں یوں کہا کرتا ہوں اللہ نے اپنی محبت کو تشبیہ دی ہے ناں اپنے بندوں کے ساتھ ماں کی محبت سے دی ہے۔ باپ کی محبت سے نہیں دی۔ یہ نہیں کہا کہ باپ سے ستر گنا زیادہ پیار کرتا ہوں۔ تو ماں کو زیادہ ہی پیار ہوتا ہے بل کہ یہ کہا ہے کہ ماں سے ستر گنا زیادہ پیار کرتا ہوں۔ تو ماں کو زیادہ ہی پیار ہوتا ہے۔ تو جب اس نے دیکھا تو اسکا کلیجہ ہل گیا تو اللہ تعالیٰ نے رحم کھا کر آنکھوں سے غیب پردہ ہٹا دیا۔ اس نے بچی کی روح نکلتے دیکھا وہ روح روشن چمکدار تھی۔

ماں صبر! جنت تیار ہو چکی ہے۔ اس نے کہا جنت بس وہ آئی جنت۔ اور پھر دودھ پیتا بچہ تو زیادہ قریب ہوتا ہے ناں۔ فرعون نے اس کو اٹھا کر پھینکا تو اس بے چاری اور لرزہ طاری ہوا۔ لیکن اللہ نے پھر پردہ ہٹا دیا۔ پھر اس نے ننھی منھی جان کو نکلتے دیکھا وہ کہہ رہی تھی اماں اماں صبر، صبر، جنت، جنت، جنت تیار ہو چکی ہے۔

پھر انہوں نے اس ماں کو بھی اٹھا کر پھینک دیا۔ تینوں جل گئیں۔ ان کی ہڈیوں کو زمین میں دبا دیا۔

اس قصے کو دو ہزار سال گذر جانے کے باوجود جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس میں دو رکعت نماز پڑھ کر آسمان کی طرف جا رہے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اوپر

اٹھے تو نیچے سے جنت کی خوش بو آئی تو آپ ﷺ نے پوچھا جبرائیل "اَشُمُّ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ" میں جنت کی خوش بو سونگھ رہا ہوں تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ فرعون کی باندی کی قبر سے یہ خوش بو آ رہی ہے۔

بیماری کے یادگار دن

حضرت ایوب علیہ السلام بیمار ہو گئے۔ اٹھارہ برس بیمار رہے۔ جسم کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا جس پہ داغ نہ ہو اور وہ جس میں درد نہ ہو۔ کسی بھی رات نیند آنکھوں میں نہ کٹی، اٹھارہ برس میں آنکھوں میں نہ کٹی، جو تڑپتے نہ کٹی ہو۔

پھر اللہ نے صحت دے دی اور ایسی صحت دے دی کہ انکی بیویاں جو سب مر گئیں بچے مر گئے، ایک بیوی زندہ رہی وہی خدمت کرتی تھی، مانگ کر کھلاتی تھی، جب اللہ نے جوانی واپس لوٹائی اور ان کی بیوی گھر آئی تو آ کے دیکھا کہ ایک خوب صورت نوجوان بیٹھے ہیں اور حضرت ایوب علیہ السلام کا پتہ ہی نہیں کہ کہاں ہیں؟ وہ حیران اور پریشان ہو گئیں۔ ادھر ادھر دیکھا کوئی نظر نہ آیا۔

ان سے پوچھا میرا معذور سا خاوند تھا، بیمار تھا، وہ نظر نہیں آ رہا۔ وہ خود تو حرکت بھی نہیں کر سکتا تھا۔ آپ نے کہیں دیکھا ہے؟

تو آپ مسکرانے لگے، فرمانے لگے میں ہی تیرا خاوند ہوں۔ اللہ نے مجھے دوبارہ جوانی دے دی ہے۔

ایک مرتبہ کسی نے حضرت ایوب علیہ السلام پوچھا، آپ کو بیماری کے دن یاد آتے ہیں؟ کہنے لگے بیماری کے جو دن تھے وہ صحت کے دنوں سے اچھے تھے۔ کہا توبہ توبہ وہ کیسے اچھے تھے؟ آپ کا تو انگ انگ ہائے ہائے کرتا تھا۔

کہنے لگے جب میں بیمار تھا تو روزانہ ایک مرتبہ عرش سے آواز آتی تھی۔ اللہ پوچھتا تھا، ایوب کیا ہے؟ اس آواز میں ایسی راحت و لذت تھی کہ میرا ہر درد مجھے بھول جاتا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات وصفات

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے، گود میں لیا تو ایک بادل اترا، بادل نے آپ کو ڈھانپا اور غائب کر دیا اور میں نے آواز سنی غور سے۔ اس بچے کو مشرق میں پھراؤ، مغرب میں شمال اور جنوب میں پھیراؤ تا کہ ساری کائنات اس کے نام کو، صفات کو جان لے کہ کون ہے؟ اس بچے کو آدم علیہ السلام کا اخلاق، نوح علیہ السلام کی شجاعت، ابراہیم علیہ السلام کی دوستی، اسماعیل علیہ السلام کی قربانی، لوط علیہ السلام کی حکمت، اسحاق علیہ السلام کا رعب، یعقوب علیہ السلام کی بشارت، موسیٰ علیہ السلام کی شدت، یونس علیہ السلام کا جہاد، الیاس علیہ السلام کا وقار، داؤد علیہ السلام کی زبان، ایوب علیہ السلام کا دل، یحییٰ علیہ السلام کی پاک دامنی اور عیسیٰ علیہ السلام کا درد اور تمام نبیوں کے اخلاق میں اس بچے کو غوطہ دو۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کی صفات کے ساتھ ختم نبوت کی صفت لے کر آئے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذوق عبادت

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان کے فضائل بیان کیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہم اذان نچلے درجوں کے لوگوں سے دلوایا کریں گے۔

ہم نے کہا ہماری ہتک ہے۔ قادسیہ کی لڑائی میں موذن زخمی ہو گیا تو عرب سردار آپس میں لڑ پڑے، ایک کہتا کہ میں اذان دوں گا، دوسرا کہتا کہ میں اذان دوں گا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے قرعہ ڈالا، قرعہ میں جس کا نام نکلا اس نے اذان دی۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا شہادت کے لیے تڑپنا

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ جب آپ بڑھے تو بیوی بچے یاد آ گئے تو ایک دم اپنے آپ کو جھٹکا۔ ''اے نفس مجھے قسم ہے اپنے رب کی، میں جان اس

پر قربان کروں گا تو چاہے یا نہ چاہے تو مانے یا نہ مانے، تجھے عرصہ ہوا بیوی بچوں میں رہتے ہوئے۔ اب جنت کا شوق کر۔ لوگ اسلام کو مٹانے کے درپے ہیں تو بیوی بچوں کو رکھنے کے درپے ہے۔ ایسے نہ قتل ہوا تو موت بہرحال آ کر رہے گی۔ اس لیے وہ کام کر جو تیرے ساتھیوں نے کیا"

آپ نے آگے بڑھ کر چھلانگ لگائی اور ان کے جسم کے ٹکڑے ہو گئے۔ وہ مقام آج بھی محفوظ ہے جہاں تینوں شہید ہوئے اور آپ ﷺ نے فرمایا "ہاں ہاں میں دیکھتا ہوں کہ تینوں کے تینوں جنت کی نہروں میں غوطے کھاتے پھرتے ہیں جنت کے پھل کھا رہے ہیں۔"

ایک آدمی آیا یا رسول اللہ:

((كَيْفَ لِيْ إِنْ أَنْفَقْتُ مِنْ مَّالِيْ حَتّٰى أَبْلُغَ بِهِ دَرْجَةَ الْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ))

کیا خیال ہے آپ کا۔ میں اپنے مال میں سے اپنی دولت میں سے کچھ اللہ کے نام پر اگر خرچ کروں تو مجھے اللہ کے راستے میں جانے کا ثواب ملے گا۔

آپ ﷺ نے پوچھا "وَمَا لَكَ" "تیرے پاس کتنے ہیں؟

اس نے کہا "سِتَّةُ الآفٍ" میرے پاس چھ ہزار ہیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَوْ تَصَدَّقْتَ بِهَا اگر تو سارے خرچ کر دے۔

((مَا كَانَ عَمِلَ نَوْمَةَ الْغَازِيْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ))

اگر تو اپنے سارے پیسے خرچ کر دے تو تیرے مقابلے میں جو آدمی اللہ کے راستے میں سویا ہوا ہے کوئی عمل بھی نہیں کر رہا اس کو جتنا ثواب ملے گا اتنا بھی نہیں مل سکتا۔

اگر تم سارے بھی خرچ کر دو تو اللہ کے راستے میں جو سویا پڑا ہے اس کی نیند کے ثواب کو بھی نہیں حاصل کر سکتے۔ تو بھئی جو دعوت دے گا، گشت کرے گا، مال لگائے گا، پریشان پھرے گا، اس کو کیا کچھ ملے گا۔ ایک اور حدیث میں آتا ہے۔

دعوت وتبلیغ میں حکمت کی اہمیت

ہم ایک جگہ تبلیغ کے لیے گئے تو زمیندار آدمی گھوڑی کی بچی کو مکھن کا پیڑا کھلا رہا تھا۔ ہم لوگ گئے۔ وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سننے سے انکار نہیں کرسکتا تھا۔ ہم بات کرتے تو کبھی ادھر متوجہ کبھی ادھر اسے نہ حدیث سمجھ آرہی تھی نہ قرآن۔ میرے ساتھ سینئر ساتھی تھے۔ جو ۲۰ سال سے تبلیغ کا تجربہ رکھتے تھے۔ اب انہوں نے بات شروع کی، کہنے لگے چوہدری مہر فاضل تیرے گھوڑے کے بچے کے پاؤں چھوٹے ہیں۔ وہ یکدم متوجہ ہوگیا اور سیدھا ہوگیا۔

''بلسان قومه'' اس سانچے میں بات کرو کہ مخاطب لے لے پھر اس نے کہا کہ اس گھوڑے کی گردن بھی چھوٹی ہے۔ اب وہ آہستہ آہستہ اس کو اصل بات کی طرف لے کر آئے۔ جس طرح ریل گاڑی آہستہ آہستہ کانٹا بدلتی ہے۔ پھر اسے قبر اور حشر کی باتیں بتائیں یہاں تک کہ وہی مہر افضل اسی بات کو سمجھ کر تیار ہوا اور نقد ہمارے ساتھ تبلیغ میں نکل کھڑا ہوا۔

وقت کی گردش نے طاقت کو کمزور کردیا

یہ جو بھولو پہلوان تھا ناں یہ رائے ونڈ آیا، میں رائے ونڈ پڑھتا تھا تو یہ وہ شخص تھا جس نے سارے عالم کو چیلنج کیا اور کوئی دنیا کا پہلوان اسے نہ گرا سکا تو میں نے جب اسے دیکھا تو یہ بغیر سہارے کے نہ بیٹھ سکتا تھا نہ اٹھ سکتا تھا۔ تو جس نے پورے عالم کو چیلنج کیا اور کوئی اسے نہ گرا سکا اسے وقت کے بے رحم پہیے نے لیل ونہار کی گردش نے ایسا کر دیا کہ اٹھنے کے قابل بھی نہ رہا۔ یہاں موت کا رقص جاری ہے۔ یہاں ہر قسم پر زندگی شکست کھا رہی ہے اور مسلسل شکست کھا رہی ہے اور مسلسل شکست کھا رہی ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سخاوت

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قافلہ، سو اونٹ لدے ہوئے تھے یہ بڑے تاجر تھے،

چھوٹے تاجر آئے، پوچھا کیا دو گے؟

انہوں نے کہا دس روپے کی چیز ہم بارہ روپے میں خرید لیں گے۔

کہنے لگے میرے پیسے زیادہ لگے ہیں اور بڑھاؤ۔

کہنے لگے پندرہ میں خرید لیں گے۔

کہنے لگے نہیں میرے پیسے زیادہ لگ چکے ہیں۔

کہا اس سے زیادہ ہم نہیں دے سکتے۔ وہ پوچھنے لگے ہم سے زیادہ کس نے لگائے ہیں۔ مدینے کے تاجر تو یہی ہیں جو ہم بیٹھے ہیں۔

کہنے لگے تم سے پہلے اللہ نے لگا دیے، تم میری دس کی چیز پندرہ میں لیتے ہو وہ میری ایک کی چیز دس میں لیتا ہے۔ مدینے اس وقت قحط ہے تو میں تم سب کو گواہ بنا تا ہوں کہ میرا یہ سارا قافلہ تجارت بمعہ اصل سرمائے کے فقیروں کے لیے صدقہ ہے۔ اور سارا تقسیم کر دیا۔

رات کو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خواب دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفید گھوڑے پر سوار ہیں، سبز پوشاک پہنی ہوئی ہے اور تیزی سے گزرے، انہوں نے گھوڑے کی لگام پکڑ لی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کو جی چاہ رہا ہے۔

فرمایا! آج میں فارغ نہیں ہوں۔

یارسول اللہ کیا وجہ ہے؟

کہا، آج صبح عثمان رضی اللہ عنہ نے جو اللہ کے ہاں صدقہ کیا تھا وہ قبول ہو گیا اور جنت کی حور کے ساتھ اس کا نکاح اللہ نے کر دیا۔ اس کا ولیمہ کیا ہے۔ ہم سب کو ولیمے پر بلایا ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام آج اس کے ولیمہ پر جا رہے ہیں۔ وہ مال بھی لگاتے تھے جان بھی لگاتے تھے۔

میواتیوں کا واقعہ

مولانا نے فرمایا کہ میواتیوں کا جوڑ تھا، حضرت جی مولانا الیاس صاحب رحمتہ اللہ علیہ بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ بیان کے بعد تشکیل شروع ہوئی۔ میواتیوں کا مجموعی مزاج ہے کہ بیان تو سنتے ہیں اور تشکیل کے وقت بڑی مشکل سے اٹھتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ میواتی ایک دوسرے کو سختی سے پکڑ پکڑ کر اٹھا رہے ہیں اور وہ دوران تشکیل ایک عجیب حیرت انگیز گہما گہمی شروع ہوگئی۔ میری زندگی کا پہلا واقعہ تھا کہ دوران تشکیل تو اتنی سختی نہیں ہوا کرتی، لیکن بعد میں مجھے ایک دفعہ بزرگ نے بتایا کہ میواتیوں کا عمومی مزاج یہی ہے۔ ان کی تشکیل ان کے مزاج کے موافق ہو اور اگر ایسا نہ کیا جائے تو ان کی تشکیل نہیں ہوتی۔ میرے ذہن میں فوراً بلسان قومہ قوم کا مفہوم آیا اور پھر میواتیوں میں بیان بھی میواتی زبان میں ہوا۔

صفت اخلاق پر کتاب لکھنے والے کا واقعہ

بوعلی سینا آئے، ایک بزرگ کے پاس بیٹھے رہے۔ جب وہ گئے تو کہنے لگے۔ اخلاق ندارد، بداخلاق آدمی ہے، جب اسے پتہ چلا کہ میرے بارے میں یوں کہا ہے تو اس نے اخلاق پر ایک پوری کتاب لکھی اور ان کی خدمت میں بھیج دی، انہوں نے کہا کہ میں نے کب کہا تھا کہ اخلاق نہ داند، میں نے کہا تھا ندارد، میں نے کب کہا تھا اخلاق نہیں جانتا، جانتا تو سب کچھ ہے لیکن اس کے اندر نہیں۔

بالجبر عبادت پر ایک واقعہ

مولانا نے خود فرمایا گورنمنٹ ماڈل ہائی سکول لاہور میں پڑھتا تھا ہمارے وہاں کے ہاسٹل وارڈن کا نام طالب حسین تھا۔ وہ سخت اور نہایت بااصول انسان تھا۔ وہ مسجد میں طلباء کی حاضری کو چیک کرتا۔ ایک دفعہ میں صف میں کھڑا تھا۔ ایک جوان بھاگم بھاگ آ کے نماز میں شامل ہوا اور یوں نیت کی کہ تین رکعت نماز فرض مغرب کے واسطے

طالب حسین کے اللہ اکبر، میری ہنسی نکل گئی اور میں دوبارہ وضو کرنے چلا گیا۔

اس کے بعد مولانا نے فرمایا کہ بالجبر عبادت کا یہی عالم ہوتا ہے مولانا مجمع کو متوجہ کرتے ہوئے ''ہم بار بار یہ چیز آپ سے کہتے ہیں کہ ایمان کی طاقت اتنی مضبوط ہو کہ وہ خود بخود انسان کو اعمال پر لے آئے اور یہ طاقت دعوت و تبلیغ سے ہی ممکن ہے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دنیا سے بے رغبتی

جب مدائن فتح ہوا ایک شہر اور ایسے سینکڑوں شہر فتح ہوئے۔ صرف مدائن سے جو مال غنیمت آیا تھا صرف تیس کھرب دینار تھے اور ایک سو خزانے قصر کے نیچے زمین میں دبائے ہوئے تھے۔ دس ہزار گھوڑے، تین ہزار حرم کی لونڈیاں اور اس کا تخت، ڈھائی من وزن کا تاج تھا۔ وہ زنجیر سے لٹکا ہوتا تھا۔

جس باغ و بہار نامی قالین پر بیٹھ کر وہ شراب پیتا تھا، مدینے میں آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس قالین کا کیا کریں گے؟ انہوں نے کہا یادگار چیز ہے رکھ لیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا:

یادگار تو ہے پر عیاشی کی یادگار ہے۔ اس کے ٹکڑے ٹکڑے کردو کہ ہم عیاش نہ بن جائیں۔ چناں چہ قالین ٹکڑے ٹکڑے کر کے ایک بالشت ٹکڑے کر کے تقسیم کیا گیا۔ ایک بالشت ٹکڑا قالین ہزاروں درہم میں فروخت ہوا۔

ایک صحابی کا حکم خداوندی پر عمل

ایک صحابی تجارت کے لیے شام گئے۔ شام میں سب کچھ دے کر شراب خرید کر لائے۔ ابھی شراب حرام نہیں ہوئی تھی۔ اپنے راشن مال سے شراب خرید کے لائے۔ مدینہ پہنچے تو پتہ چلا کہ شراب حرام ہو گئی تو یہ نہیں کہا، اب میرا کیا بنے گا، اب میں بچوں کو روٹی کہاں سے کھلاؤں گا۔ سارا پیسہ تو میں نے اس پر لگا دیا، کہا جب اللہ نے حرام کی تو ہم نے بھی حرام کی، خنجر لے کر سارے مشکیزے پھاڑ کر زمین پر گرا دیے۔

مسلمانوں کی حالتِ زار

تبلیغ وہ محنت ہے جس میں مسلمانی زندگی سیکھنے کی مشق کی جارہی ہے، میں یہاں گشت کررہا تھا، ایک گھر میں گئے، ایک لڑکا کھڑا ہوا تھا، تین چار سال پہلے کی بات ہے، میں نے کہا بیٹا کیا نام ہے آپ کا، کہنے لگا میرا نام عمر ہے۔ میں نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جانتے ہو؟ کہنے لگا نام تو سنا ہوا ہے، ایسا مجھے درد ہوا، آج تک وہ درد میرے اندر سے نکلتا نہیں کہ ایک اٹھارہ سال کا لڑکا کہہ رہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام تو سنا ہوا ہے، تو اس بے چارے کا کیا قصور ہے؟ قصور ان ماں باپ کا جنہوں نے یہ بھی نہیں بتایا کہ عمر رضی اللہ عنہ کون تھے۔

والدہ محترمہ کی تربیت

ایک دفعہ خود فرمایا کہ گاؤں کے ساتھ ہی ایک نہر تھی۔ میں دوپہر کو وہاں نہانے گیا۔ والدہ محترمہ نے ایک ملازم کے ہاتھ گھوڑا بھیجا کہ طارق کو ڈھونڈ کر لے آؤ میں ڈرتا ہوا گھر آیا۔ مجھے محبت سے سلا دیا۔ مجھے تسلی ہوگئی۔ تھوڑی دیر کے بعد ڈنڈا لے کر آ گئیں اور ڈنڈے سے میری خوب خبر لی کہ آئندہ کبھی نہر پر نہیں جانا۔ وہ مارا اور اس مار میں محبت اور حفاظت کا عنصر مجھے آج تک یاد ہے۔

بچوں کا یقین بنانے کی مستقل محنت

مولانا نے ایک دفعہ خود ہی فرمایا کہ میرے ایک بیٹے کو بھڑ نے کاٹ لیا تو چھوٹے نے کہا کہ ابو آج اس نے صبح کی دعا نہیں پڑھی ہوگی۔ اگر یہ دعاؤں کا اہتمام کرلیتا تو اس کو کبھی بھڑ نہ کاٹتا یقیناً یہ ایک چھوٹا سا واقعہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ مولانا نے اپنے بچوں کی تربیت کس انداز میں کی اور کررہے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے کی شادی

حضرت ابوبکرؓ کے بیٹے تھے حضرت عبداللہؓ، حضرت عاتکہ سے شادی ہوئی۔ وہ تھیں بڑی خوب صورت اور بڑی شاعرہ، عاقلہ۔ ایسی محبت آئی کہ جہاد میں جانا چھوڑ دیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سمجھایا کہ بیٹا ایسا نہ کر۔ محبت غالب آئی، سمجھ نہ سکے۔ آپؓ نے فرمایا طلاق دے دو۔ حکم دیا طلاق دو۔

ہر ماں باپ کے کہنے پر طلاق دینا جائز نہیں۔ ابوبکرؓ جیسا باپ کہہ رہا ہے جو دین کو سمجھتا ہے، جو دین کو سمجھتا ہی نہیں۔ کہ کس وقت میں کیا کرنا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے کہا طلاق دے دو۔ دے دی طلاق۔ بڑے غمگین، بڑے پریشان۔ اسے خبر۔ پھر شعر کہنے لگے:

اے عاتکہ میں تجھ کو نہیں بھول سکتا۔ جب تک سورج چمکتا رہے گا۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہیں سن لیا تو ترس آیا فرمایا اچھا بھائی دوبارہ شادی کرلو۔

وہ ہماری طرح تو تھے نہیں کہ ٹھک سے تین طلاق۔ ایک طلاق دی تھی۔ دوبارہ شادی کرلی، لیکن جو تعزیہ لگا پھر گھر میں نہیں، اللہ کے راستے میں، جسم میں ایک تیر لگا، تیر موت کا ذریعہ بنا۔ وہ بھی تیس سال کی عمر میں جوان شہزادے کی لاش عاتکہؓ کے سامنے آجاتی ہے۔ پھر حضرت عاتکہؓ نے شعر پڑھے۔

(ترجمہ): میں قسم کھاتی ہوں کہ آج کے بعد میرا جسم کوئی راحت نہیں دیکھے گا، میرے جسم پر کوئی نرم کپڑا نہیں آئے گا، میرے جسم سے کبھی غبار جدا نہیں ہوگا، میں قربان اس جوان پہ کہ جو اللہ کی راہ میں مرا اور مٹا اور آگے ہی بڑھ کر مرا اور آگے ہی بڑھ کے مٹا، موت کو گلے لگایا اور پیچھے لوٹ کر نہ آیا، جب تک زمانہ قائم ہے اور جب تک بلبلیں درختوں پہ بیٹھ کر نغمے گا رہی ہیں اور جب تک رات کے پیچھے دن اور دن کے پیچھے رات چل رہی ہے، اے عبداللہ! تیری یاد بھی میرے سینے میں ہمیشہ ناسور کی طرح رستی رہے گی۔

یہ ایسے گھر اجڑے اور اسلام یہاں تک پہنچا۔ ہاں آج بازار آباد ہوئے، اسلام اجڑ گیا۔ میں آپ کو تبلیغی جماعت کی دعوت نہیں دے رہا، بل کہ ختم نبوت کی ذمہ داری عرض کرر ہا ہوں کہ آپ کے ذمے ہے، میں نہیں ذمے لگا رہا میں تو ذمے داری اوپر والی پہنچا رہا ہوں۔

شیطان کی نصیحت

ایک دفعہ ایک بزرگ نے خواب میں شیطان دیکھا کہنے لگے کچھ نصیحت تو کرو، کہنے لگا کبھی کسی اجنبی عورت کے ساتھ اکیلے نہ بیٹھنا۔ عورت ہو رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا جیسی، مرد ہو جنید بغدادی جیسا، اگر وہ دو اکٹھے ہو جائیں گے تو تیسرا میں آ جاؤں گا۔ انہیں گمراہ کرنے کے لیے۔

اب یہاں ساری رکاوٹیں ختم ہیں اور وہ عورت دعوت دے رہی ہے اور یہ نوجوان اپنی نظر جھکائے لذت چکھے ہوئے ہے۔ اسے پاکدامنی کی لذت کا پتہ ہے۔ لہٰذا اس کی نظر اٹھنے کا نام ہی نہیں لیتی۔ اس نے سارے جتن کر مارے، اپنے حسن کا ہر تیر آزمایا، اپنے مکر کا ہر جال پھینکا، لیکن پاکدامنی کی تلوار نے ہر ہر جال کو، ہر تیر کو بے کار کر دیا۔ آخر تین دن کے بعد اس نے ہتھیار ڈال دیے۔

کہنے لگی: مَاذَا یَمْنَعُكَ مِنِّی، اللہ کے بندے یہ تو بتا تجھے روکتا کون ہے؟

آج تیسرا دن ہے تو نے مجھے نظر اٹھا کر نہیں دیکھا۔ روکنے والا کون ہے۔

اس نے کہا بتاؤں مجھے روکنے والا کون ہے؟ مجھے روکنے والا لَا تَأْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ جو نہ سوتا ہے نہ اونگتا ہے جو مجھ سے غافل نہیں، میں اس سے غافل ہوں۔ میرا رب ہے، جو عرش پر بیٹھا مجھے دیکھ رہا ہے کہ میری محبت غالب آتی ہے یا شہوت غالب آتی ہے مجھے آگے کرتا ہے یا شیطان کو آگے کرتا ہے۔ اے لڑکی! مجھے میرے رب سے حیا آتی ہے اس لیے میں نے اپنی طاقت کو روکا ہے۔

وہ باہر نکل کر اپنے باپ سے کہنے لگی، یَا اَبِیْ اَبِیْ اَرْسَلْتَنِیْ اِلٰی حَدِیْدٍ اَوْ حَجَرٍ لَا

یَاْکُلُ وَلَا یَنْظُرُ۔ آپ نے مجھے کس پتھر کے پاس بھیجا ہے، کس لوہے کے پاس بھیجا جو نہ دیکھتا ہے نہ کھاتا ہے، میں کہاں سے گمراہ کروں۔

استاد کی خدمت کا انوکھا واقعہ

لفظ استاد جو کہ بہت مشہور ہے عوام الناس بخوبی اس لفظ سے آشنا ہیں۔ لیکن اس لفظ کی قدر و قیمت اور حقیقت بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ میرے ایک بہت ہی محسن، مربی، استاد کے ساتھ ایک مرتبہ بہت ہی منفرد اور خلوص والی دعاؤں کی رات اس طرح بیتی کہ میں مطبخ کی صفائی اور دیگر مرکز کی ڈیوٹیاں پوری کرنے کے بعد دو بجے قریب آیا تو دیکھا کہ میرے استاد کراہ رہے ہیں۔ میں پاؤں دبانے لگا تو محسوس ہوا کہ انہیں بخار ہے۔

میں نے سوچا کہ چائے پلادی جائے، لیکن اس وقت چائے کا ملنا مشکل تھا۔ میں پورے جذبے کے ساتھ بازار کی طرف چل پڑا۔ تو ایک دکان سے کچھ آدمیوں کے بولنے کی آواز محسوس ہوئی۔ میں نے دروازہ کھلوایا، وہ چائے کی دکان تھی۔ چائے کا تقاضا کیا تو انہوں نے کہا خود ہی بنالو۔ میں چائے بنا کر اور گولیاں لے کر اپنے استاد کے پاس پہنچ گیا۔ استاد کو چائے دی اور پھر پاؤں دباتے دباتے صبح ہوگئی۔ استاد نے افاقہ محسوس کرتے ہوئے جو دعائیں دیں، یہ انہی دعاؤں کا ثمر ہے جو شاید میں اپنی ذاتی محبت سے کبھی حاصل نہیں کر سکتا تھا۔

مسلمان مسلمان کا خون نہیں بہاتا

جب بنوامیہ کا زوال آیا تو بنوعباس حکمران بن گئے تو انہوں نے بنوامیہ کا خون بہایا۔ پہلے انہوں نے بہایا تھا تو سلیمان بیٹا تھا ابراہیم کا، یہ عراق کا گورنر تھا یہ جان بچا کر بھاگا کوفے میں آیا تو جان کا خطرہ تھا۔

جب شہر میں داخل ہوا تو ایک نوجوان کو دیکھا، بیس پچیس آدمی اسکے ساتھ سوار تھے۔ انہوں نے کہا بیٹا میں خوفزدہ ہوں مجھے امن چاہیے تو اس نے ان کو امن دیا اور اس

کی بڑی خدمت کی۔ حالاں کہ وہ اس کے باپ کا قاتل تھا۔ جب اس کو یہ بات پتہ چلی تو اس نے انکو معاف کردیا اور کہا کہ مسلمان کبھی امن دے کر حملہ نہیں کرتا۔

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کا اللہ سے تعلق

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کیا آپ لوگوں نے نام سنا ہے؟ آپ کی معلومات میں اضافہ کروں، بہت بدصورت تھیں اور غلام تھیں اور بانجھ تھیں، عورت میں جتنے عیب ہوتے ہیں سارے رابعہ میں موجود تھے بدصورت بھی تھیں، خاندانی بھی نہیں تھیں) یعنی آزاد نہیں تھیں غلام تھیں) اور بانجھ یعنی اولادان سے نہیں تھی، اتنا میں رابعہ کو ذکر کر رہا ہوں کس لیے؟ عورت ہونے کے ناطے۔ جو عورت ذکر کی جاتی ہے وہ تو اس میں کچھ بھی نہیں، لیکن وہ جواندر کی دنیا آباد کر گئی اس نے اسے شہزادیوں سے بھی اونچا اٹھادیا، پری چہرہ بھی اسکے سامنے بکری ہوگئی، اللہ کے ہاں اس قدر اونچی اٹھ گئیں۔

ہندوستان میں اسلام کیسے پھیلا؟

معزز حضرات! جس طرح اسلام وسط ایشیاء وغیرہ میں اپنی حقانیت اور علماء کی مساعی کی بنا پر پھیلا۔ اسی طرح ہندوستان میں بھی اسلام اسی قسم کی مساعی اور اپنی سچائی کی بنا پر مقبول عام ہوا۔ ۳۹۵ھ میں سید اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ بخارا سے لاہور تشریف لائے۔ آپ علوم ظاہری اور باطنی، علم فقہ، تفسیر وغیرہ میں امام وقت تھے سب سے پہلے اسلام کے واعظین میں سے، آپ یہاں آئے، آپ کی مجلس وعظ میں ہزاروں لوگ آتے تھے اور فیض یاب ہوتے تھے۔ آپ کا بیان اس قدر موثر ہوتا تھا کہ ہر روز سینکڑوں آدمی مشرف بہ اسلام ہوتے تھے۔

جب یہ لاہور تشریف لائے، پہلے جمعہ کو آپ نے منبر پر بیان کیا تو دو سو پچاس آدمی مشرف بہ اسلام ہوئے۔ دوسرے جمعہ کو ایک ہزار کفار و مشرکین زمرہ اہل توحید میں داخل ہوئے۔ اسی طرح آپ کے ذریعے نہایت کثرت سے لوگ اسلام میں داخل

ہوتے رہے۔آپ کی وفات ۴۴۵ھ میں لاہور میں ہوئی۔

محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا عالیشان بنگلہ

محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ دنیا کا نمبر دو کا فاتح ہے۔فاتح اول چنگیز خان ہے۔جس نے سب سے زیادہ دنیاوی فتوحات حاصل کیں۔اسکے بعد تیمور لنگ ہے۔تو محل بنایا، بڑا عالیشان، اسلام آباد کا تاجر تو چند کروڑ یا چند ارب کے دائرے میں ہی گھوم رہا ہے۔وہ محمود ہے جس کے سامنے دنیا کے خزانے سمٹ چکے ہیں۔محل بنایا، بڑا خوب صورت بڑا عالیشان، ابھی شہزادگی تھی، باپ زندہ تھا تو باپ کو کہا ابا جان میں نے گھر بنایا ہے ذرا آپ معائنہ تو فرمائیں۔

اسکا والد سبکتگین رحمتہ اللہ علیہ بہت نیک سپاہی سے اللہ نے بادشاہ بنا دیا، اوقات یاد تھی، آیا، محل کو دیکھا، حسن و جمال، نقش و نگار کا نمونہ، لیکن ایک لفظ نہیں کہا کیسا خوب صورت ہے کیسا عالیشان ہے۔

محمود دل ہی دل میں بڑے غصے میں، میرا باپ کیسا بے ذوق ہے، ایک لفظ بھی داد نہیں دی کہ ہاں بھئی بڑا اچھا ہے، خاموشی سے جب باہر نکلنے لگے تو اپنا خنجر کو نکالا، دیوار پر ایسا زور سے مارا کہ دیوار کو جو نقش و نگار تھے وہ سارے ٹوٹ گئے۔

کہنے لگے بیٹا تو نے ایسی چیز پر محنت کی ہے جو خنجر کی ایک نوک برداشت نہ کر سکی۔ تجھے مٹی اور گارے کو خوب صورت بنانے کے لیے اللہ نے نہیں پیدا کیا، اس من کو بنانے کے لیے پیدا کیا ہے۔تو ہم تھوڑی زندگی کے باوجود یہاں مستقل زندگی کا نظام چاہتے ہیں، راحت چاہتے ہیں۔

ایک سعودی نوجوان کا واقعہ

عنان ایک سعودی لڑکا تھا۔۱۹۷۴ء میں امریکہ جا کے اس نے سان فرانسسکو میں سب سے پہلے تبلیغ کا کام شروع کیا تو لڑکے اس پر شراب پھینک رہے تھے۔منہ پر،

کپڑوں پر، ۱۸ سال کی عمر میں سان فرانسسکو گیا، بہت مالدار آدمی کا بیٹا، ایک چلہ لگانے گیا۔لیکن مسجدوں کے بننے کا وہ لڑکا ذریعہ بن چکا تھا،تو ۸۰ مسجدوں اور ہزاروں نوجوانوں کی زندگیوں کو بدلنا، یہ عزت وہ کہاں سے پاتا؟

دو رکعت پڑھ کر سمندر پار کر گئے

پکی اللہ کے حبیب ﷺ کی خبر ہے۔ نماز پڑھنا سیکھ لو جو کام بڑے بڑے بادشاہوں سے اور جہاں سارے اسباب ٹوٹ جاتے ہیں، نماز وہاں سے بھی آپ کو پار لے جائے گی۔حضرت علی بن حجر سمندر رضی اللہ عنہ کے کنارے آئے، بحرین پہ حملہ کرنا تھا۔ درمیان میں سمندر تھا، کشتیاں تھی نہیں، کشتیاں مہیا کرتے تو دشمن آگے چوکنا ہو جاتا۔ پھر سفر تھا چوبیس گھنٹے کا۔تو وہیں کھڑے ہوئے لشکر موجود ہے نیچے اترے۔

دو رکعت نفل پڑھے، ہاتھ، اٹھائے، اے اللہ تیرے راستے میں، تیرے دین کی دعوت میں، تیرے نبی ﷺ کے غلام ہیں، کشتیاں ہمارے پاس نہیں، مشکل تیرے لیے نہیں، ہمارے لیے راستہ مہیا فرما، دعا مانگی اور کھڑے ہوئے اور سامنے سمندر ہے اپنی فوج سے فرمایا بسم اللہ پڑھو اور گھوڑے ڈال دو۔کوئی نہیں بولا کہ امیر صاحب دماغ تو ٹھیک ہے تیرا۔سمندر میں گھوڑے ڈالیں گے تو غرق ہو جائیں گے۔یہ کیا کہہ رہے ہو۔کوئی عقل ٹھکانے ہے؟

انہوں نے کہا ٹھیک۔ ہمارے امیر نے دو رکعت پڑھ لی ہیں، اللہ سے مانگ لیا ہے۔گھوڑے ڈالنا ہمارا کام، پار کرنا اللہ کا کام۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں سارے لشکر نے بسم اللہ پڑھی اور سب نے ڈال دیے اونٹ اور گھوڑے۔تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے چھلانگیں لگائیں اور ہم پانی کے اوپر چل پڑے اور پانی نے ہمارے اونٹوں کے پیر بھی تر نہ کیے۔

یہ نماز کی طاقت ہے۔ پانی کے اوپر چل رہے ہیں۔ چل بھائی ساری دنیا کی سائنس فیل ہے۔ میرے حبیب ﷺ کی سائنس کامیاب ہے۔آپ ﷺ کی زندگی کی

سائنس کہنا ہی توہین ہے۔

میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا علم میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر ساری خبروں سے اوپر ہے۔ ساری سائنس یہاں فیل ہو جائے۔ یہاں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر کامیاب کروا دے۔ دو رکعت پڑھ چل پانی کے اوپر۔

نظریں جھکانا دعوت اسلام بن گیا

لاہور یونیورسٹی کے ایک بڑے خوب صورت نوجوان نے رائے ونڈ میں چار مہینے لگائے۔ پھر وہ یونیورسٹی کی محنت کرتا دردر پھرتا رہا۔ ایک دن اس نے اپنے زمانہ جاہلیت کی دوست سے جو کہ غیر مسلم تھی نظریں جھکا کر فکر آخرت، تعلق مع اللہ، تبلیغ اور اسلام کی حقانیت اور کافی دیر تک نظریں جھکا کر بات کرتا رہا۔ مسلمان ہوگئی۔ اور کہنے لگی میں تمہاری دعوت سے مسلمان نہیں ہوئی بل کہ تمہارا نظریں جھکا کر بات کرنے سے میرے دل پر بڑا اثر پڑا۔ میں اس وجہ سے مسلمان ہوئی ہوں۔

میاں موجو میواتی کا واقعہ

ایک آدمی آیا مولانا الیاس رحمتہ اللہ علیہ کے پاس۔ اس کے نام تھا موجو، میواتی تھا۔ مولانا الیاس رحمتہ اللہ علیہ کو کہنے لگا مولوی گلاس۔ مولوی دلاس تو اس کی تعلیم کا تو آپ خود ہی اندازہ لگالیں۔ کہا مولوی گلاس میں کیا تبلیغ کروں، مجھے تو کلمہ بھی نہیں آوے۔ ستر سال میری عمر ہوگئی۔

انہوں نے فرمایا، تو تین چلے لگا۔ لوگوں کو جا کر کہہ لوگو میں نے کلمہ بھی نہ سیکھا ستر سال گذر گئے تم یہ غلطی نہ کرنا کلمہ سیکھ لو۔ اسکے چار مہینے لگوائے، اس میاں جی موجو ان پڑھ کے ہاتھ پندرہ ہزار لوگ نمازی بنے اور تائب ہوئے۔ آپ تو سارے پڑھے لکھے سمجھدار لوگ ہیں۔ آپ کریں گے کام تو کل کو نہ جانے کتنے لوگ آپ کے نامہ اعمال میں ہوں گے۔

نبیوں کی شان سے جنت جارہے ہوں گے۔ٹھیک ہے ناں بھائی۔ جب اللہ مو
قعہ دے تو چار مہینے لگالو، چالیس دن لگاؤاور اپنے بیوی بچوں کو، اپنے ماں باپ کو یہ بات
سمجھاؤاور ماں باپ اولاد کو سمجھائیں۔

آپس میں لڑنے کی نحوست

ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تاکہ شب قدر کی اطلاع دیں۔مگر دو
اشخاص کے درمیان جھگڑا ہو رہا تھا۔جس کی وجہ سے شب قدر کی تعیین اٹھالی گئی۔ نبی
پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تمہیں نماز، روزہ، صدقہ، وغیرہ سب سے افضل چیز بتلاؤں،
صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے فرمایا ضرور بتائیں۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپس
کا جوڑ سب سے افضل ہے اور آپس میں توڑا اور لڑائی دین کو مونڈنے والی چیز ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اِنَّ اللّٰهَ يَتَجَلّٰى لِلنَّاسِ عَامَّةً وَلَا بِيْ بَكْرٍ خَاصَّةً“ اور
اللہ تعالیٰ سارے جنت والوں کو دیدار عام کرائے گا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو
دیدار خاص کرائے گا، کیوں کہ اللہ پر سب کچھ لگا دیا تھا۔جسم پر کانٹے آگئے، جسم پر ٹاٹ
کے کپڑے آگئے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سخاوت عمر رضی اللہ عنہ سے بڑھ گئی

تبوک کے موقع پر اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدا لگائی اللہ کے نام پر ہر آدمی لے
کر آیا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے، میں مالدار ہوں۔حضرت ابوبکر صدیق رضی
اللہ عنہ غریب ہیں۔آج میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بڑھ سکتا ہوں تو بڑھ سکتا ہوں
ورنہ کبھی نہیں بڑھ سکتا۔اپنے مال کے دو حصے کیے آدھا گھر میں آدھا ساتھ لے کر دربارِ
نبوت میں پہنچے۔

مثال کے طور پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک چھوٹی سی گٹھڑی اور عمر
رضی اللہ عنہ کا سامان بڑے بڑے گٹھڑ، عمر رضی اللہ عنہ کا سامان زیادہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا

سامان تھوڑا۔ اوپر والا جانتا ہے کہ قربانی کس کی زیادہ ہے۔ تو اللہ ورسول کا علم تو ساتھ ساتھ چل رہا ہے نا، اللہ کو پتہ ہے تو اللہ کے حبیب کو بھی پتہ ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گھر میں کیا کر کے آیا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ گھر میں کیا کر کے آیا ہے۔

اگر یہ سوال ہوتا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کیا لائے ہو؟ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ ہار جاتے۔ عمر رضی اللہ عنہ جیت جاتے۔ عمر رضی اللہ کیا لائے ہو؟ یہ سوال ایسا تھا کہ عمر رضی اللہ عنہ کو آگے کر دیتا۔ حضرت ابوبکر صدیق کو پیچھے کر دیتا۔ اور سوال ہونا تو یہی چاہیے۔ اگر آپ کسی مسجد میں چندہ دیتے ہیں تو آپ سے یہ تھوڑی پوچھتے ہیں کہ پیچھے کیا چھوڑ کر آئے ہو بلکہ پوچھتے ہیں کتنے ہیں؟ اور سوال بھی یہی ہونا چاہیے کہ کتنے ہیں۔ اسی کے مطابق آپ کو مدرسے و مسجد والے رسید دیتے ہیں کہ یہ دس ہزار یا پانچ ہزار ہیں۔ مگر اللہ کے رسول ﷺ نے سوال بدل دیا۔

سوال کیا پوچھا؟ عمر کیا چھوڑ کے آئے؟ حالاں کہ آپ ﷺ کو اس سے کیا غرض کہ پیچھے کیا پڑا ہے۔ آپ ﷺ یہ پوچھتے کہ یہ کیا پڑا ہے؟ فرمایا عمر! کیا چھوڑ کے آئے؟ کہا جی آدھا لے کر آیا ہوں، آدھا چھوڑ کر آیا ہوں۔ ابوبکر پیچھے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ کہا جی پیچھے اللہ اور رسول ﷺ کو چھوڑ کر آیا ہوں باقی سارا لے کر آیا ہوں۔ تفسیر عزیز میں ہے کہ دیوار کو ٹٹول رہے تھے۔ بیٹی نے پوچھا کہ یہ کیا کر رہے ہیں۔ کہنے لگے ایک سوئی لٹکائی تھی کہیں وہ پیچھے نہ رہ جائے۔ وہ بھی لے کے جانا چاہتا ہوں۔ صدیق رضی اللہ بڑھ گئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے میں نہیں تجھ سے ساری زندگی آگے بڑھ سکتا۔

اللہ تعالیٰ کا سلام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نام

اللہ تعالیٰ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیدار خاص کروائیں گے، جب آپ آئے تو جسم پر پہنا ہوا کرتا بھی اتار کے دے دیا، ایک ٹاٹ پہن لیا، اسے کانٹوں سے سی لیا۔ جب آپ ﷺ تشریف لائے تو آسمان سے حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے، یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ ابوبکر کو سلام کہہ رہے ہیں۔

اس امت میں دو فرد ایسے ہیں جن کو اللہ کا سلام آیا۔ پہلے خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو کب سلام آیا۔ جب سارا گھر خالی ہوگیا۔ کچھ نہ رہا۔ تین تین دن کے فاقے آئے تو جبرائیل علیہ السلام آئے، یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو سلام کہہ رہے ہیں۔ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا گھر خالی ہوگیا۔ کچھ نہ رہا تو جبرائیل علیہ السلام آئے، یارسول اللہ اللہ تعالیٰ ابوبکر کو سلام کہہ رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھو، اس فقیری میں، اس بھوک میں اس پیاس میں مجھ سے راضی تو ہو؟

تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے آپ ﷺ نے پوچھا۔ ابوبکر اللہ تجھے سلام کہہ رہے ہیں اور پوچھ رہے ہیں مجھ سے اس فقیری میں راضی تو ہو؟ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ اَنَا عَنْ رَبِّیْ رَاضٍ، میں اپنے رب سے راضی ہوں۔

میرے بھائیو! ایمان پر سب کچھ قربان کیا جاسکتا ہے، ہر چیز پر ایمان مقدم ہے، اسی پر میری قیمت لگے گی، اسی پر آپ کی قیمت لگے گی۔

حضور ﷺ نے فرمایا، ابوبکر کا درجہ لَیْسَ بِکَثْرَۃِ الصَّلٰوۃِ وَبِصِیَامِهٖ۔ تم میں سب سے بہتر اس لیے نہیں ہے کہ نمازیں زیادہ ہیں اور روزے زیادہ ہیں۔ بَلْ لَمَّا وَقَرَنِیْ قَلْبُہٗ مِنَ الْاِیْمَانِ۔ اسکا درجہ اس وجہ سے زیادہ ہے کہ اس کے اندر جو ایمان پیوست ہے، تم میں سے کسی کے پاس وہ ایمان نہیں ہے، اس لیے اسکا درجہ زیادہ ہے، ایمان اندر میں اترا ہے، ایمان کی طاقت ہے۔

بارگاہ نبوی ﷺ میں ابوبکر کے فضائل ومناقب

آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِنِّیْ لَاَعْرِفُ رَجُلًا بِاسْمِهٖ وَبِاسْمِ اَبِیْهِ وَاُمِّهٖ لَایَاْتِیْ بَابًا مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ اِلَّا قَالَ مَرْحَبًا مَرْحَبًا اَیْ تَشْرِیْفًا مُبَارَكًا))

میں ایک آدمی کا نام جانتا ہوں، جس کے ماں اور باپ کو بھی جانتا ہوں وہ جنت

کے جس دروازے سے گزرے گا وہ دروازہ کہے گا۔ مرحبا۔ ادھر سے آیئے، ادھر سے آیئے، ہر دروازے کی تمنا ہوگی کہ میرے میں سے یہ انسان داخل ہو۔

حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، ان ھذا لمرتفع شانہ یا رسول اللہ۔ یہ بڑی اونچی شان والا کون ہے یارسول اللہ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: هُوَ أَبُوبَكْرِ ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ یہ ابوبکر ہے ابو قحافہ کا بیٹا جسے جنت کا ہر دروازہ پکارے گا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَمَّا أَنْتَ يَا أَبَابَكْرٍ فَأَوَّلُ مَنْ يَّدْخُلُ مِنْ أُمَّتِيْ))

اے ابوبکر! تو سب سے پہلا ہے جو میری امت میں سے جنت میں داخل ہوگا۔

پکے منافق کے منہ میں لعاب مبارک ڈالنا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی جیسے منافق کا جنازہ پڑھا دیا۔ حضرت عمرؓ نے روکا بھی سہی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس کا جنازہ پڑھا رہے ہیں۔ پکا منافق ہے۔ کہا کیوں چھوڑ دوں۔ میرے رب نے مجھے نہیں روکا روکے گا نہیں تو میں ضرور پڑھاؤں گا۔

اس کے بعد حکم آیا کہ آئندہ نہیں پڑھنا، پھر نہ پڑھانا۔ اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے اپنا کرتا دیا کہ پہنا دو، شاید اس کی بخشش ہو جائے اور جب جنازہ لے جایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے آ رہے تھے۔ اس کو قبر میں ڈال دیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا باہر نکالو۔ باہر نکالا تو اسکے منہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب مبارک ڈالا کہ شاید بخشش ہو جائے۔ اس منظر کو دیکھ کر ایک ہزار کافروں نے کلمہ پڑھا۔

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا اخلاص

جب حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا اور آپ کو غسل دینے لگے تو کمر پر نشان تھے بوری اٹھانے کے۔ جیسے مزدور اٹھاتے ہیں۔ تب سارے حیران۔ دنیا و آخرت کا شہزادہ! اس کی کمر یہ کہاں سے نشان آ گئے؟ کیا کرتے تھے۔ رات کو اٹھتے تھے

اور سو گھروں پہ راشن پہنچاتے تھے کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوتی تھی۔ دن میں دیکھتے تھے کہ راشن پڑا ہوا ہے ان کی وفات تک کوئی جان نہ سکا کہ دینے والا کون ہے۔ وہ خاص الخاص کسی آدمی سے پتہ چلا کہ یوں رات کو خود اٹھ اٹھ کر جا کر سو گھروں میں دیا کرتے تھے۔

گونگوں کی ایک جماعت کا قصہ

ہمارے تلمبہ میں گونگوں کی ایک جمات آئی، ایک گونگا دوسرے گونگے کو تیار کر رہا تھا، میں اس کو دیکھ رہا تھا، وہ کہتا تو چل، وہ تھا چرسی، وہ کہتا میں نہیں جاتا۔ اب جب سارے حربے بیکار ہوگئے تو اس نے اس کو کہا تو مر جائے گا۔

اس نے کندھے سے اشارہ کیا۔ پھر کہا تیری قبر کھود رہے ہیں۔ اب وہ اس کو دیکھ رہا تھا، پھر کہا تجھے ڈال رہے ہیں۔ پھر اوپر مٹی آ گئی۔ پھر آگے سانپ کا اشارہ کیا تبلیغ ہو رہی ہے۔

قربان جائیں اللہ کے رسول پر، الشاہد نے گونگے بھی کھینچ لیے اور اللہ نے زندہ کر کے دکھایا، کام کر کے دکھایا، کہ لفظ شاہد ہی یہاں فٹ تھا، اب وہ سانپ کی آواز نکال رہا، اپنے ہاتھ کے اشارے سے، اس کو ڈنگ ادھر مارا، ایک ادھر مارا، پھر اس نے تیلی جلائی، پھر کہا آگ تیری قبر میں جل رہی ہے۔، اسکا رنگ ایک آ رہا ہے، ایک جا رہا ہے۔

پھر کہنے لگا تو نے بستر اٹھایا اور ہمارے ساتھ چلا تو اس نے کوئی اشارہ کیا جنت کا۔ وہ تو مجھے یاد نہیں لیکن اگلا اشارہ یاد رہا حور کا، کوکے کا اشارہ کیا، مطلب حور اور بڑی خوب صورت حور اور کہا تجھے ملے گی، میرے سامنے وہ تین دن کے لیے تیار ہو گیا۔

ایسی توبہ کی اس نے کہ چرس بھی چھوٹی، ہر چیز چھوٹی پھر وہاں مدرسے میں پڑا رہتا، اور نماز سیکھی، مسائل سیکھے، طہارت سیکھی سب کچھ سیکھا اور نو مہینے بعد اللہ کو راضی کرتا ہوا مر کے چلا گیا۔ ساری زندگی کے گناہ نو مہینے میں دھلوا کے وہ جنت میں چلا گیا۔ سستا سودا کر گیا، جس کو کوئی عالم نہ تیار کر سکے، کوئی مقرر نہ تیار کر سکے، اس کو ایک گونگے نے تیار کر کے اٹھایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جنت میں اکٹھے ہونے کی خوشخبری دینا

اور ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ لیٹے تھے۔ فاطمہؓ، حسنؓ حسینؓ کھیل رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا! مجھے جبرائیل آ کر بتا گئے ہیں کہ میں، میری بیٹی فاطمہ، میرے بچے حسن وحسین اور ھٰذَا الرَّاقِدُ اور یہ جو سویا پڑا ہے علی، ہم سب قیامت کے دن اکٹھے ہوں گے۔ بِمَكَانٍ وَّاحِدٍ يَّوْمَ الْقِيَامَةِ، ہم قیامت کے دن ایک جگہ پر ہوں گے۔

باپ بھی بڑا، بیٹی بھی بڑی، بیٹا بھی بڑا، داماد بھی بڑا، کتنا بڑا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا، علی! تَرْضٰی يَكُوْنُ مَنْزِلُكَ مَقَابِلُ مَنْزِلِيْ فِي الْجَنَّةِ اے علی! کیا تو راضی نہیں ہے کہ جنت میں میرا گھر تیرے گھر کے سامنے ہو؟ تو یہ بھی فاقے میں ہیں، خود بھی فاقے میں ہیں، سارا گھر فاقے میں ہے اور اپنی امت کے لیے اپنے آپ کو گھلا دیا، کھپا دیا، رلا دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حسن اخلاق

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی کو دیکھا وہ زرہ بیچ رہا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ زرہ میری ہے۔ اس نے کہا، یہ میری ہے۔ آپ نے کہا آپ کے پاس کوئی گواہ ہے تو مقدمہ عدالت میں قاضی کے پاس لے کر جا رہے ہیں۔

امیر المومنین نے کہا یہ زرہ میری ہے۔

یہودی کہتا ہے میری ہے۔

قاضی نے کہا کوئی گواہ ہے کہا ہے وہ ہیں حسن اور قمبر۔

حسن بیٹے اور قمبر غلام تو انہوں نے قمبر کی گواہی تو قبول ہے حسن کی قبول نہیں۔

اسلام کا نظام عدل باپ کے حق میں بیٹے کی گواہی کو رد کرتا ہے۔ حسنؓ اور حسینؓ کے

بارے میں حضور اکرم ﷺ نے جنت کے نوجوانوں کے سردار کہا۔ وہ تو ٹھیک ہے۔مگر آپ ہی سے ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا بیٹا باپ کے حق میں قبول نہیں۔ باپ کے خلاف قبول ہے۔اس نے عدل کی بنیادیں قائم کیں۔اسلام نے کہا ہے قمبر کی گواہی قبول،حسن کی قبول نہیں۔لہٰذا ایک گواہی سے تو کام نہیں چل سکتا۔

کہا اچھا بھائی لے جا۔ یہ زرہ تیری ہے۔

تو میں قسم اٹھاتا ہوں کہ یہ تعلیم اسلام کے علاوہ کسی کی نہیں ہوسکتی۔امیر المومنین کے خلاف اس کے نوکر فیصلہ کریں۔

یہودی نے یہ عدل دیکھا تو وہیں کلمہ پڑھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دن رات کا خادم بنا اور شہید ہوا۔

ڈاکو اللہ والا بن گیا

ہم ایک کالج میں گشت کر رہے تھے کہ ہم نے ایک کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ایک لڑکا نکلا۔اس سے آدھ گھنٹہ بات ہوئی تو اس نے رونا شروع کردیا۔اور پھر پوچھا کہ آپ کیا چاہتے ہیں؟ ہم نے کہا کہ چار ماہ اللہ کے راستے میں لگا کر ایمانی زندگی سیکھ لو۔ اس نے کہا اچھا میں تیار ہوں۔

ٹھیک چالیس دن بعد میری اس سے ملاقات ہوئی۔ کہنے لگا ارے مولانا! آپ جانتے نہیں کہ آپ نے مجھے کس زندگی سے نکالا۔ ہمارا پورا گینگ ڈاکوؤں کا تھا۔ بہاولپور میں،فلاں فلاں جگہ چوری کی ڈاکے ڈالے۔جب آپ لوگ مجھے دعوت دینے آئے تو اس وقت ہم فلاں جگہ ڈاکہ ڈالنے کا منصوبہ بنارہے تھے۔پھر ایک دن اس پر ایسا وقت آیا کہ میں نے اس کو دیکھا کہ لمبی داڑھی کرتا،عمامہ اس نے پہنا ہوا تھا۔

یوگنڈا کے ایک غیر مسلم کا واقعہ

یوگنڈا میں جماعت گئی۔ بیان کے بعد جب تشکیل ہوئی تو ایک شخص نے فوراً

کھڑے ہو کر چار مہینے لکھوا دیے۔ کہنے لگا کہ میں پہلے غیر مسلم تھا لیکن حق کی جستجو میں تھا کہ حق کا راستہ (مذہب) مجھے مل جائے۔ چناں چہ مجھ سے خواب میں کہا گیا کہ میں مسلمان ہو جاؤں۔ میں پریشان ہوا کہ میں اسلام کس طرح سیکھوں۔ پھر مجھے خواب میں ایک مسجد دکھائی گئی جس میں ایک کونے میں بستر رکھے ہوئے اور کچھ آدمی حلقے کی صورت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ بالآخر میں نے اس مسجد کو تلاش کر لیا اور وہ یہی مسجد تھی اور جب میں نے مسجد کو دیکھا تو اپنا خواب سچا معلوم ہوا۔

دیانت دار نوکر کا عجیب واقعہ

ایک زمانہ تھا کہ جب دیانت کا دور دورہ تھا کہ مبارک ایک غلام تھا۔ ایک مرتبہ اس کے آقا باغ میں آئے۔ انار کا باغ ہے کہا کہ ایک انار تو لاؤ توڑ کے۔ لائے تو کھٹا۔ کہا بھائی کھٹا ہے اور لاؤ۔ وہ دوسرا لائے۔ دوسرا بھی کھٹا، بھائی اور لاؤ وہ تیسرا لائے وہ بھی کھٹا۔

کہا عجیب آدمی ہو دس سال ہو گئے تمہیں باغ میں کام کرتے ہوئے اتنا پتہ نہیں کھٹا کونسا ہے اور میٹھا کونسا ہے۔

کہا آپ نے مجھے اجازت تھوڑا دی ہے کہ چکھنے کی؟ دس سال سے کام کر رہا ہوں اور مجھ پر حرام ہے ایک دانہ بھی چکھا ہو۔ مجھے کیا پتہ کونسا کھٹا ہے اور کونسا میٹھا ہے۔ تو اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گئیں۔ یہ دیانت تھی نیچے سے لے کر اوپر تک۔

کلبوں میں جانے والی عاشق خدا بن گئی

ایک عرب نوجوان، جس کا نام فاضل تھا، امریکا میں رہائش پذیر تھا۔ اس کے دل میں دین کے مٹنے کا احساس پیدا ہوا۔ چناں چہ اس نے رائے ونڈ میں چار مہینے لگائے۔ جب وہ چار مہینے لگا کر آیا تو اس کا سارا وجود سنت کے سانچے میں ڈھل چکا تھا۔

ایک دن وہ سڑک پر سواری کے انتظار میں کھڑا ہوا تھا کہ ایک لڑکی آئی اور پوچھا

آپ کون ہیں؟ لڑکے نے کہا میں مسلمان ہوں، اس نے کہا آپ کا لباس تو بہت باوقار ہے۔ اس طرح دوسرے مسلمان کیوں نہیں ہیں؟ پھر اس نوجوان نے اس لڑکی کو پانچ منٹ اسلام کی دعوت دی۔ وہ لڑکی وہیں کھڑے کھڑے مسلمان ہوگئی۔

اب آگے سنو! کچھ دن گزرے فاضل اور چند نوجوان اپنے ہوسٹل کے کمرے میں بیٹھے ہوئے مشورہ کررہے تھے۔ اچانک لڑکی کا ٹیلی فون آگیا اس نے بڑے غصے سے کہا کہ مجھے فاضل سے بات کرنی ہے۔ فاضل نے ٹیلی فون کان سے لگایا۔ وہ لڑکی کہنے لگی تو نے میری سہیلی کو برباد کردیا۔ وہ جو فلاں جگہ تم کو ملی تھی۔ تم نے اس کو اسلام کی دعوت دی تھی۔ اب اسے پتہ نہیں کیا ہوگیا ہے۔ پہلے وہ میرے ساتھ کلبوں میں جاتی تھی اور فلاں فلاں جگہ جاتی تھی۔ اب وہ گھر سے باہر نہیں نکلتی۔ یہ کون سی پابندیاں ہیں جو تم نے اس پر لگادی ہیں۔ یہ تمہارا کیسا دین ہے؟ فاضل نے کہا ارے اللہ کی بندی اگر بحث کرنی ہے تو میرے پاس وقت نہیں ہے سمجھنا ہے تو آدھے گھنٹے بعد بات کرنا۔ اس نے آدھے گھنٹے بعد فون کیا۔ فاضل نے اس سے کچھ دیر بات کی اور یہ بھی مسلمان ہوگئی۔ کچھ عرصے کے بعد فاضل کی شادی کی بات چلی۔ اسکے ایک دوست نے بتایا کہ ایک لڑکی ابھی حال ہی میں مسلمان ہوئی ہے۔ اس سے بات کرتا ہوں۔ چناں چہ وہاں بات چیت ہوئی اور دونوں کی شادی ہوگئی۔ اب دونوں میاں بیوی میں تعارف ہوا۔ لڑکی سے پوچھا کہ آپ کیسے مسلمان ہوئیں۔ اس نے ٹیلی فون والا قصہ سنایا۔ فاضل نے کہا آپ جانتی ہیں کہ وہ کون تھا؟ لڑکی نے کہا نہیں۔ فاضل نے کہا کہ آپ سے مخاطب وہ آپ کا خادم تھا۔

جان کی قربانی دینے والے نوجوان کا قصہ

حضرت عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ بیان فرمارہے تھے۔ دورانِ بیان کہا کہ کون ہے جو اللہ کی راہ میں قربانی دینے کے لیے تیار ہے۔ اس ترغیب کو سن کر ایک نوجوان لڑکا کھڑا ہوا۔ جوانی میں جذبہ ہوتا ہے نا خواہشات کا، ایک آیت پر وہ لڑکا کھڑا ہوا، بڑے مالدار آدمی کا لڑکا تھا، باپ مر گیا، اکیلا جائیداد کا وارث تھا۔ کہنے لگا عبدالواحد کیا کہہ رہے ہو۔

اللہ نے جنت دے دی مال وجان کے بدلے میں؟ کہاہاں۔ کہنے لگے۔ پھر میں بھی سودا کرتا ہوں۔ ابھی پتہ چلے گا تم کتنا سودا کرتے ہو۔ دکان کھینچتی ہے یا آخرت کھینچتی ہے اس لڑکے نے کہا کہ پھر میں بھی سودا کرتا ہوں۔ کہا بیٹا دیکھ لو۔ نکلنا آسان نہیں ہے۔

ابھی مغرب سے پہلے ایک نوجوان بھائی کہہ رہا تھا کہ ایک آدمی رائے ونڈ گیا، میں نے پوچھا کہ کیا دیکھا؟ کہا کہ مٹی، غبار دیکھا اور کچھ نہیں دیکھا۔ ہاں بھائی! جو گھروں میں ائیر کنڈیشن لگائیں گے، انہیں پھر گرد وغبار میں کہاں چین نصیب ہوگا۔

عبدالواحد نے کہا بیٹا دیکھ لو بیٹا، یہ نکلنا آسان نہیں ہے۔ اس لڑکے نے کہا جب اللہ تعالیٰ جنت دے رہا ہے تو پھر نکلنا کونسا مشکل ہے، میرے دوستو! اسی کی آواز لگائی جارہی ہے کہ آخرت کا جذبہ بن جائے۔

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے میں دو چیزیں چاہتا ہوں، ایک تو یہ چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کی جماعتیں بن بن کر اللہ کے راستے میں دیوانہ وار پھرتی ہوں اور اللہ کے کلمے کو بلند کر رہی ہوں جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں پھرتے تھے، ایک تو ایسا ظاہر ڈھانچہ چاہتا ہوں اور اندر میں یہ چاہتا ہوں کہ اللہ کے اور اللہ کے رسول کے نام پر مرنا چاہتا ہوں، لڑکے نے کہا کب نکلو گے؟

فرمایا: پیر کے دن۔

کہا میں آجاؤں گا۔

سب سے پہلے وہ لڑکا آیا اس وقت ترکستان دعوت چل رہی تھی بلا درم میں، دن میں ساتھیوں کی خدمت کرتا، رات میں اللہ کے سامنے کھڑا ہوتا۔

جب روم کے شہر میں پہنچے مسلمانوں کی عادت تھی کہ پہلے دعوت دیتے تھے۔ کوئی لشکر کسی ملک کے فتح کے لیے نہیں، کوئی حملہ کسی فتح کے لیے نہیں ہوا، سب کلمہ بلند کرنے کے لیے ہوا۔ دعوت دی دعوت دینے کے بعد ٹکر ہوئی یہ نوجوان گھوڑے پر سوار تھوڑی سی نیند آئی، آنکھ کھولی، کہا ہائے میں "عیناء مرضیہ" کا شوقین ہوں، لوگوں نے کہا بے

چارہ لڑکا پاگل ہو گیا وہ لڑکا گھوڑا دوڑاتا ہوا عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا، کہنے لگا:
شیخ کچھ نہ پوچھو ''عینا مرضیہ'' کا حال،، انہوں نے کہا بیٹا! کیا ہے؟ مجھے بھی تو کچھ بتاؤ، تھوڑی سی نیند سویا تو مجھے خواب میں ایک آدمی نظر آیا کہ آؤ مجھے عینا مرضیۃ کے پاس لے چلو۔

اس سے پہلے ایک حدیث سن لو، مسلم شریف کی روایت۔ جنت میں ایک حور ہے جس کا نام عیناء ہے، جب محل سے نکلتی ہے تو ستر ہزار نوکر دائیں طرف اور ستر ہزار نوکر بائیں طرف ایک لاکھ چالیس ہزار خدام میں پکار کے کہتی ہے کہ نیکیوں کو پھیلانے والے اور برائیوں کو مٹانے والے کہاں پر ہیں؟

لڑکے نے کہا جواب میں اس آدمی نے کہا کہ چلو مجھے عیناء کے پاس لے چلو۔ مجھے ایک باغ میں داخل کیا۔ اس میں نہر پانی کی، اس کا ایک کنارہ یاقوت کا، دوسرا کنارہ موتی کا، اس میں پانی اچھلتا ہوا، اور اسکے کنارے پر لڑکیاں خوب صورت، حسین وجمیل ایسی حسین وجمیل کہ میں ان کے حسن و جمال کو بیان نہیں کرسکتا۔ مجھے دیکھ کر کہنے لگیں مرحبا یہ تو عیناء کے گھر والا آگیا، میں نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا۔ میں نے ان سے پوچھا وہ عیناء کہاں ہے؟

انہوں نے کہا ہم اس کی باندیاں اور نوکرانیاں ہیں، آپ آگے چلے جائیں، میں آگے چلا، ایک شراب کی نہر اور اس کے کنارے ایسی خوب صورت لڑکیاں کہ میں پچھلی کو بھول گیا۔ مجھے دیکھ کر کہنے لگیں مرحبا عیناء کہاں ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم اس کی باندیاں اور نوکرانیاں ہیں آگے جاؤ۔

میں آگے کو چلا ایک شہر کی نہر اور شہد کی نہر کے کنارے بڑی خوب صورت لڑکیاں، ایسی خوب صورت لڑکیاں جنہیں دیکھ کر ان کی خوب صورتی کو بیان نہیں کرسکتا۔

انہوں نے بھی مجھے مرحبا کہا۔ میں نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے مجھے جواب دیا۔ میں نے پوچھا عیناء کہاں ہے؟

انہوں نے کہا کہ ہم اس کی باندیاں اور نوکرانیاں ہیں۔ آپ آگے چلیں، میں آگے گیا تو ایک بڑا خوب صورت موتی کا خیمہ، جسے آپ بنگلہ کہہ لو، لوگ آج بنگلے بناتے ہیں، کماتے کماتے جب بوڑھے ہو جاتے ہیں تو بڑے بڑے بنگلے کھڑے کر دیتے ہیں، اس نے فرمایا ایسے گھر بناتے ہو جن میں تمہیں رہنا نہیں ہے وہاں نہر کے کناروں پر ساٹھ ساٹھ میل کے بنگلے ہیں، خیمے کے دروازے پر ایک خوب صورت لڑکی نے مجھے دیکھا، پھر خیمے کے اندر منہ کر کے کہا عینا تمہارا خاوند آ گیا۔

میں اندر داخل ہوا، اندر ایک سونے کا تخت، جواہرات جڑے ہوئے، تخت پر فرش، فرش پر تکیے، تکیوں پر ٹیک لگائے ایک لڑکی ہے جس کے حسن و جمال کو نہ کوئی بتا سکتا ہے نہ کوئی تصور کر سکتا ہے اور اس کا چہرہ روشن ہے اور وہ مجھے دیکھ کر مسکرائی کہنے لگی:

اے اللہ کے دوست! تیرا میرا وصال قریب ہے، تو میرے پاس اب آنے والا ہے۔

کہنے لگا میں دوڑ کے آگے بڑھا کہ اسے گلے لگاؤں، اس نے کہا ٹھہر جا ٹھہر جا، ابھی تو تیری زندگی باقی ہے۔ لیکن آج رات تو میرے پاس آئے گا اور روزہ افطار میرے پاس کرے گا۔

لڑکا کہنے لگا میں اب یہاں رہنا نہیں چاہتا۔ مجھے وہاں جانے دو۔ سب سے پہلا مسلمان نوجوان جو اللہ کے نام پر قربان ہوا یہی لڑکا تھا۔

جب مسلمانوں کا لشکر واپس آیا تو لڑکے کی ماں آئی، کہنے لگی عبدالواحد! میرا ہدیہ کہاں ہے؟ وہ قبول ہو گیا کہ مردود ہو گیا؟

یہ ماں کا جذبہ ہے آج کی ماں کہتی ہے کہ میرا بیٹا جائے نہیں، باپ کہتا ہے کہ میرا بیٹا تبلیغ میں چلا گیا تو ناکارہ ہو جائے گا۔

اے کریم آقا تو نے مجھے عرش پر بھی یاد رکھا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت روانہ کی، قحط کا زمانہ تھا، سب کو تھوڑا تھوڑا دیا۔ ایک صحابی جیران کو غلہ نہیں دیا، یاد نہیں رہا۔ وہ بھوکے چل پڑے۔ حرف تک پہنچے سات میل

پیدل، اے اللہ تیرے نبی نے دیا نہیں، تو ہی میرا ساتھ، تو میرا پیٹ بھرے گا، تو ہی میری پیاس دور کرے گا۔ سبحان اللہ، الحمدللہ، لا الا اللہ، اللہ اکبر ۔ یہی میری غذا ہے، یہی میرا کھانا ہے، یہ کہتے جارہے اور چلتے جارہے ہیں۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے سب کو دیا، جبیر کو دیا ہی نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوہو، یاد ہی نہیں رہا۔ پیچھے آدمی بھگا دیا اور اس کو تھیلی دی۔ کہا سنو وہ کہتا کیا ہے۔ یہ پیچھے پہنچے، تھیلی پکڑائی۔ انہوں نے تھیلی پکڑی آسمان کو دیکھا۔

کہا اے اللہ" الحمد للہ، الذی ذکرنی من فوق عرشہٖ، ومن فوق سبع سمٰوٰتہٖ" میرے مولا مجھے توفیق دے کہ تو بھی مجھے نہیں بھولا مجھے توفیق دے کہ میں بھی تجھے نہ بھولوں۔

دنیا کی حور اور جنت کی حور کا موازنہ

ایک مرتبہ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ جارہے تھے۔ بازار میں ایک باندی دیکھی۔ بڑی خوب صورت، بڑی پرکشش۔ آگے اس کے خادم۔ کہا بیٹی! کہا کیا بات ہے؟ کہا میں تجھے خریدنا چاہتا ہوں۔ پہلے باندیوں کی خرید و فروخت ہوتی تھی تو جو رئیس زادے عیاش ہوتے تھے ایک ایک لاکھ درہم کی باندی خریدا کرتے تھے۔

کہا بیٹی میں تجھے خریدنا چاہتا ہوں۔ وہ ہنسنے لگی۔ اب وہ بولی، کیا میرے جیسی کو فقیر خریدے گا؟ کہا، ہاں، میں خریدنا چاہتا ہوں۔ تو اس نے خدام سے کہا، اس کو پکڑلو، میں اسے اپنا آقا کو دکھاؤں گی۔ چلو تماشہ ہی رہے گا۔ تو اسکی نوکرانی کے آگے نوکر تھے تو انہیں پکڑ کر دربار میں آئے۔ تو اسکا سردار تخت پر بیٹھا تھا تو ہنسنے لگا کہ آقا آج بڑا لطیفہ ہوا۔ کیا ہوا؟

کہا یہ بڑے میاں کہتے ہیں میں تمہیں خریدنا چاہتا ہوں۔ ساری محفل ہنسنے لگی۔ تو اس نے کہا بڑے میاں! کیا آپ واقعی خریدنا چاہتے ہیں؟ کہا ہاں میں خریدنا چاہتا ہوں۔ کہا کیا پیسے دو گے؟ کہنے لگے ویسے تو بہت ہی سستی ہے۔ میں زیادہ سے زیادہ

کھجور کی دو گٹھلیاں دے سکتا ہوں۔صرف گٹھلیاں نہیں ، وہ گٹھلیاں جنہیں چوس کر پھینک دیا ہو۔جن پر ذرا بھی کھجور نہ لگی ہو۔وہ سارے ہنسنے لگے۔سردار بھی ہنسنے لگا۔

بڑے میاں! یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟

کہا بات یہ ہے کا کہ اس میں بہت ساری کمیاں ہیں ۔اس کی وجہ سے کہہ رہا ہوں۔کہا کیا ہیں؟ کہا!

﴿۱﴾ خوش بو نہ لگائیے تو اسکے پسینے سے بد بو پڑ جائے۔

﴿۲﴾ روزانہ دانت صاف نہ کرے تو منہ کی بد بو سے قریب بیٹھنا مشکل ہو جائے۔

﴿۳﴾ روزانہ کنگھی نہ کرے تو سر میں جوئیں پڑ پڑ کر تیرے سر میں بھی پڑ جائیں۔

﴿۴﴾ چار سال اور گزر گئے تو بوڑھی ہو جائے گی۔

﴿۵﴾ پیشاب پاخانہ اس میں،

﴿۶﴾ لڑائی اس میں، غصہ اس میں،

﴿۷﴾ اپنی خواہش پوری کرنے کے لیے تجھ سے محبت کرتی ہے اس کی محبت سچی نہیں غرض کی محبت ہے۔

﴿۸﴾ غم اس میں، دکھ اس میں۔

ایک لونڈی میرے پاس بھی ہے خرید و گے؟ کہا وہ کونسی ہے؟ کہا بھئی سن لو وہ مٹی سے نہیں بنی مشک عنبر، زعفران اور کافور سے بنی ہے۔اس کے چہرے کے نور اللہ کے نور میں سے ہے۔یہ حدیث کا مفہوم ہے۔

① اس کی کلائی ،صرف کلائی سات دنیا کے اندھیروں میں آجائے تو ساتوں زمینوں کے اندھیرے روشنیوں میں بدل جائیں گے۔اور اس کی کلائی سورج کو دکھائی جائے تو سورج اس کے سامنے نظر نہیں آئے غروب ہو جائے گا۔

② سمندر میں تھوک ڈالے سمندر میٹھا ہو جائے۔

③ مردے سے بات کرے تو مردے میں روح پیدا ہو جائے۔

④ زندوں کو ایک نظر دیکھ لے کلیجے پھٹ جائیں۔
⑤ اپنے دوپٹے کو ہوا میں لہرا دے سارے جہاں میں خوشبو پھیل جائے۔
⑥ سات سمندر میں تھوک ڈالے میٹھے ہوجائیں۔
⑦ زعفران کے باغات میں اور مشک کے باغات میں پروان چڑھی ہے۔
⑧ تسنیم کے چشمے کا پانی پیا اور اللہ کی جنت میں پروان چڑھی ہے۔
⑨ اپنی محبت میں سچی ہے۔
⑩ بے وفا ہرگز نہیں، محبت میں سچی ہے وفا میں پکی ہے۔
⑪ نہ حیض ہے۔
⑫ نہ نفاس ہے، نہ پیشاب ہے نہ پاخانہ،
⑬ نہ غصہ ہے۔
⑭ نہ لڑائی۔
⑮ وہ ہمیشہ راضی،
⑯ وہ ہمیشہ جوان،
⑰ وہ ہمیشہ ساتھ رہتی ہے۔
⑱ اس پہ موت نہیں آتی۔

اب بتا میری والی زیادہ بہتر ہے کہ تیرے والی زیادہ بہتر ہے؟ کہنے لگا جو آپ نے بیان کی وہ بہت بہتر ہے۔

کہا اس کی قیمت بتاؤں؟ کہا بتاؤ۔ کہا دو گٹھلیوں سے بھی زیادہ سستی ہے، کہا اس کی قیمت کیا ہے؟ کہا اس کی قیمت ہے اپنے مولیٰ کو راضی کرنے میں لگ جا، مخلوق کو راضی کرنا چھوڑ دے، خالق کو راضی کرنا اپنا مقصد بنالے، جب آدھی رات گزر جائے، جب سارے سو رہے ہوں تو اٹھ کر دو رکعت اندھیرے میں پڑھ لیا کر، یہ اس کی قیمت ہے، یہ اس کی قدر ہے۔ جب خود کھانا کھائے تو غریب کو بھی یاد کرلیا کر کہ کوئی غریب

بھی ہے کہ جس کو پہنچاؤں، یہ ہوجائے تو یہ تیری ہوگئی، کہنے لگا اپنی باندی سے تو نے سن لیا جو اس نے کہا؟ کہا سن لیا۔ کہا، تو اللہ کے نام پر آزاد، سارے نوکر آزاد سارا مال صدقہ، ساری دولت صدقہ اور اپنے دروازے کو جو بھی پردہ تھا وہ اتار کر کرتہ بنالیا لباس بھی صدقہ۔

اس باندی نے کہا جب تو نے فقر اختیار کیا میرے آقا تو میں بھی تیرے ساتھ اللہ کو راضی کرنے نکلتی ہوں۔ پھر دونوں کی مالک رحمۃ اللہ علیہ نے شادی کردی۔ پھر دونوں اپنے وقت کے ایسے لوگ بنے کہ لوگ ان کی زیارت کے لیے آتے تھے۔ اگر حکومت آپ سے مشقت لیتی ہے تو تنخواہ بھی تو دیتی ہے ناں، لیکن وہ بے چاری چھوٹی سی ہے کہ اتنی تنخواہ دیتی ہے کہ حلال سے چلنے والے کے لیے زندگی مشکل ہوگئی ہے۔

تم جو کر سکتے ہو کرلو ہونا وہی ہے جو میں چاہوں گا

فرعون کا سارا لشکر اس کوشش میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا نہ ہوں، اللہ نے کہا پیدا ہوں گے، تو جو کرنا ہے کرلے۔ وہ ایک سال بچے ذبح کرتا تھا، ایک سال چھوڑتا تھا۔ جس سال چھوڑتا تھا اس سال حضرت ہارون علیہ السلام پیدا ہوئے اور جس سال قتل کرتا تھا اس سال حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ پھر اگر اللہ کہیں چھپا کر ان کو پالتا تو قدرت کا کیسے پتہ چلتا؟

((وَاَوْحَيْنَا اِلٰى اُمِّ مُوْسٰى اَنْ اَرْضِعِيْهِ))

اے ام موسیٰ دودھ پلا اس کو،

((فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ))

جب ڈر لگے،

((فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ))

تو پھر صندوق میں ڈال کر دینا،

((وَلَا تَخَافِىْ وَلَا تَحْزَنِىْ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ))

نہ ڈرنا نہ غم کرنا، تیری گود میں رسول بن کر واپس آئے گا، فرعونی لشکر حرکت میں ہے کہ زندہ نہیں رہنے دینا، اللہ کا نظام حرکت میں ہے کہ زندہ رکھ کر دکھانا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ترکھان کے پاس گئیں کہ صندوق بنا کے دو، اس کو شک پڑ گیا کہ کوئی چکر ہے، وہ فرعون کے دربار میں آیا کہ مجھے بات کرنی ہے کہ ایک ایسا چکر چل رہا ہے، جب فرعون کے سامنے آیا تو اللہ پاک نے زبان بند کر دی وہ کہے بولو کیا بات ہے؟

وہ بولنا چاہے تو بول نہ سکے، اشاروں سے سمجھائے تو سمجھ میں نہ آئے، اس نے کہا پاگل لگتا ہے۔ نکال دو، جب باہر نکلا تو پھر زبان ٹھیک ہوئی، پھر وہ اندر بھاگا، جب تیسری مرتبہ اس کی زبان بند ہوئی تو فرعون نے کہا اب اگر آئے تو اس کی گردن اڑا دینا، تو اس نے سوچا اللہ ہی کچھ کرنا چاہتا ہے اس لیے انسان بے بس ہے، چپ کر کے صندوق بنا کر حوالے کر دیا پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو صندوق میں لٹا کر دریا میں ڈال دیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے پوچھا یا اللہ اب یہ صندوق کہاں جائے گا۔

((فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ))

دریا کی موجیں اس کو کنارے پر لگا دے گی۔

((يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّي وَعَدُوٌّ لَّهُ))

اس کو فرعون اٹھالے گا، یہ سن کر موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا سینہ ایک دم ڈھل گیا کہ یا اللہ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں، جس سے بچانا چاہتے ہیں اسی کے پاس بھیج رہے ہیں۔

اللہ نے فرمایا ''لَا تَخَافِي'' اس کی موت کا ڈر نہ کر'' وَلَا تَحْزَنِي '' اس کی جدائی کا غم نہ کرنا۔ انا رآدوه اليك اسے تیری گود میں واپس لا کر دوں گا'' وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ '' اور رسول بنا کر دکھاؤں گا۔

جب اس بچے کو پکڑ کر فرعون کے دربار میں لایا گیا تو فرعون نے دیکھتے ہی کہا اسے قاتل۔ یہی میرا قاتل ہے۔ اسے ماردو۔ تو آسیہ نے کہا ''قرت عينی لی ولك'' یہ تو

آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، اسے چھوڑ دو، اتنے مارے ہیں یہ ہمارے گھر میں پلے گا تو کیا ہو جائے گا، تو اللہ پاک نے فرعون کے گھر موسیٰ علیہ السلام کو ٹھہرایا ''وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ'' جس خزانے سے انہیں قتل کرانے کے لیے پیسہ خرچ ہو، اسی خزانے سے انہیں دودھ پلانے کے لیے پیسہ خرچ ہوا ہے۔ آؤ بھائی اسے دودھ پلاؤ۔ (اس نے بڑے ہوکر میرا ہی سر لینا ہے)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کسی کا دودھ نہ پئیں۔ اللہ پاک نے ساری عورتوں کا دودھ حرام کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے اپنی بیٹی کو بھیجا تھا، جاؤ حالات دیکھ کر بتانا، جب بہن نے دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام کسی کا دودھ نہیں پی رہے تو اس نے کہا میں ایک گھر جانتی ہوں اس کا پتہ بتا دوں۔

انہوں نے کہا ہاں ضرور بتاؤ، یہ اپنی ماں کو بلا کر لائیں۔ اب ماں بچے کو دیکھے اور اس کے دل میں محبت کا جوش نہ آئے اور چہرے پر اثر نہ ہو، یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ یہ تو انسانی فطرت کے خلاف ہے۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ آئیں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

((اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا))

کہ قریب تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے دل کی بے قراری چہرے پر آجاتی، ہم نے اس کے دل کو بند کر دیا اور موسیٰ علیہ السلام کی محبت کو کھینچ لیا اور ان کی والدہ ایسے پتھر ہوگئیں جیسے اپنا بیٹا ہے نہیں لیکن جب انہیں دودھ پلایا تو وہ پینے لگ گئے، ان کی والدہ نے کہا کہ میں غریب عورت ہوں میں آپ کے پاس نہیں رہ سکتی۔ میرے اور بھی بچے ہیں میں تو اسے گھر لے جاؤں گی اور گھر جا کر اسے دودھ پلاؤں گی، یہ منظور ہے تو ٹھیک ہے نہیں تو میں جاتی ہوں۔

فرعون نے کہا ٹھیک ہے اسے لے جاؤ اور دودھ پلاؤ اور دودھ پلا کر ہمارے پاس چھوڑ جاؤ۔ اب جس خزانے سے پیسے خرچ کر کے ذبح کیے جا رہے ہیں اسی خزانے سے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش ہو رہی ہے۔

عورتوں کے لیے نظر جھکانے وحیا کا قانون

موسیٰ علیہ السلام نے مدین پہنچ کر دیکھا کہ بکریوں کو پانی پلایا جا رہا ہے" وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ "" آگے دیکھا" امْرَاَتَيْنِ "دو عورتیں کھڑی ہیں۔" مَا خَطْبُكُمَا" تم پانی کیوں پلا رہی" لَا يَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ" ہمارا بھائی کوئی نہیں ہے، ہم خود نکال نہیں سکتیں۔ باپ ہمارا بوڑھا ہے، جو پانی بچ جائے گا ہم وہ پلائیں گی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں تمہاری بکریوں کو پانی پلاتا ہوں، سب کو پیچھے ہٹایا، اس ڈول کو دس آدمی کھینچتے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اکیلے کھینچا اور ان کی بکریوں کو پانی پلایا، پھر جا کے سائے میں بیٹھ گئے، کہا یا اللہ بھوک لگی ہے۔ کھانا کھلا" رَبِّ اِنِّيْ لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ" دونوں بہنیں گھر پہنچیں، ابا بولے جلدی آ گئیں، ابا ایک آدمی نے پانی پلا دیا، دوسری بولی ابا اس کو کچھ معاوضہ ملنا چاہیے۔ کہا اچھا جاؤ اسے بلا کے لاؤ کہ ہمارے ابا تمہیں تمہاری محنت کا صلہ دینا چاہتے ہیں۔

اب یہ لڑکی گھر سے موسیٰ علیہ السلام کو بلانے آئی، اس قصے کو سنانے کی ضرورت کیا تھی؟ قرآن میں اختصار چلتا ہے۔ موسیٰ کا پانی پلانا، پھر درخت کے نیچے بیٹھنا، پھر لڑکی کا بلانے آنا، پھر موسیٰ علیہ السلام کو ساتھ لے کے جانا، یہ سارا قصہ کیوں سنایا ہے؟

عورتوں کو ایک قانون بتانا چاہتے ہیں۔ ایک طریقہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ اسلام میں ایسی سختی تو ہے نہیں کہ عورت گھر سے ہی نہ نکلے، نکل سکتی ہے۔ لیکن نکلنے کا طریقہ کیا ہے" فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ" اللہ تعالیٰ نے یہ قصہ سنایا کہ ایک بیٹی آئی موسیٰ علیہ السلام کو بلانے کے لیے، لیکن اس میں تین لفظوں کا اضافہ کر کے اس کی چال کا اندازہ بتایا ہے۔ اللہ کو اس بچی کی حیا والی چال ایسی پسند آئی کہ قیامت تک اسے قرآن کا حصہ بنا دیا کہ اس میں ایک بچی آئی۔ تمشی چل رہی تھی" عَلَى اسْتِحْيَآءٍ" اس لفظ میں جو خوب صورتی ہے، میں وہ بتانا چاہتا ہوں، اللہ پاک نے حیا کو ایک سوار کی غلام بن کے

چلتی ہے کہ لگام کھینچتی رک گئی، لگام چھوڑ چل پڑی ادھر ہاتھ موڑا، مڑ گئی، ذرا ایڑ لگائی چل پڑی۔ جس طرح سواری سوار کے ہاتھوں غلام بن جاتی ہے۔

"تَمْشِیْ عَلَی اسْتِحْیَآءٍ" وہ بچی حیا کے اوپر اس طرح قابو پا رہی تھی، جس طرح سوار کے سامنے مسخر ہوتی ہے، اسکے تابع ہوتی ہے، وہ بچی نہیں چل رہی تھی، یوں سمجھو میرے بندو! کہ ایک حیا تھا، جو خود چل کے آ رہا تھا، کوئی یہ دیکھنا چاہے کہ حیا کس کو کہتے ہیں تو اس بچی کی چال دیکھ لے، پتہ چل جائے گا کہ حیا کس کو کہتے ہیں، اللہ پاک نے یہ تین لفظ بڑھا کر ساری دنیا کی عورتوں کو بتایا کہ اگر باہر جانا ہے تو یہ شکل ہے "تَمْشِیْ عَلَی اسْتِحْیَآءٍ" وہ حیاء کی گٹھڑی بن کے آ رہی تھی۔ حیا کی چادر میں لپٹ کے آ رہی تھی، سراپا حیا بن کے آ رہی تھی، ان کا قصہ تو قرآن میں سنایا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیا کو بھی سنایا، لیکن اس کو قرآن کا حصہ نہیں بنایا، اس کو تاریخ اور حدیث کا حصہ بنا دیا اور بچی کو حیا کی ضرورت ہے۔ وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئی "اِنَّ اَبِیْ یَدْعُوْكَ لِیَجْزِیَكَ اَجْرَ مَا سَقَیْتَ لَنَا" میرے ابا بلا رہے ہیں۔

کہنے لگے چلو۔ وہ آگے چلنے لگیں تو کہا لڑکی میرے پیچھے چل، مجھے پیچھے سے راستہ بتا کہ کدھر چلنا ہے کدھر مڑنا ہے، پاک نبی، معصوم نبی اپنی آنکھوں پہ بھروسہ نہیں کر رہا، حالاں کہ کلیم اللہ ہیں، کوئی ہمارا آج کل کا نمازی نہیں ہے، جو کہتے ہیں کہ جی دل کا پردہ ہونا چاہیے، دل تو پہلے ہی پردے میں ہے کونسا ننگا ہے۔ پردہ تو چہرے کا ہوتا ہے۔

بادشاہ اکبر کا بچپن

بادشاہ اکبر عمر کوٹ میں پیدا ہوا، دو ڈھائی سال کا تھا، اس کی ماں کابل چلی گئی، اڑھائی سال بعد وہ کابل گیا تو بہت ساری عورتیں بیٹھی تھیں، تو اکبر کو چھوڑا گیا کہ اپنی ماں کے پاس جاؤ، اس نے سب چہروں کو دیکھا اور اپنی ماں کی گود میں جا کر بیٹھ گیا۔ کہاں سے پہچانا؟ اس کے چہرے سے کہ اس کی ماں کے چہرے کے ایک ایک خال سے محبت پھوٹ رہی تھی۔ اس نے کہا یہی میری ماں ہے۔

بوڑھے اور بوڑھی کی لڑائی

ہم حج پر گئے، مزدلفہ کی طرف پیدل آرہے تھے، ہم وہاں کنارے پر بیٹھ گئے، منیٰ میں داخل ہونے کے لیے لوگ آرہے تھے، ایک بڑھیا اور بوڑھا ہمارے قریب آئے، اماں بیٹھ گئی، اور بوڑھا کھڑا ہوگیا۔ ہمارے علاقے کے تھے، وہ اپنی زبان میں اس کو کہنے لگا (اٹھ ٹری اے سارا سفر پیا اے) اٹھ کھڑی ہو سارا سفر باقی ہے۔

وہ کہنے لگی، میں تھک گئی ہوں اب مجھ سے نہیں چلا جاتا۔

تو بوڑھے نے کہا آدمی زیادہ ہوجائیں گے۔ پھر شیطان کو مارنا مشکل ہوجائے گا۔ کام زیادہ ہوجائے گا ابھی ختم کرلیتے ہیں۔

وہ کہنے لگی، اللہ کے بندے میں تھک گئی ہوں۔ مجھ سے نہیں چلا جاتا۔

وہ بابا چمک پڑا از راہ سختی سے بولا، اٹھو۔

وہ کہنے لگی، میں نے نہیں اٹھنا جو مرضی کرلو۔

وہ کہنے لگا یہاں سسرال نہیں ہے جہاں روٹھ کے چلی جاؤ۔

دیکھو کتنے نیک ہیں اماں اور ابا کہ حج پہ آئے ہوئے ہیں۔ بوڑھے کو اللہ کی محبت کھینچ کے لائی ہے اور عین حج کے میدان میں احرام کی حالت میں لڑ رہے ہیں۔ جبکہ احرام میں تو پرائے سے بھی لڑنا حرام ہے۔ چہ جائیکہ میاں بیوی آپس میں لڑیں۔ لیکن آج جنت میں آگئے، چل بھئی لڑائیاں ختم۔

خوش بو سے بھرا بدن آج بدبودار بن چکا ہے

مصطفیٰ زیدی ایک ڈپٹی کمشنر تھا جب مر گیا تھا تو اس کا پوسٹ مارٹم کیا گیا میں اس وقت لاہور میں پڑھتا تھا۔ اس وقت کی بات ہے تو اخبار والے نے لکھا وہ مصطفیٰ زیدی جو جہاں سے گزرتا تھا خوش بوؤں کے ہلے ساتھ لے کر گزرتا تھا، آج جب اس کی قبر کو کھولا گیا تو سارے قبرستان میں اس کے جسم کی بدبو سے کھڑا ہونا مشکل ہو رہا تھا۔ جس

انسان کا انجام ایسا ہونے والا ہو، کچھ تو ہو سوچنا چاہیے ناں کہ ہمارے دن رات کے کیا مسائل ہیں۔

ایک بدمعاش کا آپ ﷺ کی سنت کا اہتمام کرنا

امریکہ ہماری جماعت گئی، شکاگو میں ایک مسجد میں ہم گئے تو دیکھا کہ مسجد میں خیمہ لگا ہوا ہے میں بڑا حیران ہوا کہ یہ خیمہ کیوں لگایا ہوا ہے؟ تو پتہ چلا کہ یہاں اس علاقے کا بہت بڑا بدمعاش تھا سارے علاقے کا وہ مسلمان ہو گیا اور پھر پاکستان آکر تبلیغ میں تین چلے لگائے تو واپس آ گیا ہے تو اس نے خیمہ لگایا ہے اور روزانہ آکر اس میں گھنٹہ دو گھنٹہ بیٹھتا ہے کہ میرا نبی خیمے میں رہا کرتا تھا۔ تو اب مستقل تو نہیں رہ سکتا۔ کچھ دیر تو رہوں تاکہ میرے نبی ﷺ کی یہ سنت تو ادا ہو جائے۔

یقین مانیں کہ مجھے اتنی شرم آئی کہ دیکھو نیا اسلام قبول کر کے یہ جذبہ، چھوٹا سا خیمہ، اتنا سا، نام بھی اس نے ابوبکر رکھا ہوا تھا۔

چھپکلی! قدرت کا ایک عجوبہ

ایک دفعہ میں لیٹا ہوا تھا، چھپکلی اوپر جارہی تھی میں نے کہا یا اللہ تیری کیسی قدرت ہے، یہ الٹی چل رہی تھی، تھوڑی دیر کے بعد مجھے خیال آیا کہ ہم بھی تو الٹے بیٹھے ہوئے ہیں، یہ زمین ہے اور یہ پاؤں ہیں اور سر فضا میں ہے ہم سارے کے سارے الٹے زمین کے ساتھ چپکے ہوئے ہیں؟ چھپکلی کو الٹا دیکھتے ہیں تو بھئی اللہ کی کیا قدرت ہے، دیکھو بھئی الٹی چل رہی ہے، گرتی بھی نہیں، آپ بھی تو پچاس سال سے الٹے چل رہے ہیں، کبھی گرے ہیں؟

صحابیہ کی شدت محبت

آپ ﷺ کے وصال کے بعد ایک عورت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئی اور بولی کہ حضور ﷺ کے قبر کی زیارت کرادیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

نے جو حجرہ کھولا تو قبر سے لپٹ گئی اور روتے روتے جان نکل گئی۔عورت کا ایمان تھا کہ قبر کو دیکھ کر برداشت نہیں ہوا اور جان چلی گئی۔

رستم ہند کی خاموش قبر

میں میانی شریف قبرستان میں گیا، ایک ساتھی کی قبر پر فاتحہ پڑھنے کے لیے، ایک قبر نے مجھے روک لیا، ایسی شکستہ اور ایسے برے حال میں کہ میں نے کہا شاید اس کو سب نے ہی بھلا دیا، کوئی یہاں آتا ہی نہیں۔ حالاں کہ میرا اس سے کیا واسطہ؟ کیا ایمانی رشتہ ہے ہر مسلمان کا دوسرے سے۔ تو میرے قدم رک گئے اور میں قبر کو دیکھنے لگے کہ یا اللہ اس طرح بھی انسان مٹ جاتے ہیں، پھر میں نے قریب ہو کر اس کے کتبے کو پڑھا تو لکھا ہوا تھا ''رستم ہند'' میرے آنسو نکل پڑے کہ یہ رستم ہند کی قبر ہے۔ تاریخ پیدائش ۱۸۴۴ء اور ۱۹۰۸ء تاریخ وفات لکھی تھی، مجھے اپنے ساتھی کی فاتحہ بھول گئی اور میں نے اسکی قبر پر فاتحہ پڑھنی شروع کر دی کہ اس کی قبر پر کوئی آتا ہی نہیں ہوگا۔ یہ بے چارا کس حال میں پڑا ہوگا۔

شاعر کے محبت بھرے اشعار

ابوالحوس ایک عربی شاعر ہے۔ ایک مخلوق کی محبت میں کیا کہہ رہے ہیں۔

(ترجمہ) اے محبوب! تیری محبت نے وہاں کھڑا کر دیا ہے کہ جس سے آگے کوئی مقام نہیں رہا۔ ہاں تیرے بارے میں لوگ مجھے لعن طعن کرتے ہیں تو مجھے لعن طعن میں بھی لذت محسوس ہوتی ہے۔

اے پاگل اس لعن طعن میں کیوں لذت آتی ہے۔ لذت اس لیے آتی ہے کہ اس لعن طعن میں تیرا نام آرہا ہوتا ہے۔ میں تو تیرا نام سن کے لذت پاتا رہتا ہوں۔ باقی لعن طعن سنتا ہی کوئی نہیں۔ وہ لعنت کرنے والوں کی لعنت دائیں بائیں ہو جاتی ہے اور محبوب کی محبت یہاں پکی رہتی ہے اور مخلوق کی تعریف کرنے کے لیے تو زبانیں کھل گئیں۔

امت محمدیہ کے آخری طبقہ کے لیے بشارت نبوی ﷺ

ایک مرتبہ آپ ﷺ فرمانے لگے، میرا جی چاہتا ہے کہ میں اپنے بھائیوں کو دیکھوں تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین فرمانے لگے، ہم آپ کے بھائی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، نہیں تم میرے ساتھی ہو، میرے بھائی وہ ہیں جو مجھ کو دیکھے بغیر مجھ پر ایمان لائیں گے۔

ایک صحابی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ، مبارک ہو اس کو جس نے آپ کو دیکھا اور آپ پر ایمان لایا، آپ ﷺ نے کہا سات دفعہ مبارک ہو اس پر جس نے مجھے نہ دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا، ان کو ایک دفعہ مبارک کہی اور ہمیں سات دفعہ کہی کہ:

ہم نے ان کو دیکھا نہیں لیکن ان پر ایمان لائے ہیں۔

ہم نے ان کو دیکھا نہیں لیکن ان کے طریقے کی دعوت دے رہے ہیں۔

فرعون کی توبہ

ایسے رحیم اللہ کی ہم نافرمانی کریں کہ جو قارون جیسے کو معاف کرنے کے لیے تیار بیٹھا ہے کہ توبہ تو کرے۔ جب فرعون غرق ہو رہا تھا تو اس نے کلمہ پڑھا۔ جبرائیل علیہ السلام نے آگے بڑھ کر مٹی اس کے منہ میں ڈال دی کہ کہیں اس کی توبہ قبول نہ کرے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے خود حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ جب فرعون نے کلمہ پڑھا تو مجھے یہ ڈر لگا کہ اس کی رحمت اتنی وسیع ہے کہیں اب فرعون کی توبہ قبول نہ ہو جائے اور اس کے ظلم دیکھ کر دل میں یہ تھا کہ یہ خبیث کہیں توبہ کر کے نہ مر جائے۔ میں نے منہ بند کر دیا کہ توبہ نہ کر سکے۔

روز قیامت چار اشخاص کا عذر

قیامت کے دن کچھ لوگ عذر پیش کریں گے۔ امیری، غریبی، بیماری اور غلامی کا عذر کریں گے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ اپنے نیک بندوں کو بلائیں گے اور انکے عذروں کا

جواب دیں گے۔

①......امیر لوگ کہیں گے ہماری دولت نے ہمیں مصروف رکھا لہٰذا عبادت نہ کر سکے۔ اللہ پاک حضرت سلیمان علیہ السلام کو بلائیں گے اور فرمائیں گے انکے پاس حکومت تھی اور تمہارے سے زیادہ مال تھا۔ انہوں نے میری عبادت نہیں چھوڑی۔

②...... بیمار لوگ کہیں گے ہم بیمار تھے۔ اللہ پاک حضرت ایوب علیہ السلام کو بلائیں گے اور فرمائیں گے کہ یہ تم سے کہیں زیادہ بیمار تھے لیکن انہوں نے عبادت نہیں چھوڑی۔

③......غلام کہیں گے ہم تو آزاد نہ تھے اس لیے آپ کا حکم کیسے پورا کرتے؟ اللہ رب العزت حضرت یوسف علیہ السلام کو بلائیں گے اور فرمائیں گے۔ یہ بھی غلام تھے اور مجبور کیے گئے تھے۔ لیکن انہوں نے میرے حکم کو نہیں چھوڑا۔

④......غریب لوگ کہیں گے ہم غریب تھے، غربت کی وجہ سے آپ کا ذکر و عبادت نہ کر سکے۔ اللہ پاک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بلائیں گے اور ان کے اس عذر کا جواب دیں گے کہ یہ تم سے بھی زیادہ غریب تھے۔

یہاں تک کہ ان کے پاس گھر بھی نہیں تھا۔ انہوں نے میری اطاعت نہیں چھوڑی۔

اس طرح چاروں قسم کے لوگ ناکام اور لاجواب ہو جائیں گے اور ان کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

(آتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام باقی انبیاء علیہ السلام سے ۴۰ سال بعد جنت میں جائیں گے (بوجہ بادشاہت) اور غریب لوگ ۵۰۰ سال پہلے جنت میں جائیں گے)

حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کا صبر

ہم گرمی پہ کیسے ہائے ہائے کرتے ہیں، میرے بھائیو! حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو سوچو، وہ اس امت کی ماں ہے، اس امت کی ماں پر کتنی بڑی تکلیف آئی ہے اور یہ اس

بات کو بتانے کے لیے ہے کہ اے امت محمد تمہارا کام یہ ہے کہ گھر کو چھوڑ کر دور دور تک میرے کلمے کو پہنچانا۔

اللہ نے پہلی اینٹ ہی ایسی مضبوط رکھوائی ہے کہ قیامت تک اس کی بنیاد نہیں ہل سکتی، ایک سال تک انتظار کیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام آئیں گے، تو کچھ ان کو سنائیں گے کچھ ان کی سنیں گے، یہاں لے آیا تھا، یہاں گیا تھا، پورا سال گزر گیا اور ابراہیم علیہ السلام ایک سال بعد آئے تو ایسی آزمائش لے کر آئے کہ پہلے سے بھی بات آگے چلی گئی۔

جب اونٹنی بٹھائی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام ڈیڑھ سال کے ہو چکے ہیں، تھوڑا تھوڑا چلتے ہیں، گھومتے ہیں، ان کو دیکھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دل بھر آیا، اور ماں تو خوش ہوتی ہے کہ باپ بچے کیساتھ پیار کریں اور بچے کے ساتھ ساتھ کھیلیں۔ انہوں نے سوچا کہ اب باپ بیٹے کے ساتھ رہے گا۔ کہا آئیں تشریف لائیں اتریں۔

تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا اللہ کا حکم ہے کہ سواری سے نہیں اتر سکتے۔ ادھر بیٹھے بیٹھے حال پوچھو۔

حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور کہا جو ہمارا رب کہتا ہے ہم بھی اس پر راضی ہیں آپ مجھے اجازت دیں میں آپ کا پاؤں دھوؤں، آپ کا ہاتھ دھوؤں آپ کا سر دھوؤں۔

کہا اتنی ہی اجازت ہے۔

پھر حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے ان کے سر، پاؤں، ہاتھ، آپ زمزم سے دھوئے۔ بچے کو پیار کیا پھر اونٹنی کو گھما کے روانہ ہو گئے۔

مظلوم بوڑھے آدمی کا واقعہ

ایک دفعہ فیصل آباد میں مسجد سے باہر پیدل چل رہا تھا کہ ایک بوڑھا ضعیف آدمی رو رہا تھا۔ میں نے پوچھا کیوں میاں، کیوں روتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ میرا روزانہ کا معمول ہے کہ فروٹ خرید کر اپنے بچوں کو روزی کما کر کھلاتا ہوں، لیکن آج

ظالموں نے میرے بچوں کی روٹی چھین لی۔ آج انکو کیا کھلاؤں گا۔ آج سیب کی پیٹی جب میں نے خریدی تو اوپر سے صحیح نکلے لیکن اندر سے فروٹ خراب، گلا سڑا پڑا ہے۔ آج اپنے بچوں کو کیا کھلاؤں گا۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا جائز منافع کو واپس کرانا

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے بیٹے نے کپڑا فروخت کیا۔ جائز منافع دو سو روپے تھے۔ لیکن بیٹے نے چار سو روپے منافع سے بیچا جو کہ زیادتی ہے۔ دو سو میں بھی بچت تھی۔ ڈانٹا، واپس کرایا۔ لیکن آج کے دور میں کوئی اس طرح کرتا ہے تو باپ بیٹے کو شاباش دیتا اور اس کی ہنرمندی قرار دیتا۔ قصور والو! اپنی تجارت کو جائز طریقے سے رکھو۔

ملک شام کے بادشاہ کا خواب

جب مسلمان ملک شام پر حملہ آور ہوئے اور اس کے دارالحکومت کے قریب پہنچ گئے تو قیصر جو تھا اس نے رات کو خواب دیکھا۔ اس نے تین چار لاکھ فوج اپنے دارالخلافہ کی حفاظت کے لیے رکھی ہوئی تھی اور مسلمان کل ۴۵ ہزار کی تعداد میں تھے۔ ۶ گناہ وہ فوج زیادہ تھی، دعوت تو اس کو پہنچ چکی تھی، دعوت پہنچنے کے بعد اللہ تعالیٰ باطل کی قوت کو توڑ دیتا ہے۔ وہ خواب میں اندر تخت پر بیٹھا ہوا ہے۔ اس کا لشکر سامنے ہے۔

آسمان سے ایک فرشتہ اترا، اس نے اسکے تخت کو پکڑا اور اُلٹا کر دیا تو وہ نیچے گر گیا۔ پھر اس کی ساری فوج کے ہتھیار چھین لیے۔ ایک لکڑی اٹھا کر اس کو گانٹھ بنا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑوایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دے دیا۔ جب اس کی آنکھ کھلی تو کہنے لگا کہ ملک شام میرے ہاتھوں سے گیا۔ اس کا ایک غلام تھا وہ بالکل اس کے مشابہ تھا۔ اس کو پہلے سے تیار کر کے رکھا تھا، اس کو بلایا، اپنا لباس اس کو پہنایا اور تاج اس کے سر پر رکھا۔ اپنے خزانے اور بال بچوں کو کشتیوں میں لاد کر راتوں رات نکل کر بھاگ گیا۔ اور کہا اے ملک شام! اب موت تک تیرے اندر نہیں آنا، تجھے آخری سلام۔

دین کے معاملہ میں مخلوق کو نہ دیکھو

ایک چھوٹی سی کتاب میں ایک کہانی تھی، باپ بیٹے دونوں گدھے پر سوار جا رہے تھے۔لوگوں نے کہا دیکھو یہ کیسے ظالم ہیں۔کمزور سا گدھا ہے دونوں اس پر بیٹھے ہوئے ہیں۔تو باپ نے کہا بیٹا تو اتر میں بیٹھا رہتا ہوں ورنہ لوگ اور بھی کچھ کہیں گے تا کہ ان کی زبان بند ہو جائے۔آگے کچھ اور لوگ کھڑے تھے انہوں نے کہا یہ باپ کیسا ظالم ہے،خود سوار ہے چھوٹے سے بچے کو پیدل چلا رہے ہیں،تو باپ نے کہا بیٹا تو اوپر آجا میں نیچے چلتا ہوں،ورنہ لوگ کیا کہیں گے تھوڑے لوگ آگے کھڑے تھے،انہوں نے کہا یہ کیسا نافرمان بیٹا ہے،خود سوار ہے اور باپ کو نیچے چلا رہا ہے۔اب بیٹا بھی سواری سے اتارا اور دونوں پیدل سواری کے ساتھ ساتھ چل دیے۔آگے کچھ لوگ کھڑے تھے۔

انہوں نے کہا کہ یہ کیسے پاگل لوگ ہیں؟ سواری ساتھ ہے اور پیدل چل رہے ہیں۔تو باپ نے کہا بیٹا اب کیا کریں تو بیٹے نے کہا گدھے کو سر پر اٹھالیں،گدھے کو سر پر اٹھا کر چل رہے ہیں۔تو وہ تصویر اب میرے ذہن میں ہے جو اسکول کے زمانہ میں کتاب میں دیکھی تھی۔

امام اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

حضرت امام اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ قرآن پڑھ رہے تھے،ایک بدو ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔جب امام اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نے آیت پڑھی "اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا ......الخ" چور مرد اور چور عورت کا ہاتھ کاٹو،آگے ہے "اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ" تو بدو کے کان کھڑے ہوئے کہنے لگا یہ کس کا کلام پڑھ رہے ہو۔تو انہوں نے کہا ہے کہ یہ اللہ کا کلام ہے تو بدو نے کہا "لَيْسَ كَلَامُ اللّٰهِ" یہ اللہ کا کلام نہیں ہے۔یہ اونٹ چرانے والا کہہ رہا ہے کہ یہ اللہ کا کلام نہیں ہے۔

تو پھر انہوں نے پڑھا کہ "وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ" بدو نے کہا یہ ہے کلام اللہ۔امام

نے کہا کیا تم عالم ہو؟ کہا نہیں، پھر تمہیں کیسے پتہ چلا کہ "اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ الرَّحِیْمٌ" ہے اور یہ "وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ" ہے۔

بدو نے کہا اللہ کے بندے پیچھے تو دیکھو کیا کہہ رہا ہے، چور کا ہاتھ کاٹ دو۔ اس کے حکم ساتھ غفور الرحیم کا لفظ جڑتا نہیں "لو غفور الرحیم لم یحکم بقطع عزیز حکیم ، عزیز حکیم" پیچھے حکم کے ساتھ جوڑ کھاتا ہے غفور رحیم پچھلے حکم سے جوڑ نہیں کھاتا۔ یہ باریکی آج کس کو سمجھ میں آسکتی ہے۔

حضرت ربیع بن عامر رضی اللہ عنہ کا واقعہ

یہ کام اس امت کو ملا ہے، اس لیے حضرت ربیع بن عامرؓ اللہ ان کو جزا دے۔ بات کو ایسے کھول دیا جیسا کہ روشن دان ہوتا ہے، رستم نے پوچھا یہ ایران کی فوج کا بڑا سالار لما ذاأتیت کیوں آئے ہو؟ بھوک کی وجہ سے کپڑا چاہیے، کیوں آئے ہو؟ ربیع بن عامر نے فرمایا نہیں، ان اللہ بعثنا آئے نہیں ہیں ہمیں اللہ نے بھیجا ہے:

((لِنُخْرِجَ الْعِبَادَ مِنْ عِبَادَةِ الْعِبَادِ اِلٰی عِبَادَةِ رَبِّ الْعِبَادِ وَمِنْ جَوْرِ الْاَدْیَانِ اِلٰی عَدْلِ الْاِسْلَامَ وَمِنْ ضَیْقِ الدُّنْیَا اِلٰی سِعَتِهَا وَاَرْسَلْنَا بِدِیْنِهِ اِلٰی خَلْقِهِ حَتّٰی نَنْقَضِی مَوْعِدَ اللّٰهَ ، فَقَالَ رُسْتُمْ :فَمَا مَوْعِدُ اللّٰهَ قَالَ :اَلْجَنَّةُ لِمَنْ قُتِلَ وَالْمُلْكَ لِمَنْ بَقیٰ))

ہمیں اللہ نے بھیجا ہے کہ جاؤ، میرے بندوں کو کفر سے نکال کر اسلام میں لے آؤ، میرے بندوں کو لوگوں کی غلامی سے نکال کر میرا غلام بنادو، لوگوں کی عبادت سے نکال کر میرا عبادت گزار بنادو، باطل کے ظلم سے نکال کر اسلام کے عدل پر لاؤ۔ دنیا کی تنگی سے نکال کر آخرت کی راحت پر لے آؤ، اللہ نے ہمیں دین دے کر بھیجا ہے۔ تمہیں دعوت دیں گے، یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ پورا ہو، اس نے کہا کیا وعدہ ہے اللہ کا؟ کہا ہم میں سے جو قتل ہوگا، جنت میں جائے گا اور جو زندہ رہے گا تمہارا مالک بنے گا۔

ڈاکوؤں کی توبہ کا واقعہ

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ قافلے میں علم حاصل کرنے کے لیے جارہے تھے، چودہ سال کی عمر تھی، راستے میں ڈاکہ پڑ گیا۔انہوں نے لوٹ لیا۔ یہ بچے تھے کسی کو خیال نہیں آیا کہ انکے پاس بھی کچھ ہوگا؟ایک ڈاکو نے ایسے ہی سرراہ پوچھا، بیٹا تیرے پاس کچھ ہے؟

کہاہاں ہے۔

کیاہے؟

کہا چالیس دینار ہیں۔

چالیس دینار کا مطلب تھا کہ وہ پورے سال کا راشن ہے۔تو بہت بڑی دولت تھی۔چالیس دینار،تو حیران رہ گیا۔کہنے لگا کہاں ہیں؟

کہا یہ میرے کپڑوں کے اندر سیئے ہوئے ہیں۔اندر کی آستین میں۔

اس نے کہا بچہ!اگر تو مجھے نہ بتاتا تو مجھے خبر نہ ہوتی کہ تیرے پاس ہیں تو نے کیوں بتایا؟

کہا میری ماں نے کہا تھا بیٹا سچ بولنا، چاہے جان چلی جائے۔اب یہ ماں کا سبق ہے نا اور جب ماں کو ہی نہ پتا ہو کہ سچ بولنے میں نجات ہے تو وہ بچے کو کیا بتائے گی؟

تو وہ ڈاکو ان کو پکڑ کر ڈاکوؤں کے سردار کے پاس لے گئے کہا کہ سردار اس بچے کی بات سنو تو اس نے ساری کہانی سنادی تو سردار نے کہا! کیوں تو نے بتادیا؟

نہ بتاتا تو ہمیں پتہ نہ چلتا، کہا مجھے میری ماں نے کہا تھا جھوٹ نہ بولنا سچ بولنا چاہے جان چلی جائے۔

اس پر ڈاکوؤں کا سردار اتنا رویا کہ اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی کہ اے اللہ! یہ معصوم بچہ اپنی ماں کا اتنا فرمانبردار ہے اور میں پورا مرد جوان ہو کر تیرا نافرمان ہوں، مجھے معاف کردے۔سارے ڈاکوؤں سے توبہ ہوئی، اسکا ذریعہ وہ ماں بنی جو گیلان میں

بیٹھی ہوئی ہے جس کو پتہ بھی نہیں ہے کہ اسکا بچہ کہاں سے کہاں تک پہنچ گیا۔

انگلستان جانے والی جماعت کا واقعہ

۱۹۸۲ء میں جب ہم انگلستان گئے تھے تو ہمارے ساتھ ڈاکٹر امجد صاحب تھے، ان کی عادت ایسی تھی کہ گوروں کو بھی دعوت دینا شروع کر دیتے تھے تو ایک گورے کو دعوت دی تو اس نے کہا اسلام سے تو مجھے پیار ہے لیکن مسلمانوں سے نفرت ہے۔ اسلام اچھا مذہب ہے اور مسلمان برا ہے۔

دوسرے صاحب نے کہا کہ پہلے آپ عملی طور پر مسلمان ہو جایئے تو پھر ہم مسلمان ہو جائیں گے۔ اس تبلیغ کی محبت کے ذریعہ سے ایک تو پورا دین سکھانے کی دعوت دی جارہی ہے کہ ہم پہلے پورے دین کو سیکھیں اور اگلی بات کے لیے ذہن بنایا جارہا ہے کہ ساری دنیا کے انسانوں کے پاس بھی اللہ کا پیغام لے کر جانا پڑے تو ہمیں جانا ہے۔

یہ دعوت الی اللہ جو ہماری ذمے داری ہے، اس پر تو یہ سارے مراتب اور فضائل ہیں۔ اس وقت اسلام میں جو دیر ہو رہی ہے ہماری وجہ سے ہو رہی ہے۔

نماز کو دیکھ کر ایک کافر کا مسلمان ہونا

ہم دو سال پہلے کینیڈا گئے۔ ہمارے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا، وہاں پر پوری دنیا کی سب سے بڑی آبشار گرتی ہے (جس کو نیا گرآبشار کہتے ہیں) لاکھوں انسان وہاں پر دیکھنے کے لیے آئے ہوئے تھے، ہم اس کے قریب سے گزر رہے تھے تو نماز کا وقت ہو گیا تو ہم نے یہیں نماز پڑھنے کا ارادہ کرلیا۔ ہم نے ایک طرف ہو کر اذان دی اور چادریں بچھائیں تو ایک امریکن کرسی پر بیٹھ کر ہمیں دیکھتا رہا۔ پھر اسی آبشار کی نہر سے وضو کیا، اور نماز کی تیاری کرنے لگے تو وہ کہنے لگا کہ آپ مسلمان ہیں؟ ہم نے کہا ہاں، ہم مسلمان ہیں۔

تو اس نے کہا کہ میرے بھی کچھ دوست مسلمان ہیں، جب ہم نماز سے فارغ

ہوئے تو وہ ہمارے قریب ہو گیا تو کچھ ساتھیوں نے کہا کہ آپ مسلمان کیوں نہیں ہو جاتے؟

تو کہنے لگا کہ میرا دل چاہتا ہے، مگر شاید میری بیوی نہ مانے۔ تو میں نے کہا کہ کوئی اور بیوی اللہ تعالیٰ دے دے گا اس کی کیا بات ہے؟ تو وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا تو ہم نے اس کو اسلامک سینٹر کا پتہ دے دیا کہ آپ وہاں تشریف لے جایئے، انشاء اللہ مزید رہنمائی مل جائے گی۔ اس وقت جو دیر ہو رہی ہے۔ یہ ہماری طرف سے ہو رہی ہے کہ ہم تبلیغ کو اپنا کام بنا کر دین سیکھ کر پوری دنیا میں پھیل جائیں تو ملکوں کے ملک اسلام میں آئیں گے۔

اب آپ بولیے اور بتایئے کون کون تیار ہے اس کے لیے۔ اب آپ کی باری ہے ہم نے اپنی بات عرض کر دی، اب آپ فرمائیں کہ کون چار چار ماہ کے لیے نقد تیار ہے۔

غیر مسلم کا قرآن کو پڑھتے ہوئے مسلمان ہو جانا

یوسف اسلام جو بڑا چاؤ رسز تھا۔ یہ نشہ بہت کرتا تھا، اس نشے میں بیمار ہوا، ہسپتال میں زیر علاج تھا، اسی دوران اس کو کسی نے قرآن دے دیا، وہ قرآن پڑھتا رہا کہنے لگا کہ میرے ذہن میں تو یہ خیال آتا تھا کہ یہ تین خدا کیسے ہو سکتے ہیں؟ یہ تین خدا کا کیا تصور ہے۔

جب قرآن پڑھتے پڑھتے اس سورت پر پہنچا قل ھو اللّٰہ...... الخ وہیں میرے دل میں اسلام اتر گیا۔ اس سے زیادہ کامل اکمل تعریف کسی کی نہیں ہو سکتی۔ جب یہ ہمارے پاس آئے تو بڑی داڑھی، بڑی پگڑی، جیسے کوئی مدرسہ کا فارغ التحصیل آ رہا ہے، تو یہ قرآن پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قربانی

کافروں سے مقابلہ میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کا ایک ہاتھ کٹ گیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

مسجد میں تشریف فرما تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے پردے اٹھ گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہائے! جعفر آگے بڑھا، اس کا ایک ہاتھ کٹا، دوسرا ہاتھ کٹا، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں بیٹھ کر بتا رہے ہیں کہ جعفر دو ٹکڑے ہو گیا وَدَخَلَ الْجَنَّةَ اور جنت میں داخل ہو گیا۔

ایک اسپینش کا خواب

رائے ونڈ میں اسپین سے ایک ساتھی چار مہینے لگانے آیا۔ اس سے پوچھا کہ کیسے مسلمان ہوئے۔ کہنے لگا میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بڑا آگ کا الاؤ ہے جس میں لوگوں کو پھینکا جا رہا ہے۔ اچانک ایک آواز میں نے سنی۔ کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا، اگر تم اس آگ سے بچنا چاہتے ہو تو اسلام لے آؤ، کلمہ پڑھ لو، پھر میں نے قرآن کا مطالعہ کیا اس طرح مسلمان ہو گیا۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا دس لاکھ درہم معاف کرنے کا واقعہ

ایک صحابی رضی اللہ عنہ دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ کے پاس جاتے ہیں کہ جناب آپ نے مجھے دس لاکھ روپے دینے ہیں، کہنے لگے، جب چاہیں آ کے لے جانا، میرے بھائی محترم جب گھر میں آئے اور اپنا حساب دیکھا تو لینے نہیں دینے تھے۔ اب اس کا ظرف دیکھیں کہ اس کا بھی پتہ ہے کہ لینے ہیں، دینے نہیں ہیں اور پیسے بھی کوئی تھوڑے نہیں ہیں، دس لاکھ روپے ہیں اور وہ بھی آج سے چودہ سو سال پہلے۔ جب ان کو پتہ چلا کہ دینے ہیں۔ لینے نہیں تو بھاگے بھاگے آئے اور کہا ارے عبداللہ بن جعفر! جو ہوا بھائی معاف کرنا، وہ روپے تو میں نے تمہارے دینے تھے۔

فرمایا چل وہ میں نے تمہیں ہدیہ کر دیے، اب اللہ نے اتنا دے دیا کہ حساب ہی نہیں، یہ اس کا بیٹا ہے جو حبشہ کی ہجرت کر کے بھوکوں پر بھوک گزاری، وطن سے دور وقت گزارا اور موتہ کے میدان میں بھوکے پیاسے جان دے دی۔ آج انہی کو اللہ تعالیٰ

رزق دے رہا ہے کہ دس لاکھ روپے لینے تھے اور وہ غلطی سے کہہ رہا ہے کہ تو دے، صرف اس بات پر مسلمان کا خیال رکھتے ہوئے کہ میں نے معاف کردیا، اللہ نے دنیا بھی بنائی، آپ یقین کریں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا اور آخرت کی کامیابیاں لے کر آئے ہیں لیکن ہم ان کے لیے اٹھتے ہی نہیں۔

یہ دنیا تو ہر ایک کو جدا کردے گی

اس دنیا میں ہم مسافروں کی طرح ہیں۔ پہلے ہماری روحیں عالم ارواح میں تھیں پھر ماں کے پیٹ میں اور پھر اس دنیا میں آئے، یہاں سے قبر میں چلے جائیں گے، پھر حشر میں اور بالآخر جنت میں یا جہنم میں قیام ہوگا۔

میرے والدین کبھی کبھی رویا کرتے تھے کہ ہم نے تجھے جنا تو کس کام آیا؟

ایک بیٹی لاہور میں، ایک فیصل آباد میں، تو ہر وقت تبلیغ میں، کبھی کہیں ملتا کبھی کہیں۔

ہم دونوں اکیلے، مجھے بھی کبھی رونا آجاتا، میں کہتا بس ابا جان! چند دنوں کی بات ہے، پھر اللہ ایسا اکٹھا کرے گا پھر کبھی جدائی نہیں ہوگی۔

والدین کا انتقال ہوا، چند ساتھیوں نے انہیں خواب میں دیکھا۔ بارہ دری میں بیٹھے تھے۔ پوچھا آپ چلے گئے؟

انہوں نے کہا ہم تو بھائی جنت کے تختوں پر ہیں۔ آمنے سامنے بیٹھے ہیں۔ کہا آپ ہمیں چھوڑ کر چلے گئے۔ کہا نہیں، نہیں، عنقریب ہم سب اکٹھے ہو جائیں گے۔

تو اکٹھے ہونے کی جگہ تو اللہ تعالیٰ نے جنت بنائی ہے۔ دنیا تو دنیا کے کاروبار بھی جدا کردیتی ہے۔ اور اگر دین کے لیے جدائی ہوگئی تو پھر کون سی بڑی بات ہے۔

میری بہنو! صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم، ان کے لیے تو جنت واجب تھی، پھر بھی گھروں کو چھوڑا قبریں ان کی بنیں پہاڑوں میں، صحراؤں میں، میدانوں میں۔

چار آنوں سے کروڑوں بنانے والا

کین ٹیکسٹائل کا مالک میاں شفیع گاڑی میں جا رہا تھا۔ سامنے پکوڑے والا کھڑا تھا۔ انہوں نے پوچھا یہ پکوڑے کیسے دے رہے ہیں۔

یہ چار آنے پاؤ یہ آٹھ آنے پاؤ۔

انہوں نے کہا یہ چار آنے پاؤ والے دے دو۔

ڈرائیور نے کہا میاں اتنی بڑی مل لگائے بیٹھے ہو ابھی تک چار آنے کے اندر رہتے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ چار آنے اور آٹھ آنے نہ گنتا تو مل لگاتا؟ یہ چار آنے اور آٹھ آنے گنے ہیں تو مل لگی۔

دلچسپ لطیفہ

ایک پٹھان مرید ہو گیا۔ مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کا، دہلی میں رہتے، کچھ اردو بھی سیکھ گیا۔ ایک دن وہ بیٹھا۔

حضرت نے فرمایا کہ خان صاحب صراحی لاؤ پانی والی۔

تو وہ خان صاحب جب اٹھے تو حضرت کو خیال ہوا کہ کہیں یہ صراحی توڑ نہ دے، تو دہلی کی زبان میں صراحی کے پینڈے کو پیٹ کہتے ہیں۔ تو ان کو خیال آیا کہ ان کو اوپر سے اٹھانا چاہیے، نیچے سے سہارا دینا چاہیے تو انہوں نے نیچے سے کہا خان صاحب پیٹ کو پکڑ کر اٹھانا۔ خان صاحب نے ایک ہاتھ سے پیٹ کو پکڑا اور ایک ہاتھ سے صراحی کو۔

حاجی عبدالوہاب صاحب اور فکر امت

حاجی عبدالوہاب صاحب ہسپتال میں داخل ہوئے دل کی تکلیف کی وجہ سے۔ ڈاکٹروں نے منع کیا ہوا تھا کہ بولنا نہیں، اور وہ بولتے رہتے۔ ڈاکٹروں نے کہا یہ تو چپ ہی نہیں ہوتے تو مفتی صاحب تشریف لائے تو انہوں نے سلام کیا حاجی عبدالوہاب

صاحب نے وعلیکم السلام کہا۔

مفتی صاحب نے کہا تم نے مجھے وعلیکم السلام کیوں کہا؟ جب کہ آپ کو خاموشی سے جواب دینا چاہیے یہ مفتی صاحب کہہ رہے ہیں۔ سلام کرنا سنت اور جواب دینا واجب، یہ واجب چھڑوا رہے ہیں کہ تم نے مجھے جواب کیوں دیا، جبکہ ڈاکٹروں نے کہا ہے کہ خاموش رہو۔ جان بچانا فرض ہے، جان بچے گی تو دوسروں کے حقوق ادا ہوں گے اور اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ نبی کا حق تیری جان سے زیادہ ہے۔

ایک عورت کا حسنِ انتخاب

حجاج کے دربار میں کیس آیا، تین آدمی تھے، ان کے قتل کا حکم دیا۔ ایک خاتون تھی ساتھ، اس نے کہا چھوڑ دے، تیری بڑی مہربانی۔

کہنے لگا ایک چن لے، ایک بیٹا تھا، ایک خاوند تھا، ایک بھائی تھا۔

تو حجاج سے کہنے لگی خاوند دوسرا بھی مل جائے گا، بچے اور بھی پیدا ہو جائیں گے، میرے ماں باپ مر گیا، بھائی اب کوئی نہیں ملے گا، میرا بھائی چھوڑ دے باقی سب کو قتل کر دے۔

تو حجاج نے کہا کہ میں تیرے حسن انتخاب پر تینوں کو چھوڑتا ہوں۔

بھائی بھائی سے لڑے پیسے پر، جائیداد پر، فیکٹری پر، چند ٹکوں پر، بہنیں، بہنوں سے لڑیں، زیور پر، کپڑوں پر، رشتوں پر، کیا ظلم وستم، کیا دیوانگی۔

دو عورتوں کا عجیب واقعہ

ایک بزرگ ہیں ان کا نام ہے حضرت ہاشم رحمۃ اللہ علیہ وہ کہتے ہیں میں سفر میں تھا تو میں ایک خیمے میں اترا۔ مجھے بھوک لگی ہوئی تھی، اس خیمے میں ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی۔

میں نے کہا کہ بہن بھوک لگی ہے کھانا مل جائے گا؟

کہنے لگی کہ میں مسافروں کے لیے کھانا پکانے بیٹھی ہوں؟ جا اپنا راستہ لے۔

کہنے لگے کہ بھوک ایسی تھی کہ میں اٹھ نہ سکا میں نے سوچا کہ یہیں ستا کر چلا جاؤں گا۔ اتنے میں اس کا خاوند آ گیا، اس نے مجھے کہا، مرحبا کون ہیں؟

کہا میں مسافر ہوں۔

کھانا کھایا؟

نہیں کھایا۔

کیوں؟

مانگا تھا ملا نہیں۔

کہا ظالم تو نے اسے کھانا ہی نہ کھلایا۔

اس نے کہا مسافروں کے لیے بیٹھی ہوں۔ مسافروں کو کھلا کھلا کر اپنا گھر خالی کرلوں۔

ایسی بداخلاقی میں خاوند نے بیوی سے کوئی بدتمیزی نہیں کی۔ کہا کہ اللہ تجھے ہدایت دے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ بہترین مرد وہ جو بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

انہوں نے کہا اچھا، تو اپنا گھر بھر لے۔ پھر اس نے بکری ذبح کی، اس کو کاٹا اور گوشت بنایا، پکایا کھلایا اور ساتھ پھر معذرت بھی کی اور ان کو روانہ کیا۔

چلتے چلتے آگے ایک جگہ پہنچے۔ اگلی منزل پر بھی ایک خیمہ آیا۔ وہاں پڑاؤ ڈالا تو ایک خاتون بیٹھی تھی۔ کہا بہن مسافر ہوں کھانا مل جائے گا۔

اس نے کہا مرحبا اللہ کی رحمت آ گئی، اللہ کی برکت آ گئی۔

اب میں آپ کو سچ بتاؤں، ہماری بوڑھیاں، دادیاں ہم نے اپنی پڑدادی کو بھی بچپن میں دیکھا۔ کوئی مہمان آتا وہ خوش ہو کر کہتیں اللہ کی برکت آ گئی، نوکرانیوں کو ہٹا کر خود کام کرنا شروع کر دیتیں۔ اور اب جب ساری سہولتیں ہیں اس وقت یہ کہتی ہیں کہ یہ بے وقت آ گیا ان کو وقت کا احساس نہیں ہوتا اور آ جاتے ہیں، بھائی کا کوئی وقت ہوتا ہے؟

تو اس خاتون نے کہا ماشاء اللہ مہمان آ گیا، برکت آ گئی۔ جلدی سے بکری ذبح کی، پکائی اور پکا کر اس کے سامنے رکھی تو اس پر اس کا خاوند آ گیا۔

اس نے کہا کون ہے تو؟

کہا جی میں مہمان ہوں۔

یہ انگوٹھی کہاں سے لی؟

جی آپ کی بیگم نے دی۔

تو اس نے اپنی بیگم پر چڑھائی کر دی۔ تجھے شرم نہیں آتی۔ مہمانوں کو کھلا کر میرا گھر خالی کر دے گی۔

تو ان کی ہنسی نکل گئی۔ زور سے قہقہہ لگایا تو وہ کہنے لگا کیوں ہنستے ہو؟

کہنے لگا کہ پیچھے اس کا الٹ دیکھا تھا، کہنے لگا کہ جانتے بھی ہو وہ کون ہے۔ کہا کہ وہ میری بہن ہے یہ اس کی بہن ہے۔

حضرت فروخ رحمۃ اللہ علیہ اور فکر امت

حضرت فروخ تابعین میں سے ہیں۔ بیوی حاملہ تھی۔ کہنے لگے اللہ کے راستے میں جانے کی آواز لگ رہی ہے چلا نہ جاؤں؟

بیوی کہنے لگی میں تو حاملہ ہوں میرا کیا بنے گا؟

کہا تو اور تیرا حمل اللہ کے حوالے۔ ان کو تیس ہزار درہم دے کر گئے کہ یہ تو خرچہ رکھ اور میں اللہ کے راستے میں جاتا ہوں۔

کتنی خزائیں اور کتنی بہاریں آئیں اور کتنے دن صبح سے شام میں بدلے، شام ڈھل کر صبح میں بدلی، پر فروخ نہ آیا۔ سال، دو، تین چار، پانچ، دس، بیس، پچیس، ستائیس، انتیس، تیس سال گزر گئے، ایک عورت نے دیوار کے ساتھ جوانی گزار دی، فروخ لوٹ کے نہ آیا تیس سال گزر گئے۔

ایک دن ایک بڑے میاں مدینے کی گلیوں میں داخل ہوئے۔ بڑا گندا، شکستہ حال،

بڑھاپے کے آثار اور اپنے گھوڑے پہ چلے آرہے ہیں۔تیس برس میں ایک نسل ختم ہوجاتی ہے،اب یہ پریشان ہیں،کوئی مجھے پہچانے گا کہ نہیں پہنچانے گا؟ وہ مرگئی یا زندہ ہے؟ کیا ہوا؟ کیا بنا؟ گھر وہی کہ بدلا؟ انہیں پریشانیوں میں غلطاں وپیچاں گھر کے دروازے پر پہنچے۔پہچانا کہ وہی ہے۔

اندر جو داخل ہوئے تو گھوڑے کی آواز،اپنی آواز،ہتھیاروں کی آواز۔بیٹا بیدار ہوگیا۔دیکھا تو ایک بڑے میاں چاندنی میں کھڑے ہوئے ہیں۔تو ایک دم جھپٹے اور اس پر لپکے اور گریبان سے پکڑا،جان کے دشمن،تجھے شرم نہیں آئی؟ بڑھاپے میں مسلمان کے گھر بن اجازت داخل ہوئے ہو؟ایک دم جھٹکا دیا جھنجھوڑا۔

وہ ڈر سے گھبرا گئے۔وہ سمجھے کہ شاید میں غلط گھر میں آگیا ہوں۔میرا گھر بک گیا،کوئی اور اس میں آگیا۔کہنے لگے،بیٹا! معاف کرنا غلطی ہوگئی۔میں سمجھا میرا ہی گھر ہے۔تو ان کو اور غصہ چڑھا۔

کہنے لگا اچھا،ایک غلطی اور اب گھر ہونے کا دعویٰ بھی۔چلو،میں ابھی تجھے قاضی کے پاس لے چلتا ہوں،تیرے لیے وہ سزا تجویز کرے گا۔اب یہ چڑھ رہے ہیں وہ دب رہے ہیں۔ادھر بڑھاپا ادھر جوانی،ادھر سفروں نے مار دیا،ہڈیاں کھوکھلی ہوگئیں،اور پھر شک بھی ہے کہ پتہ نہیں میرا گھر ہے یا کسی اور کا؟

اسی کشمکش میں اوپر سے ماں کی آنکھ کھلی۔اس نے کھڑکی سے دیکھا تو فروخ کا چہرہ بیوی کی طرف۔تو جب اس کی اوپر سے نظر پڑی تو تیس سال کے دریچے کھل گئے اور بڑھاپے کی جھڑیوں میں سے فروخ کا چمکتا چہرہ نظر آنے لگا اور اس کی ایک چیخ نکلی۔

اے ربیعہ!

اور ربیعہ کے تو پاؤں تلے سے زمین نکل گئی،یہ میری ماں کیا ہوا؟ دیکھا تو اوپر کھڑی ہوئی،اے ربیعہ!

کیا ہوا اماں؟

کون ہے؟

پتہ نہیں۔

اے ظالم باپ سے لڑ پڑا، تیرا باپ ہے، جس کے لیے تیری ماں کی جوانی گزر گئی اور اس کی رات دن میں ڈھل گئی، بال جس کے چاندی بن گئے، یہ وہ ہے، تیرا باپ! جس کے لیے میں نے ساری زندگی کاٹ دی۔

ربیعہ تو پاؤں پر پڑ گئے، معافی نامے ہو رہے ہے، رات کارگزاری میں گزر گئی۔ فجر کی اذان پہ اٹھے، کہنے لگے، ربیعہ کہاں ہے؟

کہا وہ تو پہلی اذان سے چلا جاتا ہے۔

یہ گئے تو نماز ہو چکی تھی۔ اپنی نماز پڑھی، روضہ اطہر مسجد سے باہر ہوتا تھا۔ آگے صلوٰۃ وسلام پڑھنے لگے، پڑھتے پڑھتے جو مسجد کی طرف نظر پڑی تو یوں مجمع بھرا پڑا اور ایک نوجوان حدیث پڑھا رہے ہیں دور سے دیکھا، نظر کمزور تھی، پتہ نہ چلا کون ہے؟ ادھر ہی پیچھے بیٹھ گئے اور سننا شروع کر دیا۔ حدیث پاک کا درس ہو رہا ہے، جب فارغ ہوئے تو برابر والے سے کہنے لگے:

بیٹا! یہ کون تھا جو درس دے رہا تھا؟

اس نے کہا آپ جانتے نہیں، آپ مدینے کے نہیں ہیں؟

کہنے لگے بیٹا مدینے کا ہوں، آیا بڑی دیر سے ہوں۔

کہا یہ ربیعہ ہیں، مالک کے استاد، سفیان ثوری کے استاد، ابو حنیفہ کے استاد وہ اپنے جوش میں تھا، تو سنتے سنتے کہنے لگے:

بیٹا لَمْ تَنسُبْهُ اِلَيَّ تو نے یہ تو بتایا نہیں بیٹا کس کا ہے؟

کہا، اس کے باپ کا نام فروخ تھا، اللہ کے راستے میں چلا گیا۔

ان مشقت کی وادیوں میں اسلام نے سفر کیا ہے، اور تب ابراہیم مسجد کی چھت تلے آیا ہے اور تب یہ مجمعے جمع ہوئے ہیں۔ تو آج پھر اس کی پکار ہے کہ فروخ جیسے پھر

کھڑے ہوں اور گھروں کو قربان کریں، اپنے جذبات پہ پتھر رکھیں اور کہیں کہ اچھا زندہ رہے تو ٹھیک نہیں تو قیامت کے دن ملاقات ہو جائے گی۔

والدہ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنانے والے کا واقعہ

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ہم گشت پر جا رہے تھے۔ ایک آدمی نے اپنا گھر اور اپنا مال و دولت سب کا سب عیاشی میں اڑا دیا۔ آخر جب سب کچھ ختم ہو گیا تو صرف مکان باقی رہ گیا۔ اب اس کے ایک دوست نے مشورہ دیا کہ اب اپنی والدہ کو قتل کر دو اور پھر مکان کو بھی فروخت کر دو۔ اور خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ جب ہم وہاں پہنچے تو وہ دوست بھاگ گیا۔

پھر جب ہم نے ان سے اللہ و رسول کی بات کی، اس نے کہا مولانا آپ نے ہم پر بہت بڑا احسان کیا۔ ورنہ میں نے اپنی والدہ کا قتل کرنے کا پروگرام بنایا تھا شراب نوشی اور عیاشی کے لیے۔

حضرت مولانا طارق جمیل صاحب اور فکرِ امت

حضرت مولانا طارق جمیل صاحب دامت برکاتہم نے دارلعلوم کورنگی کی ایک مجلس میں ایک واقعہ سنایا۔ اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ مولانا کے سینے میں امت کا کتنا درد اور غم ہے۔ امت کی کتنی فکر ہے۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک گاؤں میں میری تشکیل ہو گئی۔ میں متکلم تھا، میں ایک دکاندار کے پاس گیا۔ میں نے اس سے کہا بھائی ذرا بات سنو گے؟ کہنے لگا نہیں سننی۔ میں نے کہا چچا ہم سے کیا غلطی ہو گئی؟

کہنے لگا ''تاڈا مذہب اور ہے ساڈا مذہب اور ہے'' یعنی تمہارا مذہب اور ہے ہمارا مذہب اور ہے۔ (حقیقت میں وہ بدعتی تھا)

میں نے اس سے کہا چچا اذان ہو گئی ہے، ہمارے ساتھ نماز کے لیے چلو!

کہنے لگا مولوی کمانا بھی تو فرض ہے۔

میں نے کہا اس سے بڑا فرض نماز ہے۔

کہنے لگا مولوی سر نہ کھا۔

مولانا نے اس سے کہا آج تو سر کھانا ہی پڑے گا۔

مولانا نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑ لیے کہ تو میری بات سن لے۔

اس نے بھی ہاتھ جوڑ کے کہا اللہ کے واسطے سر نہ کھا۔

اللہ کے واسطے نہ سُنا۔

مولانا نے کہا کہ میں نے اس کی داڑھی پکڑ کر کہا اللہ کے واسطے میری بات سن لے۔ اس نے میرے ہاتھوں کو جھٹکا دیا اور اٹھ کھڑا ہو گیا اور باہر نکل گیا۔ مولانا کہنے لگے کہ میں نے دل میں کہا اب تو سنا کر ہی دم لوں گا۔

اتنے میں ایک اور آدمی کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ یہ تمہیں کیا کہتے ہیں۔ سن لو ان کی بات۔

تو اس کا دل تھوڑا نرم ہو گیا۔ کہنے لگا مولوی! بول کیا بولتا ہے؟ میں نے اس کو تھوڑی سی دعوت دی جو گشت میں دیتے ہیں۔ میں نے اس سے کہا کہ چلو مسجد میں۔ اس وقت اس نے انکار کیا۔ خیر اس کو پکڑ دھکڑ کر مسجد میں لائے۔ پھر مولانا نے کہا اتفاق سے نماز کے بعد بیان بھی میرا ہی تھا۔

جب تشکیل کا وقت آیا تو سب سے پہلے اس نے کھڑے ہو کر چار مہینے لکھائے، بعد میں اس نے معافی بھی مانگی۔۔ ایسے ہزاروں نمونے اس دنیا میں پھر رہے ہیں۔ پھر اپنے بارے میں فرمایا کہ ہم بھی خود ان میں سے تھے کہ ایک سال تک تبلیغ والے میرے گھر کے دھکے کھاتے رہے۔

ایک حافظ قرآن کا عجیب واقعہ

یہ واقعہ حضرت مولانا طارق جمیل صاحب دامت برکاتہم نے خود سنایا۔ ارشاد فرمایا کہ گوجرانوالہ کا ایک بہت بڑا تاجر تھا۔ اللہ نے اسے تبلیغ میں نکالا۔ اس کی برکت سے اس نے اپنے بیٹے کو سکول سے اٹھا کر مدرسہ میں داخل کرا دیا۔ اس کا نام عبداللہ تھا۔ وہ

بہت خوب صورت تھا لمبا چوڑا نوجوان تھا۔ حافظ قرآن تھا۔ مولانا فرمانے لگے کہ پڑھائی کے اعتبار سے وہ مجھ سے ایک سال پیچھے کے درجے میں تھا۔ رات کو جب ہم تہجد میں اٹھتے وہ چائے بناتا، خود بھی پیتا مجھے بھی پلاتا اور قرآن ایسا پڑھتا کہ جی چاہتا کہ پڑھتا ہی چلا جائے۔

جب دورہ حدیث سے فارغ ہوا تو اس کی اور میری آخری ملاقات رائے ونڈ میں ہوئی۔ (حضرت مولانا طارق جمیل صاحب اور عبداللہ یہ دونوں رائے ونڈ ہی کے مدرسے میں پڑھتے تھے۔) میں جماعت میں چلا گیا۔ کراچی میں میری تشکیل ہوئی۔

میرے جانے کے بعد اس نوجوان کو برین ہیمرج ہوگیا۔ وہ نوجوان ۳ دن سکرات میں رہا۔ اس حالت میں بھی قرآن پڑھتا تھا۔ اسی مرض میں اس کا انتقال ہوگیا۔ اس کا باپ ایسا عجیب کہ اس کو اٹھا کر فوراً مدرسہ میں لے آیا۔ حتیٰ کہ قریبی رشتہ دار تک اس سے نہ مل سکے۔ پھر اسے رائے ونڈ کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔

مولانا فرمانے لگے کیوں کہ وہ میرا قریبی اور جگری دوست تھا اس لیے جب مجھے اس کے انتقال کی خبر ملی تو میں نے اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ تو مجھے دکھا دے کہ تو نے اسکے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اللہ کی شان وہ وقت دعا کی قبولیت کا تھا۔ بہرحال میں نے ایک رات عبداللہ کو خواب میں دیکھا کہ سفید لباس پہنے ہوئے میں نے کہا عبداللہ تمہارا کیا حال ہے؟

تو اس نے سورۃ یٰسین کی آیات "اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ" سے لے کر "سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِيْمِ" تک پڑھیں۔ اور کہنے لگا ارے طارق! کیا پوچھتے ہو، جنت میں ہم جو چاہتے ہیں ہمارا رب ہمیں دیتا ہے اور سب سے بڑھ کر اللہ ہمیں بھی سلام کرتا ہے۔

میں نے اس سے پوچھا کہ اے یار! تمہیں موت میں کوئی تکلیف ہوئی؟ کہنے لگا اللہ کی قسم کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ بس ایک فرشتہ میرے پاس آیا، اس نے میرے شانے کو ہلایا اور کہا کہ عبداللہ چلو اللہ تمہیں بلاتا ہے۔ میں اس کے ساتھ چل دیا۔ میں نے

پوچھا کہ تیری روح کیسے نکلی؟ اس نے اشارہ کر کے بتایا کہ ایسے ہی نکل گئی۔

اس خواب کے بعد ایک دن میری ملاقات اس کی والدہ سے ہوئی۔ میں نے ان سے خواب کا تذکرہ کیا تو ان کے دل میں بھی بیٹے کو دیکھنے کی تڑپ پیدا ہوئی۔ پھر ایک دن عبداللہ کے والد میرے پاس آئے، وہ بڑے خوش نظر آرہے تھے۔ کہنے لگے مولوی صاحب میں نے بھی اپنے بیٹے کو خواب میں دیکھا کہ وہ بستر لٹکائے جارہا ہے۔ (بستر لٹکانے سے مراد یہ بنتا تھا کہ وہ نوجوان اللہ کے راستے میں دردر پھرتا تھا۔ جماعت کی صورت میں اور بستر بھی ساتھ ہوتا تھا تو اللہ کو اس کی یہ ادا پسند آگئی) اور ایک لمبی سی دیوار اس کے سامنے آئی اور وہ اس دیوار کے دروازے سے اندر چلا گیا۔

عبداللہ کے والد کہنے لگے جب میں نے دیوار کو دیکھا تو دیوار پر لکھا ہوا تھا۔ ''رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ'' اللہ اس سے راضی ہوگیا اور وہ اللہ سے راضی ہوگیا۔

شرابی عاشق خدا بن گیا

بیلجیئم میں جماعت گئی، جس علاقے میں جماعت پہنچی تھی وہاں بے دینی بہت زیادہ تھی۔ اور لوگ تبلیغ سے متعارف بھی نہیں تھے۔ وہاں پر لوگوں سے کہا کہ گشت کراؤ۔ پر کوئی گشت کروانے کے لیے تیار نہ ہوا۔ پھر امام مسجد کو تیار کیا کہ وہ گشت کرائے۔ وہ وہاں کے شراب خانے میں لے گئے۔

شراب خانے میں چار نوجوان بیٹھے ہوئے تھے۔ اتفاق سے وہ چاروں مسلمان تھے۔ جماعت والے نے ان سے دین کی اور فکرِ آخرت کی بات کی تو ان میں ایک لڑکا جس کا نام عبداللہ تھا وہ مسجد میں آنے کے لیے تیار ہوگیا۔ اس کو مسجد میں لائے، نہلا دھلا کر نماز پڑھائی۔ اس سے اللہ کے راستے میں نکلنے کی بات کی تو وہ دس دن کے لیے تیار ہوگیا۔

جب وہ اللہ کے راستے میں دس دن لگا کر واپس آیا تو اسکے دل میں آخرت کی فکر اور اللہ کو راضی کرنے کا جذبہ پیدا ہو چکا تھا۔ دس دن لگانے کی یہ برکت ہوئی کہ اس نے اپنے محلے میں دین کی محنت شروع کر دی اور شراب خانے کا مالک اس کا دوست تھا۔ اس

شرابی کی محنت سے شراب خانے کے مالک نے تین دن اللہ کے راستے میں لگائے اور وہ بھی دیندار بن گیا۔ حتیٰ کہ اس نے شراب خانہ بند کر دیا۔

فلپائن میں تبلیغ کے اثرات

ہماری جماعت فلپائن گئی تو وہاں عورتوں میں بیان ہوا۔ بیان کے بعد ساٹھ عورتوں نے کہا کہ ہمارے لیے برقعے لے کر آؤ۔ چناں چہ انہوں نے اپنے گھروں سے برقعے منگوائے۔ پھر وہاں سے باہر نکلیں اور اس کے اثرات یہ ہوئے کہ اپنے بچوں کو رائے ونڈ مدرسے میں بھیجا۔ قرآن کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے۔ اور ان کو جب یہ پتہ چلا کہ ساری دنیا سے لوگ اپنے اپنے بچوں کو رائے ونڈ میں قرآن و حدیث کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے بھیج رہے ہیں اور کثرت طلبہ کی وجہ سے داخلہ میں کچھ سختی ہے تو بعض عورتوں نے خط لکھا کہ ہم اپنے زیوروں کو بیچ کر اپنے بچوں کو آپ کے مدرسہ میں بھیج رہی ہیں، لہٰذا آپ ان کو واپس نہ کرنا۔

چور اللہ والا بن گیا

نارووال میں ایک چور رہتا تھا۔ وہ میواتی تھا۔ ایک اللہ والے وہاں جماعت میں گئے اس چور کی منت سماجت کر کے اس کو تین دن کے لیے تیار کیا۔ وہ تین دن کے لیے تیار ہو گیا۔ لیکن شیطان تو بڑا ظالم ہے۔ اس نے سوچا کہ اگر یہ تبلیغ میں لگ گیا اور اللہ والا بن گیا تو میری تو برسوں کی محنت بے کار ہو جائے گی۔ چناں چہ شیطان نے اسے ورغلانے کی کوشش کی اور اس میں کامیاب بھی ہو گیا۔ جب یہ اسی چور کو لے کر اللہ کے راستے میں گئے تو جماعت کی تشکیل قریب ہی ایک مسجد میں ہوئی۔ پتہ چلا کہ چور واپس چلا گیا۔

خیر اس کو دوبارہ ڈھونڈ کر جماعت کے پاس لائے۔ اس طرح اس نے تین دن لگائے۔ پھر وہ جماعت میں وقت لگاتا تھا۔ اس طرح اس کے دل میں ہدایت کی شمع روشن ہوتی چلی گئی۔ اس کے یہ ثمرات ہوئے کہ اس چور نے لوگوں سے معافی بھی مانگ

لی۔اُن کا مال واپس کر دیا۔ پھر اس چور کو اللہ نے کئی لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنایا۔حتیٰ کہ ایک وقت ایسا آیا کہ جب اس کا انتقال ہوا تو وہ اس وقت تہجد کی نماز پڑھ رہا تھا اور سجدہ کی حالت میں تھا۔(سبحان اللہ)

بہاول نگر کے حوالدار کا عجیب واقعہ

ایک حوالدار مجھے ملا، بہاولنگر میں، تبلیغ میں وقت لگایا، حلال پر آ گیا، مشکل دو بھر بڑی تنگی ہو گئی۔ کہنے لگا ایک دن افسر مجھ سے کہنے لگا تم اب گزارہ کیسے کرتے ہو؟ میں نے کہا جب آدمی طے کر لے تو گزارے ہو جاتے ہیں نہ طے کرے تو نہیں ہوتے، کہا بتاؤ تو سہی گزارہ کیسے کرتے ہو؟ کہا بات یہ ہے کہ ایک سال گزر گیا ہے، میرے گھر میں سالن نہیں پکا۔ ہم چٹنی سے روٹی کھاتے ہیں۔ ایک سال پورا ہو چکا ہے، میرے گھر میں سالن نہیں پکا۔ یہ وہ اللہ کا ولی ہے کہ بڑے بڑے اولیاء اس کی گرد کو قیامت کے دن نہیں پہنچ سکیں گے۔

پچیس سال بعد اذان کی آواز سنی

ارجنٹائن میں ایک سال کی پیدل جماعت گئی۔ ایک عرب کی فیکٹری میں پہنچی، اس سے ملاقات ہوئی۔ نماز کا وقت ہوا تو اس کی فیکٹری میں اذان دی تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا اور کہا کہ آج میں نے پچیس سال کے بعد اذان کی آواز سنی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ عیہ کی خلافت کا زمانہ ہے۔ یہ وہ عمر ہے، عمر بن عبدالعزیز جب گلی میں گزرتا تھا تو اس کی خوش بوؤں سے گھروں میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو پتہ چلتا تھا کہ عمر گلی سے گزر رہا ہے۔ ایسا حسن و جمال تھا کہ چہرے پر آنکھ نہ ٹکتی تھی اور ایسی نخرے والی چال تھی۔ جو دیکھتا تھا وہ دنگ رہتا تھا اور لمبی عباء ہوتی تھی کہ گھسٹتی جا تی تھی۔ ایک دفعہ ایک بزرگ نے راستے میں ٹوک دیا، اے عمر دیکھو اپنے ٹخنے سے اونچا

کرو کپڑے کو، انہوں نے کہا اگر جان کی خیر ہے تو آئندہ مت کہنا مجھے یہ بات، ورنہ گردن اڑادی جائے گی۔

ایک وقت یہ ہے اور جب آئے خلافت پر، جو آدمی دنیا کی طلب میں جو آدمی وزارت کی طلب کرے گا اور جو آدمی حکومت کی طلب کرے گا اور جو آدمی اس سے بھاگے گا اور اس سے جان چھڑائے گا اور اس سے پلہ بچائے گا جب اس کے پاس مال آئے گا تو وہ اس کے ذریعے سے جنت کمائے گا۔

سلیمان مرنے لگا تو رجاء بن جیوہ نے کہا کوئی ایسا کام کر، جس سے تیری آخرت بن جائے۔ کہا کیا کروں؟ کہا خلافت کے لیے کسی انسان کو چننا۔ سوچ میں پڑ گیا۔ اس کا ارادہ تھا بیٹے کو خلیفہ بنانے کا۔ کہنے لگا انشاء اللہ ایسا کام کر جاؤں گا کہ جس میں میرے نفس اور شیطان کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ کہا لکھو، میں عمر کو خلیفہ بناتا ہوں اور اس کو لپیٹا اور ماچس کی ایک ڈبیہ میں ڈالا۔ کہا جاؤ اس پر لوگوں سے بیعت لو۔ جب رجاء نے بیعت لی تو حضرت عمر رحمۃ اللہ علیہ دوڑ کر آئے۔

اے رجاء تجھے اللہ کا واسطہ، اگر اس میں میرا نام ہے تو، تو اس کو مٹا دے، مجھے خلافت نہیں چاہیے انہوں نے کہا جاؤ جاؤ، میرا سر نہ کھاؤ، مجھے نہیں پتہ کس کا نام ہے۔ آگے ہشام بن عبدالملک ملا۔

اس نے کہا اے رجاء اگر میرا اس میں نام نہیں ہے تو اس میں لکھ دے۔ ایک کہتا ہے میرا نام مٹا دے، ایک کہتا ہے میرا نام لکھ دے، جب ڈبیہ پر بیعت لی اور کھولا، ان کو کہا آؤ اے عمر اٹھو تمہیں خلیفہ بنایا جاتا ہے۔ تو عمر کھڑے نہیں ہو سکے۔ دو آدمیوں نے سہارا دے کر اٹھایا اور لڑ کھڑاتے ہوئے منبر پر آئے اور کہا مجھے خلافت نہیں چاہیے، تم اپنے فیصلے سے کسی اور کو بنا دو۔

انہوں نے کہا نہیں امیر المومنین نے کہہ دیا ہے۔ ہشام کی چیخ نکلی۔ ایک شامی نے تلوار نکالی، آئندہ بات کی تو میں تیری گردن اڑا دوں گا تو امیر المومنین کے حکم کے

سامنے آواز نکالتا ہے۔

جب آئے تو یوں کہا، اب اس سے آخرت کو کما کے دکھاؤں گا تا کہ ساری دنیا کے انسانوں کو پتہ چل جائے گا کہ بادشاہت میں بھی آخرت کمائی جا سکتی ہے۔

پھر وہ وقت آیا، عید کا دن، عید سے ایک دو دن پہلے کی بات اور وہیں بچے چھوٹے چھوٹے بچے رو رہے ہیں۔

کہنے لگے بچے کیوں رہے ہیں۔

بیوی نے کہا بچے یہ کہہ رہے ہیں، ہمارے سارے دوستوں نے نئے نئے کپڑے بنوائے ہیں عید کے لیے اور ہمارا باپ تو امیر المومنین ہے، ہمارے کپڑے پھٹے ہوئے ہیں، ہمیں بھی تو کپڑے لے کر دو۔

حضرت عمر عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، میرے پاس تو پیسے ہی نہیں ہیں، میں کہاں سے لے کر دوں۔ وظیفہ لیتے تھے بیت المال سے جو تمام مسلمانوں کا تھا۔ وہ روٹی کا خرچ بڑی مشکل سے پورا ہوتا تھا تو بیوی نے کہا اب کیا کریں؟ بچوں کو کیسے سمجھائیں؟ خود تو صبر کر سکتے ہیں، بچے تو نہیں جانتے، بچوں پر آدمی ایمان کو بیچتا ہے۔

ہاں پھر وہ اولاد کی گستاخ بنتی ہے۔ باپ سے کہتی ہے تو نے ہمارے لیے کیا کیا ہے؟ کیا کمایا ہے ہمارے لیے؟ چونکہ اس کی جڑوں میں حرام ڈالا گیا، اس لیے اب یہ کبھی ماں باپ کی فرماں بردار بن کر نہیں چلے گی۔ یہ ماں کو بھی جوتے مارے گا اور باپ کو بھی جوتے مارے گا۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا، میں کہاں سے دوں؟ میرے پاس تو پیسے نہیں ہیں۔ تو اس نے کہا تو کیا کریں؟ ان کو کیسے سمجھائیں۔ انہوں نے کہا تو پھر میں کیسے سمجھاؤں؟

بیوی نے کہا مجھے ایک ترکیب سمجھ میں آئی ہے۔ آپ اپنا وظیفہ ایک ماہ پیشگی لے لیں جو مہینہ کا وظیفہ ملتا ہے ہمارے بچوں کے کپڑے بن جائیں گے، ہم صبر کر لیں گے۔

انہوں نے کہا یہ ٹھیک ہے اپنا خادم نہیں غلام ہے، غلام زرخرید مزاحم، اسے بلایا۔ خزانچی تھا۔ کہا ارے میاں مزاحم ہمیں ایک مہینے کا وظیفہ پیشگی دے دو اور وہ مزاحم فرمانے لگے۔

امیر المومنین ایک بات عرض کروں، کی آپ مجھے ضمانت دے سکتے ہیں کہ آپ ایک مہینہ زندہ رہیں گے جو آپ مسلمانوں کا مال لینا چاہتے ہیں؟ اگر آپ ایک مہینے کی ضمانت دے سکتے ہیں کہ میں ایک مہینہ زندہ رہوں گا تو آپ بیت المال میں سے لے لیں اور اگر ضمانت نہیں دے سکتے تو آپ کی گردن پکڑی جائے گی قیامت کے دن۔

حضرت عمر کی چیخ نکلی۔ نہیں نہیں "كَمْ مُسْتَقْبِلُ لِغَدٍ لَا يُدْرِكُهُ" حضور ﷺ فرمارہے ہیں کتنے ہیں وہ دیکھنے والے جو سورج کا غروب ہونا نہیں دیکھ پاتے اور قبروں میں چلے جاتے ہیں "وَكَمْ مِنْ مُسْتَقْبِلِ لِغَدٍ لَا يَدْرِكُهُ" اور کتنے ہی ہیں جو کل کا انتظار کررہے ہیں اور کل کا سورج نہیں دیکھ پاتے اور قبروں میں چلے جاتے ہیں۔

کہا اے بچو! صبر کرلو جنت میں لے لینا جاکے۔ میرے پاس اس وقت کچھ نہیں۔ امر کو نہیں توڑا، بچے کی خواہش کو توڑ دیا۔ اپنے جذبات کو توڑ دیا، اپنے جذبات کو توڑ دیا اللہ کے امر کو نہیں توڑا۔ ضرورت کو قربان کیا۔ امر الٰہی کو قربان نہیں کیا۔

یہ ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہ میں اللہ کا غلام ہوں، میں بک چکا ہوں، میں بیوی کا غلام نہیں ہوں، میں کاروبار کا نہیں، میں تاجر کا نہیں ہوں، میں زمیندار کا نہیں ہوں، اور حاکم اور وزیر کا غلام نہیں ہوں، میں اپنے اللہ کا غلام ہوں، مجھے اللہ کے امر کو دیکھنا ہے۔ مجھے یہ نہیں دیکھنا ہے کہ کون کیا کرتا ہے۔

گھر میں آئے، بیٹیاں منہ پر کپڑا رکھ کر بات کریں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کہنے لگے بیٹی کیا بات ہے؟ منہ پر کپڑا کیوں رکھتی ہو؟

فاطمہ نے کہا اے امیر المومنین کہ آج تیری بیٹیوں نے کچے پیاز سے روٹی کھائی ہے، اس لیے ان کے منہ سے بدبو آرہی ہے۔

ہاں! امیر المومنین کہ جس کا امر تین اعظم پر چلتا تھا اور اربوں مخلوقات ان کے سامنے گردن جھکائی کھڑی ہوئی تھی، دمشق سے لے کر ملتان تک اور دمشق سے لے کر استنبول تک اور دمشق سے لے کر کاشغر تک اور دمشق سے لے کر مصر تک دمشق سے کر چاؤ تک، اور دمشق سے لے کر اندلس تک، پرتگال اور فرانس تک جس کا امر چل رہا ہو، اس کی بیٹی کچے پیاز سے روٹی کھا رہی ہے، آج ہمارے چھابڑی والی بیٹی کچے پیاز سے روٹی نہیں کھاتی اور اتنے بڑے اقتدار کی بیٹیاں کچے پیاز سے روٹی کھاتی ہیں۔

حضرت عمر رونے لگے، ہائے میری بیٹی، میں تمہیں بڑے اچھے کھانے کھلا سکتا تھا۔ لیکن تیرا باپ دوزخ کی آگ برداشت نہیں کر سکتا۔ میرے سامنے دو راستے تھے۔ تمہیں حلال حرام اکٹھا کر کے کھلاتا، خود دوزخ میں جاتا تھا، میں اسے برداشت نہیں کر سکتا۔

موت کا وقت آیا، مسلمہ نے کہا، امیر المومنین کا لباس تو تبدیل کر دو، میلا ہو گیا ہے اپنی بہن سے کہا۔

حضرت فاطمہ نے کہا، بیوی تھیں، اے میرے بھائی اللہ کی قسم امیر المومنین کے پاس ایک ہی جوڑا ہے۔ تبدیل کہاں سے کروں ایک جوڑا ہے۔

مسلمہ نے کہا میرے سے ایک لاکھ روپیہ لے لیجیے، اپنے بچوں کو دے دیجیے، میرے بھانجے ہیں۔

حضرت عمر نے فرمایا چلو ایک لاکھ وہاں واپس کر دو۔ جہاں سے تم نے اس کا ظلم اور رشوت سے کمایا ہے۔ میرے بچوں کو حرام نہیں چاہیے۔

پھر بیٹوں کو بلایا اور کہا میرے بیٹو! میرے سامنے دو راستے تھے، میں تمہارے لیے مال جمع کرتا جیسا کیسا جمع کرتا اور خود جہنم میں جاتا اور دوسرا راستہ یہ تھا کہ میں تمہیں توکل سکھاتا اور خود جنت میں جاتا، میرے بیٹو! میں جہنم تو سہہ نہیں سکتا تھا، میں نے تمہیں اللہ سے مانگنا سکھا دیا، ضرورت پڑے اس سے مانگ لینا، وہ تمہارا کفیل ہے۔ وہ کہتا ہے، "وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ" میں نیک آدمیوں کا والی میں نیکوں کا دوست ہوں۔

پھر اپنے سالے سے کہا، مسلمہ! اگر یہ میرے بیٹے نیک رہے تو اللہ انہیں ضائع نہیں کرے گا اور اگر یہ نافرمان ہوئے تو مجھے ان کی ہلاکت کا کوئی غم نہیں ہے۔

پھر اس زمین آسمان نے وہ دن دیکھا کہ اموی شہزادے، مسلمہ کی اولادیں اور سلیمان بن عبدالملک کی اولادیں، جو ایک ایک بچے کے لیے اس زمانے میں، دس دس لاکھ درہم چھوڑ کے مرے، ان کی اولاد مسجد کی سیڑھیوں پہ بیٹھ کر بھیک مانگا کرتی تھی۔ جیسے ابھی جمعہ کے بعد بھکاری یہاں بھیک مانگیں گے اور عمر بن عبدالعزیز کی اولاد ایک ایک مجلس میں سو گھوڑے اللہ کے نام خیرات کیا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ انہوں نے اپنے نوکر کو آٹھ روپے دیے کہ جاؤ چادر لے کر آؤ، تو وہ چادر لے آیا، آپ نے کہا نرم ہے۔ نوکر کہنے لگا میں آٹھ سو کی چادر لے کر آیا تھا تو آپ نے کہا تھا بہت سخت ہے واپس کر دو، مجھے نہیں چاہیے، آج آٹھ روپے کی چادر آپ کو نرم نظر آ رہی ہے۔

ایک صحابی کی موت کا عجیب واقعہ

ایک صحابی رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے یہاں تک کہ موت کے آثار مکمل ہوئے۔ ساتھیوں نے کہا چلو مدینہ چلتے ہیں تاکہ مدینہ میں مریں تو انہوں نے کہا کہ میں یہاں نہیں مر سکتا۔ میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ تو اس وقت تک نہیں مر سکتا جب تک تیرے سر کے خون سے تیری داڑھی رنگین نہ ہو جائے۔

صدقہ جاریہ، ایک سبق آموز قصہ

متعرف ابن شخیر رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے بزرگ تھے، خواب دیکھا کہ قبرستان پھٹا اور ان سے مردے نکلے اور کچھ چننے لگے، ایک آدمی جا کر درخت پر ٹیک لگا کے بیٹھ گئے یہ اس کے پاس گئے، کہا بھائی یہ کیا ماجرا ہے؟

کہا یہ ہم مسلمان جو پہلے مر چکے ہیں وہ ہیں اور یہ جو چن رہے ہیں یہ ثواب ہے جو

پیچھے لوگ ان کو پہنچا رہے ہیں۔

تو کہا تو کیوں نہیں چنتا؟

کہا میرا حساب تھوک کا ہے۔ مجھے بہت ملتا ہے۔

کیسے ملتا ہے؟

کہا میرا بیٹا حافظ قرآن ہے، ایک قرآن روزانہ پڑھ کر بخش دیتا ہے، مجھے یہ چننے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔

کہا کیا کرتا ہے تیرا بیٹا؟

کہا میرا بیٹا فلاں بازار میں مٹھائی کی دوکان کرتا ہے۔

صبح آنکھ کھلی تو وہاں گئے، دیکھا ایک نوجوان بڑی خوب صورت داڑھی والا، بڑا نورانی چہرہ، اپنا سودا بھی بیچ رہا ہے اور ساتھ ہونٹ بھی ہلا رہا ہے، انہوں نے کہا بچہ کیا کر رہے ہو؟

کہا جی قرآن پڑھ رہا ہوں، کس لیے؟ کہا جی میرے باپ نے میرے اوپر احسان کیا اور مجھے قرآن پڑھایا اور میرے لیے رزق کا انتظام کیا، میرے لیے سارے پاپڑ بیلے، میں چاہتا ہوں کہ اس کے احسان کا بدلہ دوں، میں روزانہ ایک قرآن پڑھ کر اس کو بخش دیتا ہوں۔

کوئی سال گزرا تو دوبارہ دیکھا وہی قبرستان، وہی مردے، وہ آدمی جو ٹیک لگا کے بیٹھا تھا، اس کو دیکھا۔ وہ بھی چنتا پھر رہا ہے، تو ایک دم آنکھ کھل گئی، تو صبح ہی صبح جب بازار کھلا تو اس بازار میں گئے، پوچھا بھئی یہاں ایک نوجوان حلوائی تھا؟ کہا جی اس کا انتقال ہوگیا، وہ پیچھے والا سلسلہ بند ہوگیا۔

نعیم بنگالی لاہور سے کینیڈا تک

نعیم بنگالی جو کہ میرا ایک بہت ہی شفیق مہربان دوست ہے، بل کہ میرا ہی نہیں لاہور اور کینیڈا کے نوجوانوں اور جوانوں کی زندگی کے بدلنے کا ذریعہ ہے جو کہ آج کل کینیڈا

میں معاشیات کے شعبہ میں ایک اعلیٰ عہدے پر فائز ہے۔ یہ میرا کالج کا دوست ہے۔

اس مرد مجاہد کو دوسروں کے ساتھ ساتھ میری زیادہ فکر رہتی تھی۔ اپنی دوستی کی بنا پر ہر وقت یہ مجھے دعوت والے کام میں آنے پر آمادہ کرتا رہتا تھا۔ چونکہ میں ایک زمیندار گھرانے سے نسبت رکھتے ہوئے اسی ذہن میں اس کو ٹال مٹول کرتا اور کبھی کبھار بے تکلفی کی بنا پر ڈانٹ بھی دیتا تھا۔

لیکن اسکے سینے میں میرے بارے میں ایسا درد ٹیسیں مار رہا تھا اور اس پر حقیقت کھلی ہوئی تھی کہ میرا نقصان ہو رہا ہے، وہ مجھے اس نقصان سے نکالنا چاہتا تھا۔ اس نے کبھی بھی میری بے رخی کرنے پر بھی میری بے عزتی نہیں کی، بار بار آتا اور منت سماجت کرتا رہتا۔

آخر کار اللہ پاک کو اس کی چلتے پھرتے دعا قبول ہوئی اور میرا دل نرم ہو گیا۔ اور میں نے اسکی بات مان لی۔ آج حقیقت کھلنے پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ مجھے حق کی طرف، روشنی کی طرف لانا چاہتا تھا۔ آج میرے لب اور دل اس شفیق دوست کو لمحہ بہ لمحہ دعائیں دے رہیں۔ اور آج وہ شخص کینیڈا میں بھی اسی فکر میں رہتے ہوئے ہزاروں نوجوانوں کی آخرت سنوارنے کا ذریعہ بنا ہوا ہے۔

اس امت کا سب سے بڑا سفاک اور رحمت الٰہی

حجاج بن یوسف اس امت کا سفاک گنا جاتا ہے۔ اس کی زندگی میں کبھی تہجد قضا نہیں ہوئی اور ہر ہفتے قرآن اس کا ختم ہوتا تھا۔ ہفتے میں قرآن کریم ختم کرتا تھا، تین دن میں، چار دن میں، پانچ دن میں، قرآن ختم کرتا تھا، کبھی زندگی میں جھوٹ نہیں بولا، مرتے دم تک اور یقین ایسا کامل تھا کہ ایک دفعہ اس کی بیوی پر کچھ اثرات ہوئے۔ اس نے کسی عامل کو بلوایا اس نے دم کر کے ایک لوہے کا کیل سا رکھ دیا اور کہا کہ اس کو دفن کر دو۔

انہوں نے کہا کہ یہ کیا چیز ہے۔

انہوں نے کہا تم اپنے حبشی بلاؤ، دو حبشی بلائے کہ لکڑی ڈال کر اس کو اٹھاؤ، دو غلام

زور لگا رہے ہیں، اٹھا رہے ہیں، وہ چھوٹا سا کیل نہیں اٹھتا، پھر دو اور لگائے چار، پھر دو اور لگائے چھ پھر دو اور لگائے آٹھ، اور لگائے دس بارہ غلام چھ اس طرف چھ اس طرف۔ چھوٹے سے کیل کو اٹھا رہے ہیں وہ اٹھتا نہیں۔

اس نے کہا دیکھی اس کی طاقت یہ ہے۔

اس نے کہا پیچھے ہٹ جاؤ۔ اپنی چھڑی اٹھائی ''اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ'' یہ آیت پڑھ کر جو چھڑی ڈالی اور یوں کیل ہوا میں اڑتا ہوا وہ گیا۔ انہوں نے کہا بھاگ جاؤ میں تمہارے عملوں کا محتاج نہیں ہوں، یقین کی طاقت نے اس کے سحر کو توڑ دیا۔

اللہ کی رحمت کی انتہاء

اور فرزوق ایک شاعر گزرا ہے، بیوی کے جنازے میں شریک ہے۔ حضرت حسن بصری بھی آئے ہوئے ہیں۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا فرزوق لوگ کیا کہہ رہے ہیں، فرزوق کہنے لگا آج لوگ یوں کہہ رہے ہیں کہ اس جنازے میں ہمارے شہر کا سب سے بدترین انسان آیا ہوا ہے اور میری طرف اشارے کر رہے ہیں۔

تو حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تو پھر آج کے دن کے لیے تو نے کیا سامان تیار کر رکھا ہے انہوں نے کہا حسن بصری میرے پاس کچھ بھی نہیں، اتنا ہے کہ میں اسلام میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور میرے پاس کچھ بھی نہیں۔ میرے پاس اسلام کا بڑھاپا ہے اور میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔

جب انتقال ہوا تو خواب میں ملا ایک آدمی کو تو اس نے پوچھا کہ تیرے ساتھ کیا سلوک ہوا؟ کہنے لگا اللہ پاک نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا، ارشاد فرمایا اے فرزوق تو نے حسن سے کیا بات کہی تھی؟ یاد ہے تجھے؟

میں نے کہا یا اللہ یاد ہے۔

کہا دہراؤ میرے سامنے دہراؤ۔

تو میں نے کہا میرے اس دن کے لیے اللہ کے سامنے کچھ نہیں ہے۔سوائے اس کے کہ میں اسلام میں بوڑھا ہوا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بس میں نے تجھے اسی پر معاف کر دیا۔

نوکروں کے ساتھ نرم مغفرت ہوگئی

ایک دفعہ فرمایا کہ میرے چچا (مولانا طارق جمیل صاحب کے چچا) کا انتقال ہو گیا۔ان کی زندگی عام مسلمانوں جیسی تھی۔کوئی خاص الخاص عبادت ریاضت کی طرف میلان توجہ نہ تھی۔جب وہ فوت ہوگئے تو میرے دل میں بوجھ تھا۔میں نے قاضی مسعود صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو کہ ایک باکمال درویش اور صاحب کشف اللہ والے تھے میں نے عرض کیا کہ حضرت مراقبہ فرمائیں۔

چناں چہ قاضی صاحب نے کشف القبور کیا تو احوال سناتے ہوئے قاضی صاحب نے بتایا کہ وہ اپنی قبر میں عافیت اور رحمت الٰہی میں ہیں۔اس کی وجہ یہ بتائی کہ وہ غریبوں کے ساتھ اور نوکروں کیساتھ اتنی سادگی اور درویشانہ صفت میں رہتے تھے کہ نیا آنے والا پہچان نہیں سکتا تھا کہ کون نوکر ہے کون مالک ہے۔قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بس یہی عمل ان کی مغفرت اور بخشش کا ذریعہ بن گیا۔

ایک پادری کا سبق آموز واقعہ

ہمارا ایک دوست ہے جو پڑھتا تھا، اب تو پڑھ لکھ کر امریکہ نوکری کرتا ہے۔دوبئی میں رہتا ہے۔دوبئی سے جا رہا ہے امریکہ۔پیرس میں جہاز اترا، وہاں سے ایک پادری چڑھا۔دونوں اترتے ہی ایک سیٹ پہ ہوگئے۔راستے میں تعارف ہوا۔آپ کہاں سے، آپ کہاں سے؟

کہا میں پادری ہوں، امریکہ سے افریقہ گیا، فلاں ملک میں فلاں بستی میں۔کس لیے گئے تھے؟ اپنے مذہب کا پرچار کرنے میں۔

کیا نتیجہ نکلا؟ کہا چار سال رہا، سب عیسائی ہو گئے۔ چار سال گھر گئے؟ کہا نہیں۔ چار سال میں گھر نہیں گیا۔ باطل پھیلانے والے ایسی قربانی کر رہے ہیں اور حق پھیلانے والے پوچھتے پھر رہے ہوں، کہاں لکھا ہے بچے چھوڑ کے جانا، ماں باپ چھوڑ کے جانا، جہاں لکھا پڑھو تو سہی۔ صحابہ کی زندگی پڑھیں، کس نے ان کو دعوت دی۔

اس نوجوان نے سلمان اس کا نام ہے نیویارک جاتے جاتے دونوں کی دعوت جاری رہی چلتے چلتے آخر اس نے کہا اچھا آخری فیصلہ یہ ہے کہ میں کہتا ہوں کہ میں حق پر ہوں اور آپ کہتے ہیں میں حق پر ہوں۔ آپ آج سے یہ دعا مانگنی شروع کریں کہ اے اللہ مجھ پر حق واضح کر دے۔ یہ دعا مانگنی شروع کرو اور یہ میرا پتہ ہے جب کوئی بات سمجھ میں آئے تو اس پتہ پہ خط لکھ دینا۔

سال کے بعد اس پادری کا خط آیا۔ تیری بتائی ہوئی دعا روزانہ مانگتا رہا، یہاں تک کہ اللہ نے مجھ پر حق کھول دیا۔ میں مسلمان ہو چکا ہوں اور اب میں دوبارہ اس بستی میں جاؤں گا تو دوبارہ مسلمان بناؤں گا جن کو میں عیسائی بنا چکا ہوں۔

ایک قاضی کا واقعہ

حضرت یحییٰ بن اکثم رحمتہ اللہ علیہ کا انتقال ہوا۔ بڑے قاضی تھے، بڑے عالم تھے۔ خواب میں کسی نے دیکھا کہ حضرت کیا ہوا؟

کہا کہ بس عجیب ہوا۔ کہ جب اللہ کے سامنے پیشی ہوئی تو اللہ نے فرمایا ارے بدکار بوڑھے تو نے یہ کیا، اے بوڑھے تو نے یہ کیا۔

تو کہنے لگا یا اللہ میں نے آپ کے بارے میں یہ حدیث نہیں سنی ہے؟ علم اتنی شان والا ہے کیا کہے علم کیا چیز ہے۔

دیکھو اللہ ہی کو اللہ کے فرمان سنا رہا ہے یا اللہ میں نے تو آپ کے بارے میں کچھ اور سنا ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا سنا ہے کہنے لگے:

((حَدَّثَنِی عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَیْرِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ جِبْرَئِیْلَ قَالَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنِّیْ اَسْتَحْیِیْ اَنْ اُعَذِّبَ ذَاشَیْبَةٍ فِی الْاِسْلَامِ وَاَنِّیْ شِبْتُ فِی الْاِسْلَامِ))

یا اللہ مجھے عبدالرزاق نے بتایا ان کو معمر نے ان کو زہری نے ان کو عروہ نے بتایا ان کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا، انہیں جبرائیل نے بتایا، جبرائیل کو آپ نے ارشاد فرمایا کہ بتادو لوگوں کو جو مسلمان زندگی گزارتے اسلام میں بوڑھا ہو جائے تو اسے عذاب دیتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے۔ تو یا اللہ ''اِنِّی شِبْتُ فِی الْاِسْلَامِ'' تو دیکھ رہا ہے۔ میں بوڑھا ہو کر تیرے پاس آیا ہوں۔

تو اللہ تعالیٰ فرمانے لگے صَدَقَ عَبْدُالرَّزَّاق ہاں عبدالرزاق نے صحیح کہا ہے صَدَقَ مَعْمَرٌ معمر نے صحیح کہا ہے۔ وَصَدَقَ الزُّهْرِیُّ زہری نے بھی سچ کہا۔ صَدَقَ عَرْوَهُ عروہ نے بھی صحیح کہا ہے وَصَدَقَ عَائِشَةُ عائشہ نے بھی صحیح کہا، وَصَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صحیح کہا۔ وَصَدَقَ جِبْرَئِیْلُ، جبرائیل نے بھی ٹھیک کہا۔ اور میں نے بھی ٹھیک کہا ہے کہ بوڑھے سے شرماتا ہوں۔ چل اسی پر تجھے جنت میں لے جاتا ہوں۔

عرب میں شاعری کے رجحان کا ایک دلچسپ واقعہ

ایک عرب سردار کے بیٹے نے دس سال کی عمر تک کوئی شعر نہیں کہا، اس کے باپ نے دو نوکروں کو بلایا، کہا یہ مجھے حرام کا لگتا ہے، اس کو جا کے قتل کر دو، کہا کیوں؟ کہا دس سال کا ہو گیا ہے، ایک شعر بھی نہیں کہا۔ تو وہ اس کو پہاڑ کے پیچھے لے گئے اور تلوار اٹھائی، کہنے لگا کیا ہوا؟ کہا تیرے باپ نے کہا ہے کہ تجھے قتل کرنا ہے کہا کیوں؟ کہنے لگا اسے تیرے پہ شک ہے کہ تو اس کا نہیں ہے کہا، کس بات سے؟ کہا وہ یوں کہہ رہا ہے کہ دس

سال کا ہو گیا ہے، شعر ہی نہیں کہا۔ کہا بس اسی پر مارنا چاہتا ہے؟ کہا، ہاں۔ تو کہنے لگا:

قِفَا نبَكْ مِنْ ذِكْرَىٰ حَبِيْبٍ وَمَنْزِلِيْ
بِسَقْت لوى بَيْنَ الذَّخُوْلِ فَحَوْمَلِيْ
فتوفتح فالمقرات لَمْ يَعْفُ رَسْمُهَا
لَمَّا نَسَجَتْهَا مِنْ جُنُوْبٍ وَّشَمْأَلِ
تَرَىٰ بَعْرَ الارَامِ فِىْ عِرِصَاتِهَا
وَقِيْعَانِهَا كَأَنَّهَا حَبّ فَلْفَلِىْ

یہ اس کا قصیدہ میں آپ کو سنا رہا ہوں، یہ بعد میں بہت بڑا شاعر بنا۔ جب وہ واپس آئے تو کہنے لگے، تیرا بیٹا تو عرب کا سب سے بڑا شاعر بنے گا، کہ ایک مصرعے میں وقف واستوقف بکٰی واستکبٰی ونعل حبیب والمنزل في بیت واحد تیر ابیٹا بہت بڑا شاعر ہے، ایک شعر میں ٹھہرا ٹھہرایا، رویا رلایا، محبوب کا محبوب کے گھر کے مرثیہ آدھے ہی بیت میں پڑھ دیا۔ قفي، نیك، من ذکری، حبیب ومنزل۔ ایک بیت میں اتنا کچھ پڑھ دیا۔ یہ عرب کی شاعری کا معیار تھا۔

آپ نے زندگی میں شعر نہیں کہا، کیوں کہ آگے اعتراض پڑھنے والا ہے، کہ شاعر تھا، اتنا خوب صورت کلام لایا ہے۔ اللہ نے کہا نہیں "فَلَا أُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ، وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ، إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ" قسم ہے مجھے دیکھے ان دیکھے کی، میرا رسول ہے۔ "وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ" (الحاقۃ: آیت ۳۸-۴۱) یہ شاعر نہیں، یہ کاہن نہیں، یہ دیوانہ نہیں یہ میرا رسول ہے، میرا حبیب، میرا نبی ہے، یہ قرآن نے آپ کی عظمت کو بیان کیا۔

اگر یہ دو اشخاص نہ ہوتے تو اسلام بھی نہ ہوتا

دو شخص ہیں جن کے بارے میں تاریخ نے گواہی دی، یہ نہ ہوتے تو اسلام نہ ہوتا۔

لو لا ابو بکر لما عبد الله، ابوبکر نہ ہوتے تو اسلام نہ ہوتا تو لو لا احمد لما عبد الله احمد بن حنبل نہ ہوتے تو اسلام نہ ہوتا۔

قرآن کے بارے میں ایک بہت بڑا فتنہ اٹھا سارے علماء چپ ہو گئے جانیں بچا گئے، کئی بھاگ گئے، کئی جلاوطن ہو گئے۔ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ڈٹ گئے۔ کہا مجھے مار دو، میری زبان سے حق کے سوا نہیں نکلے گا۔ آخر یہ پکڑے گئے اور تین دن مناظرہ ہو تا رہا۔ مناظروں میں تینوں دفعہ معتزلی (ایک باطل فرقہ تھا) ہارتے رہے۔

چوتھا دن تھا، آج احمد بن حنبل کو پتہ ہے کہ یا تو جان جائے گی یا مار مار کے مجھے تباہ کر دیں گے۔ جیل سے نکل کر آرہے تھے اور دل میں خیال آرہا تھا کہ میں بوڑھا ہوں اور بنو عباس کے کوڑے میں نہیں برداشت کر سکتا، تو اپنی جان بچانے کے لیے اگر میں نے کلمہ کفر کہہ بھی دیا تو اللہ نے اجازت دی ہے تو میں اپنی جان بچاؤں گا۔

یہ خیال آرہا تھا کہ اچانک ایک شخص مجھ کو ہٹاتا ہوا تیزی سے آیا اور قریب آ گیا کہا احمد!

کہا کیا ہے؟

کہا، مجھے پہچانتے ہو؟

کہا نہیں۔

کہا۔ میرا نام ابو الہیثم ہے، میں بغداد کا نامی گرامی چور ہوں، دیکھو میں نے بنو عباس کے کوڑے کھائے ہیں، میں نے چوری نہیں چھوڑی، کہیں تم بنو عباس کے کوڑوں کے ڈر سے حق نہ چھوڑنا، اگر تم نے حق چھوڑ دیا تو ساری امت بھٹک جائے گی۔

تو امام احمد ابن حنبل جب کبھی یاد کرتے کہتے رحم اللہ ابو الھیثم۔ اے اللہ ابو الہیثم پر رحم کر دے کہ اس چور کی نصیحت نے مجھے جما دیا۔ میں نے کہا میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں تب بھی اب میں حق نہ چھوڑوں گا۔ اور ساٹھ کوڑے پڑے، محل میں بوٹیاں اترنے لگیں اور خون سے تر بتر ہو گئے اور ادھر جو باطل کا مناظر تھا، اس کا نام بھی احمد تھا، جب یہ خون وخون ہو گیا تو نیچے آیا ان کے قریب جا کر کہنے لگا۔

احمد اب بھی اگر تو مان جائے کہ قرآن مخلوق ہے تو میں خلیفہ کے عذاب سے تجھے

بچالوں گا۔

انہوں نے اسی بے ہوشی میں کہا۔احمد اب بھی اگر تو مان جائے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور مخلوق نہیں ہے تو میں تجھے اللہ کے عذاب سے بچالوں گا۔

جو اللہ کا بن جاتا ہے تو اللہ بھی اس کے بن جاتے ہیں

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ دریا کے کنارے پر بیٹھے تھے، جیب کٹ گئی، پیسے نہیں، یا اللہ ایک دینار چاہیے، یا اللہ ایک دینار چاہیے۔سامنے ہی دریا میں سے آٹھ دس مچھلیوں نے یوں منہ باہر نکال دیا اور ہر مچھلی کے منہ میں ایک دینار تھا۔

کیا ہوا؟ اللہ اپنا ہے وہ تو پہلے سے ہی کہہ چکا ہے کہ تم میرے ہو پر ہم بھی تو اسے اپنا بنائیں، آدھا کام تو پہلے کر چکا ہے ''یَا ابْنَ آدَمَ اِنِّیْ لَکَ مُحِبٌّ'' اے میرے بندے میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔ ''فَبِحَقِّیْ عَلَیْکَ کُنْ لِیْ مُحِبًّا'' تجھے میرے حق کی قسم، تو بھی تو مجھ سے محبت کر، یہ تبلیغ کی محنت کا موضوع ہے کہ ہر مسلمان اللہ سے اس طرح کی محبت پہ آجائے۔

ملائیشیا کے نوجوان ہارون کا درد بھرا واقعہ

ملائیشیا میں ایک نوجوان جس کا نام ہارون تھا رائے ونڈ میں چالیس دن لگانے آیا۔جب وہ وقت لگا کر اپنے محلے میں واپس پہنچا تو اسے بڑی فکر ہوئی کہ میری محلے کی اکثریت اللہ سے روٹھی ہوئی ہے۔میں کسی طرح ایسی محنت کروں کہ ایک ایک آدمی کے دل کا تعلق اللہ سے جڑ جائے۔

اسی فکر میں دن رات در در پھرتا اور ہفتہ میں ایک دن مسجد میں بیان کے لیے کھڑا ہو جاتا۔لیکن کوئی اس کے بیان میں نہ بیٹھتا تو آخر کار وہ جگہ جگہ ٹوپیاں پھیلا کر بیان کرتا۔ کئی مہینہ یہی سلسلہ چلتا رہا۔مگر کوئی بھی اسکے ساتھ نہ جڑا۔حتیٰ کہ اس کی محنت رنگ لائی۔ مزید چند ہفتے گزرنے کے بعد دو آدمی اسکے ہم ذہن ہوئے۔پھر وہ بھی اس کے

ساتھ در در پھرنے لگے۔

پھر اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ ایک موقعہ ایسا آیا کہ اسی مسجد کو اللہ نے پورے ملایئشیا کا مرکز بنادیا۔ ابھی حال ہی میں ملایئشیا میں اجتماع ہوا تو لاکھوں آدمی جمع ہوئے اور ہزاروں آدمی اللہ کے راستے میں نکلے۔ (یہاں ایک بات ضمناً عرض کردوں، الحمدللہ رائے ونڈ کے زیراہتمام دنیا کے چالیس ملکوں میں ہر سال اجتماع ہوتا ہے) صرف وہاں ملایئشیا) ایک شہر لسٹر کی مسجد میں ۲۵ جماعتیں اللہ کے راستے میں نکلیں۔

حتیٰ کہ وہاں کے وزیراعلیٰ داۃ الجعفر نے بھی تبلیغ میں وقت لگایا۔ اس کارگزاری کا سنانے کا مقصد یہ تھا کہ اس نوجوان نے حضور ﷺ والے کام کو اپنا کام سمجھا۔ پھر اس کی قربانی ومحنت کیا رنگ لائی۔ یہی آپ کے سامنے ہے اب قیامت تک جو لوگ وہاں سے تبلیغ میں وقت لگائیں گے تو اسکے نامہ اعمال میں اس کا اجر جائے گا۔ کیوں کہ وہ ان سب کے نکلنے کا ذریعہ بنا۔

حقیقت کی نظر

جو اللہ دکھاتا ہے، وہ آنکھ دیکھتی ہے، جو اللہ آنکھوں سے اوجھل کردیتا ہے۔ اسے دنیا کی کوئی طاقت نہیں دیکھ سکتی۔

حضور ﷺ سو آدمیوں کے بیچ سے گھر سے نکلے اور یوں مٹھی بھر کے پھینکی "وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا، وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا، فَأَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ" (یٰس:۹) آیت پڑھی اور مٹی پھینکی، آنکھیں کھلی، سویا کوئی نہیں، لیکن اللہ نے آنکھوں کو اندھا کردیا۔ آپ ﷺ درمیان میں سے گزر گئے اور کسی کو خبر نہیں ہوئی۔

جو اللہ دکھائے گا میں دیکھوں گا، جس پر اللہ پردہ ڈال دے میں نہیں دیکھ سکتا۔

یہاں اس وقت کروڑوں فرشتے ہیں اور زمین سے لے کر آسمان تک ہیں اور ہم کثرت سے ہیں، میرے بھائیو! ہمیں ایک بھی نظر نہیں آرہا اور جب اللہ کھولے گا "فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآئَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ" (سورۃ ق: آیت ۲۲)

ہم نے تیری آنکھوں سے پردہ ہٹایا۔

اب فرشتے نظر آ رہے ہیں۔

اب عزرائیل نظر آ رہے ہیں۔

اب جبرائیل نظر آ رہے ہیں۔

اب جنت بھی نظر آ رہی ہے۔

اب جہنم بھی نظر آ رہی ہے۔

عرش بھی نظر آ رہا ہے۔

لوح، قلم، کرسی بھی نظر آ رہی ہے۔

ابھی اللہ تعالیٰ نے آنکھ پہ پردہ ڈالا ہے، جو اللہ چاہتے ہیں وہ دکھائی دیتا ہے جو اللہ نہیں چاہتے وہ کوئی نہیں دیکھ سکتا۔

نظام پرورش میں اللہ کی قدرت

میرے بھائیو! ہم نے کلمہ سیکھا، اللہ کی قدرت کو نہیں پہچانتے، کبھی کبھی دل میں خیال آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی آج کل حیران ہوتے ہوں گے کہ یہ میرے بندے کیسے ہیں، جو میری قدرت کو اتنا کمزور سمجھتے ہیں کہ میں دوکان کے بغیر روٹی نہیں دے سکتا، اور نوکری کے بعد میں کھانا نہیں کھلا سکتا؟ ''یَا ابْنَ آدَمَ، مَنْ اَوْصَلَ اِلَیْكَ الرِّزْقَ وَاَنْتَ جَنِیْنٌ فِیْ بَطْنِ اُمِّكَ'' ارے میرے بندے تو وہ دن یاد کر لے جب تو ماں کے پیٹ میں تھا اور تیری روزی تیرے پاس آ رہی تھی، وہاں کونسا کارخانہ تھا جو تجھے روزی پہنچا رہا تھا۔ پھر میں نے تیرے میں تدبیر کو نافذ کیا، میری تدبیر چلی، میں نے تجھے آہستہ آہستہ پروان چڑھایا نطفے سے مضغہ مضغہ سے، ثُمَّ خَلَقْنَا الْمُضْغَةَ۔

ایمان کو بچا کے نکلے، غار آیا، اللہ نے سلایا، اب اللہ اپنی قدرت کو ظاہر فرما رہا ہے، ایک سال، دو سال، دس سال نہیں سوئے، تین سو سال مسلسل سوتے رہے ''وَلَبِثُوْا فِیْ کَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیْنَ'' تین سو برس تک سوئے رہے ہیں۔

آدمی زیادہ سے زیادہ آٹھ گھنٹے سوئے، دس گھنٹے سوئے لیکن آخر بھوک اسے اٹھائے گی، بھوک لگے گی اٹھے گا، پیاس لگے گی اٹھے گا، پڑے پڑے تھک جائے گا تو اٹھے گا پیشاب کا زور آئے گا، حاجت کا تقاضا زور سے آئے گا تو اٹھے گا، پسلیاں درد کریں گی سوتے سوتے تو اٹھ بیٹھے گا، لیکن اللہ اپنی قدرت قاہرہ کو دکھا رہا ہے، میں نے جان نہیں نکالی ان کی، عزیز کی جان نکال لی تھی، ان کی جان نہیں نکالی، ان کو سلایا، تین سو برس تک سو رہے ہیں۔

"ونقلبھم ذات الیمین، وذات الشمال" ہم ان کی کروٹیں بھی بدل رہے ہیں، کبھی دائیں کبھی بائیں طرف۔

تین سو برس میں پیشاب نہیں، کس نے پیشاب روکا؟

تین سو برس میں حاجت نہیں ہوئی، کون ہے روکنے والا؟

تین سو برس میں بھوک نہیں لگی کس نے بھوک کو مٹایا؟

تین سو برس تک سوئے سوئے تھکے نہیں، کس نے ان کی تھکاوٹ کو دور کیا؟

تین سو برس میں پسلیاں درد نہیں ہوئیں، کس نے ان کے درد کو ہٹایا؟

تین سو برس میں کوئی کیڑا، سانپ، بچھو نہیں کاٹنے آیا کس ذات نے انہیں روکا؟

تین سو برس میں کوئی شیر، چیتا انہیں کھانے نہیں آیا، کونسی قدرت نے انہیں پیچھے دھکا دیا؟

تین سو برس میں زمین نے ان کو نہیں کھایا، زمین کھا جاتی ہے، زمین نگل جاتی ہے، بڑوں بڑوں کو زمین مٹی بنا دیتی ہے۔ زمین پر امر اترا تم نے کھانا نہیں، ہوا پہ امر اترا تم نے ان کو جگانا نہیں، سورج کو حکم ہوا، اے سورج تیری کرنیں میرے بندوں پر براہ راست نہیں پڑنی چاہئیں۔ تقرضھم جب سورج چلتا ہے تو اللہ پاک کا امر آتا ہے جو سورج کی کرنوں کو ان سے ہٹا دیا جاتا ہے۔

کرشمہ خداوندی

تین سو برس کے بعد پھر انکو اٹھایا ثلث مائة سنين، تین سو برس سو رہے ہیں، پھر اٹھایا، قال قائل، اب ایک بولا کم لبثتم، یار کتنا عرصہ سوئے، ایک بولا یوماً ایک دن، دوسرا بولا او بعض یوم، نہیں آدھا دن بال نہیں بڑھے، ناخن نہیں بڑھے، کپڑے نہیں، پرانے نہیں ہوئے میلے نہیں ہوئے۔ اور و کلبهم باسط ذراعيه بالوصيد۔ کتا باہر بیٹھا آرام سے سو رہا ہے اور وہاں سے فوجیں گزر رہی ہیں، ان کی تلاش میں ملک کا کونہ کونہ چھان مار رہے ہیں۔ لیکن اللہ ان کی نگاہوں پر پردہ ڈال رہے ہیں، کتا باہر بیٹھا ہے، وہ اندر ہو رہے ہیں، فوجیں گزر رہی ہیں، کسی کو نظر نہیں آرہا، اللہ پاک نے اندھا کر دیا۔

جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے

اصحاب کہف کو خدا نے اپنی تین سو برس کے بعد اٹھایا، کتنا عرصہ سوئے؟ بھئی آدھا دن، سوئے ہیں، اچھا بھائی اب بھوک لگی ہے۔ اللہ اکبر تین سو برس میں تو بھوک نہیں لگی۔ اب اٹھے ہی بھوک لگی، بھائی کوئی بھوک کا انتظام کرو، انہوں نے کہا بھائی ایسا کرو، جانا اور وليتطف نرمی سے بات کرنا ولا يشعرن بكم احدا کسی کو پتہ نہ چلے، کہیں پکڑے گئے تو مارے جائیں گے۔ انہیں خبر ہی نہیں کہ باہر تین سو برس گزر چکے ہیں۔

حضرت مریم علیہا السلام کا ایمان افروز واقعہ

مرد و عورت ملیں تو بچہ ہوتا ہے، ساری دنیا دیکھتی ہے، سارا جہاں دیکھتا ہے، لہٰذا ہر کوئی شادی کے بعد دعا کرتا ہے کہ اللہ اولاد دے، شادی سے پہلے بھی کسی نے دعا کی؟ اور یہ اللہ کی نیک بندی مریم ایک کونے میں ہوئی نہانے کو تو فرشتہ انسانی شکل میں سامنے آگیا، وہ گھبرا گئی "انی اعوذ بالرحمن منك، ان كنت تقيا" اللہ سے پناہ مانگتی ہوں، کون ہے؟

کہانہیں، ڈرونہیں، مردنہیں ہوں ''انما انا رسول ربك'' فرشتہ ہوں۔

کیوں آئے ہو؟ ''لاھب لك علما زکیا'' اللہ تمہیں بیٹا دینا چاہتا ہے، وہ کہنے لگی، توبہ توبہ ''انی یکون لی غلم'' مجھے بیٹا؟ ''لم یمسسنی بشر'' میری تو شادی نہیں ہوئی ''ولم اك بغیا'' میں کوئی بازاری عورت تو نہیں ہوں، تو یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ یا حرام سے آئے یا حلال سے آئے، تو دونوں کام نہیں ہیں ''قال کذالك قال ربك هو علی هین'' اے مریم! تیرا رب کہہ رہا ہے کوئی مسئلہ نہیں ابھی ہو جائے گا ''فنفخنا فیه من روحنا'' جبرائیل نے پھونک ماری ادھر حمل۔

اس کو نو مہینے اٹھاتیں تو کس کس کو جواب دیتیں کہ میری بے بسی ہے، لہٰذا دوسری قدرت، پھونک سے حمل اور ساتھ ہی نو مہینے کے مرحلے نو پل میں طے کروا کے دردِ زہ لگا دیا ''فاجاء ھا المخاض الی جذع النخلة'' اور دردِ زہ نے بھگایا اور ایک کھجور کے نیچے جا کے بچہ دے دیا۔

اور اب سر پر ہاتھ رکھا ''یلیتنی مِتُّ قبل ھذا'' ہائے میں مرجاتی ''وکنت نسیا منسیا'' ہائے میرا دنیا آنا بھی لوگ بھول جاتے، میں کس منہ سے اب شہر کو جاؤں؟ جبرائیل علیہ السلام پھر آئے ''الا تخزنی قدر جعلك ربك تحتك سریا'' غم نہ کر، چشمہ چل گیا ہے ''فکلی واشربی'' کھاپی ''قری عینا'' اطمینان رکھ اور بچہ کو شہر میں لے جا۔ انہوں نے کہا۔ میں کیسے جاؤں؟ کیا جواب دوں؟ کہا تم جواب دینا ''انی نذرت للرحمن صوما فلن اکلم الیوم انسیاء'' میرا روزہ ہے میں نے بات نہیں کرنی۔

بنی اسرائیل میں روزے میں بھی بات نہیں کر سکتے تھے۔ ہم روزے میں جھوٹ بھی بول دیں تو روزہ نہیں ٹوٹتا، وہ سچ بھی بولیں تو تب بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اتنی رعایت لے کر بھی اللہ کی نافرمانی کرتے۔ ہائے ہائے۔

''فاتت به قومها تحمله'' بچہ گود میں لے کر شہر میں آئیں، ایک پکار پڑی، ''یمریملقد جئت شیئا فریا'' اے مریم یہ کیا کیا؟ ''یاخت هارون'' اے ہارون کی

بہن ''ما کان ابوك امراسوء '' تیراباپ تو ایسا نہیں تھا'' وما کانت امك بغیا'' تیری ماں تو ایسی نہیں تھی ''فاشارت الیه '' ان کی انگلی اس بچے کی طرف اٹھی۔ پھر یوں کہا، اس سے بات کرو۔ میرا روزہ ہے تو وہ پھٹ پڑا ''کیف نکلم من کان فی المهد صبیا'' بے وقوف بناتی ہے۔ بہانہ کرنے کا بھی تجھے طریقہ نہیں آتا۔ ایک تو منہ کالا کیا، ایک بہانہ ایسا بناتی ہے، بچہ کیسے بات کرے؟ تو ایک ہنگامہ شروع ہو گیا، ابھی وہ ایسے ہی ہوں ہاں کر رہے تھے کہ ایک دم بچے کا خطاب شروع ہوا۔ بغیر لاؤڈ سپیکر کے سارے ڈیفنس میں گھوم گیا۔ سارے بیت المقدس میں گھوم گیا۔

((انی عبد الله ، اتنی الکتاب ، وجعلنی نبیا ، وجعلنی مبارکا ، این ماکنت ، واوصنی بالصلوٰة والزکوٰة مادمت حیا ، وبرابوالدتی ولم یجعلنی جبار اشقیا ، والسلام علیّ یوم ولدت ، ویوم اموت ویوم ابعث حیا ذالك عیسیٰ ابن مریم))

عیسیٰ علیہ السلام نے تقریر کی، تیسری قدرت، پھونک سے حمل، فوراً بچہ پیدا ہوا، تیسری طاقت ظاہر ہوئی کہ جو اڑھائی سال کے بعد ٹوٹی پھوٹی بات کرنے والا بچہ وہ ماں کی گود میں ایسی فصیح تقریر کر رہا ہے۔

میں اللہ کا بندہ،

میں کتاب والا،

میں نبوت والا،

میں ماں کا فرمانبردار،

میں نہیں ہوں بدداغ،

میں نماز والا،

میں زکوۃ والا،

میں سلامتی والا پیدائش کے دن،

میں سلامتی والا موت کے دن،

اور میں سلامتی والا قیامت کے دن،

یہ تقریر اس بچے سے اللہ تعالیٰ نے کروا کر ساری دنیا کے دماغوں پہ ہتھوڑا مارا کہ اس کائنات کا نظام اسباب سے چلتا ہے اللہ کسی سبب کا پابند نہیں ہے۔

نظر کی حفاظت کی برکات

گلاسکو میں ہمارا ایک ساتھی تھا، بیمار ہو گیا، ہسپتال میں داخل ہوا، تین دن تک داخل رہا۔ چوتھے دن نرس اس سے کہنے لگی جو اٹینڈینس تھی، آپ مجھ سے شادی کر لیں۔

اس نے کہا کیوں؟ میں مسلمان ہوں، تیرا میرا ساتھ نہیں ادا ہو سکتا۔

کہنے لگی میں مسلمان ہو جاؤں گی۔ کیا وجہ ہے؟ کہا میری جتنی سروس ہے۔ ہسپتال میں، میں نے آج تک کسی مرد کو کسی عورت کے سامنے نہیں دیکھا سوائے تیرے، تم میری زندگی میں پہلے شخص ہو جو عورت کو دیکھ کر نظر جھکا لیتے ہو۔ میں آتی ہوں تو تم اپنی آنکھیں بند کر لیتے ہو۔ اتنی حیاداری سچے دین کے سوا کسی میں نہیں دیکھی جا سکتی۔

آنکھوں کی حفاظت نے اسکے اندر اسلام داخل کر دیا۔ مسلمان ہو گئی دونوں کی شادی ہو گئی۔ وہ لڑکی اب کتنی لڑکیوں کو اسلام میں لانے کا ذریعہ بن چکی ہے کتنی وہاں کی برٹش خواتین ہو چکی ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کام کے لیے قربانی دینے والے ایک شخص کا واقعہ

ایک ساتھی روس کی جماعت میں گیا، پیچھے اس کو سولہ لاکھ کا نقصان ہوا، اب وہ واپس آئے تو اسکے سارے رشتہ داروں نے اس کا جینا حرام کر دیا، تبلیغ کرتا رہتا ہے اور بھی کر، سارا گھر لوٹا دیا۔ اسی کا نام اسلام ہے کہ اپنے بچے در در بھیک مانگتے ہیں، وہ نیم پاگل ہو گیا، ایک دفعہ ہم گشت کر رہے تھے۔ بازار میں سوکڑ منڈی میں، تو وہاں وہ بھی

بیٹھا ہوا تھا اور جو منڈی کا تاجر تھا وہ کہنے لگا کہ مولوی صاحب یہ کوئی تبلیغ ہے اس بے چارے کا سارا گھر لٹ گیا، سولہ لاکھ نقصان ہوا۔ میں نے اس سے کہا تجھے مبارک ہو!

وہ حیران ہو گئے، انہوں نے کہا مولوی یہ کیا کہہ رہے ہو، میں نے کہا اجمالی بات تو یہ ہے کہ یہ نقصان اس کے مقدر میں تھا ''ما اصابت لم یکن لخطتك وما اخطئت لم یکن لیصیبك رفعت الا قلام وجفت الصحف'' نبی کا فرمان ہے جو تکلیف آنے والی ہے اسے کوئی ہٹا نہیں سکتا۔ اور جو راحت آنے والی ہے اس کو کوئی روک نہیں سکتا۔ یہ تکلیف آنی تھی، کاروبار میں گھاٹا آنا تھا، تمہاری اس منڈی میں روزانہ گھاٹے پڑتے ہیں، لاکھوں گھاٹے پڑتے ہیں، تم نے کبھی شور مچایا، تم نے کبھی کہا کہ اس کے بچے بھوکے مر رہے ہیں، سودی کاروبار کرتے کرتے جب وقت آتا ہے دیوالیے نکل جاتے ہیں، یہ تبلیغ میں گیا تھا اس کا نقصان ہوا اس لیے شور مچا رہے ہیں اس کا نقصان ہونا تھا لیکن یہ مبارک شخص ہے کہ اس کا نقصان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقصان سے مشابہ ہو گیا۔

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کامل

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ جنگل میں رہتے تھے، موت کا وقت آ گیا ان دنوں وہاں کوئی نہیں تھا، صرف حج کے دنوں میں عراق کے حاجی وہاں سے جاتے تھے۔ اس وقت حج کا موسم نہیں تھا۔ ان کی صرف بیوی اور ایک بیٹی تھی، اب ان کو دفن کون کرے گا، غسل کون دے گا، جنازہ کون پڑھے گا، قبر کون کھودے گا؟ بیوی کہنے لگی کہ اب ہمارا کیا بنے گا؟

تو کہنے لگے، ما کذبت نہ تم سے جھوٹ کہوں گا نہ مجھ سے جھوٹ کہا گیا ہے۔ میں ایک محفل میں بیٹھا تھا، میرے آقا نے فرمایا کہ تم میں سے ایک آدمی ایسا ہے اکیلا مرے گا اکیلا رہے گا، اکیلا اٹھے گا، جنازہ مسلمانوں کی ایک جماعت پڑھے گی، جتنے آدمی اس محفل میں تھے وہ سارے شہروں میں مر گئے، میں اکیلا بچ گیا ہوں جنگل میں، معلوم نہیں کون آئے گا، کہاں سے آئے گا اور خبر سچی ہے لہٰذا غم نہ کرو، میرا جنازہ پڑھنے کوئی آئے گا۔

یہ تقویٰ کی ایسی نشانی ہے کہ اللہ اور اسکے رسول کا علم ان کے دلوں میں اترا ہوا تھا، دیکھو مری کے بازار والوں سے پوچھو کہ اللہ کا دین کیا کہتا ہے؟ اس تجارت میں تمہیں پتہ ہے؟ کس طریقہ پر یہ کاروبار چلایا جائے کہ اللہ اور اس کا حبیب ناراض نہ ہو جائے، کوئی نہیں بتا سکتا، اسی طرح زمینداری کرنی ہے؟ کہ اللہ اور اسکا رسول راضی ہو جائے اور ناراض نہ ہو۔ جو سارے تاجر کر رہے ہیں وہ یہ بھی کر رہا ہے۔ یہ جھوٹ بول رہا ہے اور وہ بھی جھوٹ بول رہا ہے، وہ سود پہ چل رہے ہیں، یہ بھی سود پر چل رہے ہیں۔

لیکن ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ پر ایک دن گزر گیا، دوسرا دن گزر گیا، تیسرے دن ان پر موت کے آثار آ گئے، بیٹی کو بلایا کہ بیٹی! آج مہمان ضرور آئیں گے میرے جنازے میں! روٹی پکاؤ تا کہ مہمان کی خدمت میں کمی نہ آئے میں ضرور مر جاؤں گا۔ ان کو کھانے پکانے میں لگا دیا اور بیوی سے کہا کہ تو جا راستہ میں بیٹھ، کوئی نہ کوئی ضرور آئے گا۔

وہ جا کے بیٹھ گئیں راستے میں، اللہ اکبر! کافی عرصہ گزر گیا، امید ناامیدی میں بدل گئی کہا اچانک عراق کی سڑک سے غبار اٹھتا نظر آیا، جب غبار کا پردہ پھٹا تو بیس اونٹنیوں کے سوار نمودار ہوئے، ان کی بیوی نے سامنے سے کھڑے ہو کر اشارہ کیا، جب انہوں نے عورت کو جنگل اور تنہائی میں دیکھا تو اپنی سواریاں موڑ لیں تو اس عورت نے کہا کہ ایک اللہ کا بندہ مر رہا ہے، اسکا جنازہ پڑھ لو تو تمہیں اجر ملے گا۔

انہوں نے کہا کہ وہ کون ہے؟

کہا کہ اللہ کے حبیب کا ساتھی ہے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سارے یک دم رونے لگے اور کہا ہمارے ماں باپ ابوذر رضی اللہ عنہ پر قربان۔ یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے اور ان کے ۱۹ ساتھی تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ میں چالیس آدمیوں کی طاقت

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کون کمائی کر سکتا تھا خیبر کے دروازے کو اکیلے پکڑ کر اٹھا کر پھینک دیا علی ایسے طاقتور تھے کہ خیبر کے دروازے کو جسے چالیس آدمی کھولتے تھے

اسے پکڑا اور اٹھا کر پھینک دیا وہ کمائی نہیں کر سکتے تھے؟ دو بیٹیوں کو روٹی نہیں کھلا سکتے تھے۔ وہ کس بات پر قربان ہو رہے ہیں۔ ہمارے لیے قربان ہو رہے ہیں کہ ہم نے کلمے کو سارے انسانوں تک پہنچانا ہے۔ چار دن کی بھوک برداشت کر لو کوئی بات نہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سردی میں باہر پھر رہے ہیں پریشان ہیں اتنے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی باہر نکلے آپ نے فرمایا اے علی رضی اللہ عنہ سردی میں کیا کر رہے ہو؟ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کیا کروں بھوک اتنی سخت لگی ہوئی ہے کہ گھر میں بیٹھا نہیں جاتا اور اوپر سے سردی اور سردی میں بھوک بھی زیادہ لگتی ہے۔ آپ نے فرمایا علی رضی اللہ عنہ! میں بھی بھوکا ہوں مجھے بھی بھوک نے گھر سے نکالا ہے۔ آگے چلے تو کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہاں کیا کر رہے ہو؟ کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھوک کی شدت نے گھر سے باہر نکال دیا ہے۔ فرمایا اچھا بھائی! اب تو کچھ کرنا ہی پڑے گا ایک کھجور کا درخت سامنے کھڑا ہے سردی کا زمانہ ہے۔ سردی میں کھجوریں کہاں سے آتی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علیؓ جاؤ اس کھجور سے کہو کہ اللہ کا رسول کہتا ہے کہ ہمیں کھجور کھلاؤ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ دوڑے دوڑے گئے کھجور کے درخت سے کھجور گرانے کا کہا تو کھجور کے پتوں سے کھجوریں ٹپ ٹپ گرنے لگیں ہم سے تو کھجوریں ہی اچھی تھیں کہ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو مانتی تھیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جھولی بھر گئی آپ اٹھا کے لائے کہ بھائی کھاؤ سب کو کھلایا خود بھی کھایا ان کو بھی کھلایا پیٹ بھر گیا کچھ بچ گئیں فرمایا جاؤ یہ فاطمہؓ کو بھی دے کے آؤ وہ بھی کئی دنوں سے بھوکی ہے۔ بھوک پر امت کو اٹھایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج کے بعد میں تیرا باپ اور عائشہ تیری ماں

حضرت بشیر ابن عکرمہ رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں، ان کے باپ اللہ کے راستے میں گئے وہاں شہید ہو گئے ماں پہلے انتقال کر گئیں تھیں یہ اکیلے تھے۔ جب لشکر واپس آیا تو اپنے باپ سے ملنے کے شوق میں مدینے سے باہر جا کر کھڑے ہو گئے کہ باپ کو جا کر ملوں گا تو جب سارا لشکر گزر گیا تو باپ نظر نہ آیا۔ تو پھر بھاگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم

آگے آگے جا رہے تھے پیدل ہی تھے۔ آگے جا کر کھڑے ہو گئے۔ یا رسول اللہ ﷺ میرے باپ نظر نہیں آ رہے تو آپ ﷺ نے نظریں چرالیں فاعرض عنی، تو آپ ضبط نہ کر سکے اور آنسو بہنے لگے تو حضرت بشیر فرماتے ہیں میں آپ کی ٹانگوں سے لپٹ گیا اور میں نے رونا شروع کر دیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میری ماں پہلے چلی گئی باپ بھی چلا گیا اب میرا دنیا میں کوئی نہیں ہے تو حضور ﷺ نے فوراً فرمایا "اما ترض ان یکون رسول اللہ ابا کم وعائشہ امك" کیا تو راضی نہیں کہ آج کے بعد اللہ کا رسول ﷺ تیرا باپ ہو اور عائشہ تیری ماں ہو۔

سب بستی والے برباد ہو گئے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک بستی سے گزر ہوا دیکھا تو سب برباد ہوئے پڑے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ان پر اللہ کے عذاب کا کوڑا برسا ہے:

((فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ))

(سورۃ الفجر آیت:۱۴)

تیرے رب کے عذاب کا کوڑا کیوں نہیں برسا لیکن آج کے کفر پر اللہ کے عذاب کا کوڑا بڑی سے بڑی مادی طاقت پر برسے گا۔ چاہے وہ ایٹم کی طاقت ہو، چاہے وہ تلوار کی طاقت ہو چاہے وہ حکومت کی طاقت ہو، اللہ کے عذاب کا کوڑا برسے گا جب کلمے والے وجود میں آئیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آواز پر مردے زندہ ہوتے تھے آپ نے ندا کی کہ اے بستی والو! جواب آیا لبیک یا نبی اللہ۔

حضور ﷺ کا دیکھنا، اور ماں باپ کے پاس رہنا دین ہے

حجۃ الوداع کے بعد آپ ﷺ دو اڑھائی مہینے بھی زندہ نہیں رہے حجۃ الوداع کے بعد آپ ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو فرمایا معاذ یمن جاؤ وہاں جاؤ اور "عسی ان لا تلقی بعد عامی ھذا" "اب تو آئے گا مجھے نہیں پائے گا" "لعلك تمر بمسجدی ھذا"

جب تو آئے گا مسجد تو ہو گی میں نہیں ہوں گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا دین ہے اور ماں باپ کے پاس رہنا دین سے ان کی خدمت کرنا دین ہے۔ ان کے لیے کمائی کرنا دین ہے لوگوں کو دین کے مسائل بتانا بھی دین ہے۔ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بھی اہل فتویٰ میں سے تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھنا ان کے احکام سننا یہ سارے دینی اوامر ہیں۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود اس دین کو قربان کروا کر کہہ رہے ہیں کہ یمن جا یمن جا۔

بتاؤ بھائی پوری دنیا میں جماعت بھیجنی ہے کیا کریں

حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے چھ یا سات آدمی ہوتے تھے ان سے کہتے ہاں بھائی! بتاؤ پوری دنیا میں جماعت بھیجنی ہے کیا کریں؟ اس میں شریک ایک آدمی نے مجھے بتایا کہ ہم نے کہا یہ کیا شیخ چلی کے منصوبے بنا رہے ہیں چھ آدمی ہیں اور کہتے ہیں کہ پوری دنیا میں جماعتیں بھیجنی ہیں ان کا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا یا ہمارا دماغ خراب ہے ساری دنیا کو سامنے رکھ کر سوچ رہے ہیں اور ترتیب دے رہے ہیں سارے عالم میں جماعتیں بھیجنی ہیں۔ سارے عالم میں کلمہ پھیلانا ہے کیا کریں اگر ہم سارے عالم فکر نہیں کرتے تو ہمیں ختم نبوت والا نور نہیں مل سکتا اور اب اللہ کی نگاہ بدل جائے گی اس پر ایک ہے ضائع کرنا، ایک ہے قربان کرنا جماعت میں گیا ماں کو تکلیف ہو گئی یہ ضائع نہیں یہ قربانی ہو رہی ہے باپ کو پریشانی ہو گئی بچے رو رہے ہیں بیوی پریشان ہے اور طعنے دیے جا رہے ہیں۔ کہ یہ دیکھو بھائی یہ کونسی تبلیغ ہے؟ یہ قربانی ہے یہ جو رونا ہے یہ اللہ کے عرش کے دروازے کھلوائے گا۔

کلمہ سیکھو اسلام والے بن جاؤ گے

حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ ایک دبلے پتلے سے صحابی ہیں وحی کے کاتب تھے یعنی لکھتے تھے مصر میں ایک قلعہ فتح نہیں ہو رہا تھا کچھ دن گزر گئے جب محاصرہ شروع ہوا روزانہ محاصرہ کرتے تھے ایک دن شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کو بہت جوش آیا گھوڑے کو ایڑھی

لگا کے آگے بڑھے اور فصیل کے قریب جا کر فرمایا اے قبطیو! سنو ہم ایک ایسے اللہ کی طرف تمہیں بلا رہے ہیں اگر اس کا تمہارے اس قلعہ کو توڑنے کا ارادہ ہو جائے تو آن کی آن توڑ سکتا ہے۔ اور لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر، کہہ کر جو شہادت کی انگلی اٹھائی سارا قلعہ زمین پر آ گرا انہوں نے یہ کلمہ سیکھا ہوا تھا کلمہ پڑھ کر جب انگلی اٹھائی تو سارا قلعہ زمین کے ساتھ مل گیا میں آپ کو پکی روایتیں بتا رہا ہوں اپنی طرف سے نہیں سنا رہا وہ کلمہ سیکھا ہوا تھا یہ وہ گدھے نہیں تھے کہ جس نے شیر کی کھال کو پہن رکھا تھا ہم گدھے ہیں کہ جنہوں نے شیر کی کھال کو پہن رکھا ہے اور کہتے ہیں کہ ہم اسلام والے ہیں ابھی تو ہم نے کلمہ سیکھا نہیں ہے۔

دنیا کی محبت اور بروں کی صحبت نے ہلاک کیا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تمہارا گناہ کیا تھا اور تم کس سبب کی وجہ سے ہلاک ہو گئے؟ آواز آئی۔ ہمارے دو کام تھے، جس کی وجہ سے ہم ہلاک ہوئے ایک تو ہمیں دنیا سے محبت تھی ایک طواغیت کے ساتھ محبت تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا طواغیت کے ساتھ محبت سے کیا مطلب آواز آئی برے لوگوں کا ساتھ دیتے تھے اور بروں کی صحبت میں بیٹھتے تھے پوچھا دنیا کی محبت سے کیا مطلب؟ آواز آئی دنیا سے محبت اس طرح سے تھی جیسے ماں بچے سے محبت کرتی ہے جب دنیا آتی تھی تو ہم خوش ہوتے تھے اور جب دنیا ہاتھ سے نکلتی تھی تو ہم بہت غمگین ہوتے تھے حلال حرام کا خیال کیے بغیر دنیا کماتے تھے اور جائز و ناجائز کا خیال کیے بغیر دنیا خرچ کرتے تھے۔ کمائی میں حلال وحرام کو نہیں دیکھتے تھے اور خرچ کرنے میں بھی جائز و ناجائز کو نہیں دیکھتے تھے۔ اس پر ہماری پکڑ ہوئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا پھر تمہارے ساتھ کیا ہوا آواز آئی رات کو ہم سب اپنے گھروں میں سوئے ہوئے تھے جب صبح ہوئی تو ہم سب ہاویہ میں پہنچ چکے تھے۔ پوچھا یہ ھاویہ کیا ہے؟ کہا گیا کہ ھاویہ سجین ہے پوچھا یہ سجین کیا ہے آواز آئی اے اللہ کے نبی ارواح کو ان میں دفن کر دیا ہے ہماری روحوں کو ان کے اندر دفن کیا ہے اور

اسمیں دفن پڑے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم ہی ایک بول رہے ہو دوسرے کیوں نہیں بولتے؟ آواز آئی اے اللہ کے نبی! تمام کو آگ کی لگا میں چڑھی ہوئی ہیں وہ نہیں بول سکتے میرے منہ میں لگام نہیں ہے۔ میں اس لیے بول رہا ہوں فرمایا تو کیوں بچا ہوا ہے؟ کہنے لگا میں ھاویہ کے کنارے پر بیٹھا ہوا ہوں اور میرے منہ میں لگام نہیں ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ میں ان کے ساتھ تو رہتا تھا لیکن ان جیسے کام نہیں کرتا تھا تو ان کے ساتھ رہنے کی وجہ سے میں بھی پکڑا گیا میں کنارے پر بیٹھا ہوں لیکن لگام نہیں چڑھی پتہ نہیں کہ نیچے گرتا ہوں یا اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے مجھے بچاتا ہے مجھے اس کی خبر نہیں ہے۔

اللہ سے دعا مانگو کہ کلمہ زندہ ہو جائے

حضرت نوح علیہ السلام اس کلمے کو لے کر اٹھتے ہیں اور سامنے پوری دنیا باطل ہے حضرت نوح علیہ السلام اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک چیز مشترک ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کو بھی ساری دنیا کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ساری دنیا کی طرف بھیجا گیا صرف اتنا فرق ہے کہ اس زمانے میں دنیا صرف اتنی ہی تھی جس میں حضرت نوح علیہ السلام بھیجے گئے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک کا زمانہ دیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن تک کے لیے انسانوں کے رسول بنا دیے گئے حضرت نوح علیہ السلام صرف اپنے زمانے کے نبی تھے اور وہ زمانہ وہی تھا۔ جس میں وہ ساری انسانیت تھی اور کہیں انسانیت نہیں تھی اکیلے نوح علیہ السلام اس کلمے کی دعوت کو لے کر اٹھے ہیں اور اس حال میں اٹھے "رَبِّ اِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَّنَهَارًا" (سورۃ نوح: آیت ۵) یا اللہ میں کلمے کو لے کر دن میں بھی پھر رات میں بھی۔ کلمہ زندہ ہو جائے اس کی اللہ سے دعا مانگو "فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَآءِيْٓ اِلَّا فِرَارًا" (سورۃ نوح آیت: ۶) نوح علیہ السلام کہہ رہے ہیں کہ یا اللہ دعوت دیتا رہا یہ مجھ سے بھاگتے رہے ہیں انہیں میں تیری طرف بلاتا رہا یہ مجھ سے دور ہوتے رہے میں نے جب دعوت دی۔

((وَاِنِّيْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا)) (سورہ نوح آیت ۷)

میں انہیں تیری طرف پکارتا یہ منہ پر دے ڈالتے کانوں میں انگلیاں دیتے تھے۔ مجھ سے بھاگتے لیکن اے اللہ! میں اسکے باوجود دعوت دیتا رہا۔

چودہ کنگرے ٹوٹے اور بت کدے کی آگ بجھ گئی

''نوشیرواں'' حیران ہے کہ یہ میرے بت کدے کی آگ کیسے بجھ گئی اور میرے محل کے چودہ کنگرے کیسے ٹوٹ کے گر پڑے ان کا ایک بڑا پادری آیا اور کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ دریائے فرات خشک ہو گیا ہے اور عرب گھوڑے ایرانی گھوڑوں کو بھگا کے لے جا رہے ہیں وہ حیران و پریشان ہے کہ یہ کیا ہوا اس زمانے میں ایک عیسائی عالم تھا اس کو بلایا اس سے تعبیر پوچھی اس عالم نے کہا میرا ایک ماموں شام میں رہتا ہے اس سے جا کے پوچھتا ہوں شام میں آ کر پوچھتا ہے اس نے اس کے پوچھے بغیر ہی کہا کہ مجھے پتہ ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس نے تجھ کو کس لیے بھیجا ہے اس نے تجھے اس لیے بھیجا ہے کہ اس کے بت کدے کی آگ بجھ گئی اور اسکے چودہ کنگرے ٹوٹ کر گر گئے۔ اسے جا کے بتا دو کہ اب وہ نبی ظاہر ہوگا اور لکڑی کو لے کر چلے گا آپ کی سنت مبارکہ تھی کہ عصا ہاتھ میں رکھ کر چلا کرتے تھے جو لکڑی لیکر چلے گا اور قرآن کی تلاوت ہر طرف گونجنے لگے گی۔

سن لو میرے بھائیو! ذرا غور سے سن لو کہ یہ علامت کیا بتا رہی ہے کہ کس وقت دنیا میں دین اٹھے گا جب قرآن کی تلاوت کثرت سے ہونے لگ جائے گی جس کے ہاتھ میں لاٹھی ہوگی تو پھر یاد رکھنا شام بھی اس کا بن جائے گا ایران بھی اس کا بن جائے گا پھر آل ساسان کی حکومت بھی ختم ہو جائے گی اور اس نبی کا کلمہ بلند ہو کے رہے گا۔

تین آدمی اپنے پیشاب میں غرق ہو گئے

جب کلمہ اندر میں آتا ہے تو باطل ایسے ٹوٹتا ہے جیسے تم انڈے کے چھلکے کو توڑتے ہو جیسے اللہ نے قوم نوح کے باطل کو توڑا ایک بھی نہ بچا تین آدمی غار میں چھپے انہوں نے کہا

یہاں تو کوئی نہیں آئے گا، پانی آئے گا نہ کوئی اور آئے گا اوپر سے پتھر رکھ لیا۔اور غار میں چھپ گئے مطمئن ہوئے اللہ اگر چاہتا تو پانی کو باہر سے بھی داخل کر سکتا تھا وہ اپنی قدرت کو دکھانا چاہتا ہے تینوں کو پیشاب آیا ایسے زور کا پیشاب کہ روک نہیں سکے، پیشاب کے لیے بیٹھ گئے اللہ تعالیٰ نے پیشاب کو جاری کر دیا پیشاب بند نہیں ہوا نکلتا جا رہا ہے حتیٰ کہ وہ تینوں اپنے پیشاب میں غرق ہو کر مر گئے اللہ نے کسی کو نہ چھوڑا اور اپنے کلمے والے کی بات کو سچا کیا اور اپنے کلمے والے نوح علیہ السلام کو سچا کیا جیسے اس نے کہا تھا: ''رَبِّ لَاتَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ دَیَّارًا'' (سورہ نوح: آیت ۲۶) یا اللہ ایک بھی چلتا ہوا مت چھوڑ، اللہ نے کہا میرے نوح! دیکھ لے تیرے کلمے پر میں نے ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑا سب مرے پڑے ہیں سب برباد ہوئے پڑے ہیں۔

گناہ سے توبہ اور آسمان پر چراغاں

جب آدمی توبہ کرتا ہے تو آسمان پر ایسی چراغاں ہوتی ہے جیسے کسی نے لائٹیں جلائی ہوں تو فرشتے کہتے ہیں کیا ہوا بھائی یہ روشنیاں کیوں ہیں تو ایک فرشتہ ایک اعلان کرتا ہے۔ بھائی آج ایک بندے نے اپنے مولا سے صلح کر لی ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ اس خوشی میں آسمان پر چراغاں کرو کہ یہ میرا بندہ آ گیا ہے۔تو بھائی ہم چاہے پولیس والے ہوں، چاہے زمیندار ہوں، چاہے تاجر ہوں، مسئلہ تو ہم سب کا اللہ ہی سے جڑا ہوا ہے لہٰذا ہم اپنے گناہ مٹانے کے لیے اللہ کی طرف رجوع کریں اور توبہ کریں۔

تین سو سال کی عمر میں بچے کا بالغ ہونا

قوم عاد پر ہوا کا طوفان آیا ساری قوم کیسی گری ہوئی پڑی ہے۔ کھجور کے تنوں کی طرح کٹے ہوئے پڑے ہیں۔ ہوا آئی دنیا کی سب سے طاقتور قوم کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیا کہ اللہ تعالیٰ اتنے طاقت والے ہیں کہ زمین و آسمان اس کی مٹھی میں ہے جس نے بڑی بڑی قوموں کو پٹخ دیا قوم عاد کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ قوم عاد تم سے پہلے

گزری ہے جن کے چالیس پچاس ہاتھ لمبے قد ہوتے تھے۔ان جیسا کسی ماں نے پیدا ہی نہیں کیا۔تین سو سال کی عمر میں جاکر بالغ ہوتے تھے۔ چھ سو، آٹھ سو، نو سو سال اوسط ان کی عمر ہوتی تھی، بیمار نہیں ہوتے تھے، بڑھاپا نہیں آتا تھا، بال سفید نہیں ہوتے تھے، دانت نہیں ٹوٹتے تھے، کمر نہیں ٹیڑھی ہوتی تھی۔سب کے سب کچلے گئے۔

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر آسمان سے پتھروں کی بارش

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم میں جب وہ برا فعل پھیلا اور وہ عورتوں کو چھوڑ کر لواطت کا شکار ہوئے وہ ایسی بدبخت قوم تھی جنہوں نے ایسے کام کو شروع کیا جو کبھی کسی نے کیا ہی نہیں تھا اس لیے جو عذاب قوم لوط علیہ السلام پر آیا ہے۔ جتنے عذاب قوم لوط علیہ السلام پر آئے کسی قوم پر نہیں آئے۔سب سے پہلے اللہ جل جلالہ نے جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا کہ ان بدبختوں کو اٹھاؤ، انہوں نے پر کی نوخ پر اٹھایا اور پہلے آسمان تک پہنچایا یہاں تک کہ فرشتوں نے اس بستی کے مرغوں کی اذانیں سنیں پھر الٹا کے زمین کی طرف پھینکا، اوپر سے پتھروں کی بارش سے ان کے چہرے مسخ کر دیے اور آنکھیں دھنس گئیں چہرے مسخ، پتھروں کی بارش زمین کو "جعلنا عالیھا سافلھا" (القرآن) اوپر کا حصہ نیچے اور نیچے کا حصہ اوپر اور پھر ہمیشہ کے لیے پانی کے عذاب میں مبتلا کر دیا گیا وہ بحیرہ موت جو ہے ستر میل ایک جھیل ہے جس میں کوئی جاندار نہیں رہ سکتا جو اس میں جاتا ہے مر جاتا ہے آج تک وہ اس عذاب میں جل رہے ہیں۔ کلمے کی طاقت نے قوم لوط علیہ السلام کی طاقت کو توڑ کے دکھا دیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی سارہ اور ظالم بادشاہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی سارہ کو ظالم بادشاہ نے غلط ارادے سے پکڑ لیا تو اللہ جل جلالہ نے سارا منظر ابراہیم علیہ السلام کی تسلی کے لیے کھول کر دکھا دیا اور ابرہیم علیہ السلام دیکھ رہے ہیں کہ وہ ہاتھ بڑھاتا تو ہاتھ شل ہو کر نیچے گر جاتا، تھوڑی دیر کے بعد وہ پھر ہاتھ بڑھاتا تو

ہاتھ شل ہو کر نیچے گر پڑتا۔ (سارے زانیوں کو اللہ جل جلالہ نہیں پکڑ سکتا؟) قادر ہے طاقتور ہے۔

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ (سابق ولی عہد سعودی حکومت) نے چوروں کو ختم کر دیا

نماز زندہ کرو اللہ جل جلالہ کے واسطے مسجدوں کو آباد کرو۔ اپنی کمائیوں سے حرام کو خارج کر دیں اگر کمائی کم پڑ گئی ضرور کم پڑے گی تو پریشان نہیں ہونا نماز پڑھ کر اللہ سے مانگو۔ پھر دیکھو۔ اللہ کیسی کیسی راہیں کھولتا ہے۔ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے سارے شہر سے چوروں کو ختم کر دیا سولیوں پر رحمۃ اللہ علیہ لٹکا دیا تھا ایک سعودی نے مجھے بتایا کہ سلطان عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جب مکے آتا تھا تو بیت اللہ کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ جاتا اور اس کے ہاتھ میں تلوار ہوتی اور وہ مسلسل روتا رہتا۔ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے استاد نے پوچھا کیوں اتنا روتا ہے۔ کہنے لگا کہ میں نے سب کو چوری سے روک دیا۔ اب انہیں کہاں سے کھلاؤں؟ تو اللہ کے سامنے آ کے رو رہا ہوں کہ یا اللہ تیرا حکم زندہ کر دیا دیکھو پھر اللہ جل جلالہ نے بٹھا کر کھلانا شروع کر دیا۔ سات سمندر پار سے مخلوق آئی اور ان کی زمین سے تیل کے چشمے نکال دیے۔ یہ حرام چھوڑنے اور حلال پر آنے کی برکت ہے آج ان کو سمجھ نہیں آ رہا کہ اپنے پیسے کیسے سنبھالیں۔ کیا اب بھی کوئی کہے گا کہ ہم کہاں سے کھائیں گے؟

حق آیا اور باطل گیا

یمن میں ایک کاہن کبھی گھر سے باہر نہیں نکلتا تھا جس دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو وہ کاہن گھبرا کے گھر سے باہر نکلا کہ اے اہل یمن آج سے بتوں کا زمانہ ختم ہو گیا۔ جس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے بڑے بڑے بت خانوں کے بتوں سے آواز آئی کہ ہمارا زمانہ ختم ہو گیا اب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ شروع ہو گیا بتوں کو توڑنے والے کا زمانہ آ گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں بت ٹوٹے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کا طواف فرما رہے ہیں، تین سو

ساٹھ بت اس وقت بیت اللہ میں تھے آپ ﷺ چلتے جا رہے ہیں اور بت کو اشارہ کرتے ہیں ''جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا'' (سورۂ بنی اسرائیل آیت:۸۱)

اور اشارہ کرتے ہی بت ٹوٹ کے گرتا ہے۔ بار بار اشارہ فرماتے ہیں اور بت ٹوٹ کے گرتے ہیں تین سو ساٹھ بت جو بیت اللہ میں رکھے تھے ہاتھ کے اشارے سے گر گئے۔ حالاں کہ اس وقت کمان ہاتھ میں تھی کمان کو کسی بت سے لگایا نہیں بلکہ اشارہ کرتے چلے جا رہے تھے اور بت ٹوٹتے چلے جا رہے تھے کہ بتوں کو توڑنے والے کا زمانہ آ گیا۔

حضور ﷺ کو دیکھ کر ایک یہودی کی کیفیت

ایک یہودی مکے کی گلیوں میں شور مچاتا پھرتا ہے آج کوئی بچہ پیدا ہوا ہے؟ بتاؤ کوئی بچہ پیدا ہوا ہے؟ کسی نے کہا فلاں کا لڑکا پیدا ہوا ہے، پوچھا کہ اس کا باپ زندہ ہے کہاں ہاں۔ کہنے لگا نہیں، نہیں، کوئی ایسا بچہ بتاؤ کہ جس کا باپ مرا ہو کہا کہ عبدالمطلب کا پوتا پیدا ہوا ہے کہا ہاں مجھے دکھاؤ جب دیکھا تو چیخ نکلی، ارے بنو اسرائیل سے نبوت نکل گئی اور اے قریش کی جماعت! تم نبوت کو آج ہم سے لے گئے ایک دن آئے گا یہ ٹکر لے گا جس کی ٹکر آواز مشرق اور مغرب سنائی دے گی ابھی تو آپ ﷺ پیدا ہو رہے ہیں وہ ابھی شروع نہیں کیا۔ معجزہ دلیل نبوت ہے کرامت دلیل ولایت ہے اور دعوتِ مقصد نبوت ہے اور اتباع سنت مقصد ولایت ہے مقصد کی طاقت معجزے کی طاقت سے زیادہ ہوتی ہے۔ مقصد کی طاقت کرامت کی طاقت سے زیادہ ہوتی ہے۔ معجزہ دلالت کے طور پر ہوتا ہے اور مقصد اصل کے طور پر ہوتا ہے آپ جس کو لے کر آئے وہ مقصد دعوت تھا کہ میں داعی ہوں ''شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا، وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا''
(سورۃ الاحزاب آیت:۴۶)

میں داعی ہوں داعی نبوت، نبوت کا مقصد کلمہ کی طرف بلانا، معجزہ دلالت نبوت، معجزے میں وہ طاقت نہیں جو مقصد میں طاقت ہے اور آپ کے معجزہ کی طاقت یہ ہے کہ انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے ہوئے جب آپ کے معجزے کی یہ طاقت ہے

کہ چاند کے دوٹکڑے ہوئے آپ کا جو مقصد تھا کلمے کی دعوت جب وہ مقصد وجود میں آئے گا تو میرے بھائیو اس کی طاقت کا کون اندازہ کرسکتا ہے۔

جنگل میں جھاڑیوں کا آپس میں مل جانا

ایک مرتبہ آپ ﷺ جنگل میں تشریف لے جارہے ہیں فارغ ہونے کے لیے چھوٹی چھوٹی جھاڑیاں تھیں جس کے پیچھے پردہ نہیں ہوتا تھا۔ آپ ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا! اے جابر! جاؤ ان جھاڑیوں سے کہو کہ اللہ کا رسول کہتا ہے کہ میرے لیے آپس میں جڑ جاؤ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ جھاڑیوں کے پاس جارہے ہیں اور ان سے کہہ رہے ہیں کہ اللہ جل جلالہ کا رسول فرمارہا ہے۔ کہ میرے لیے آپس میں جمع ہو جاؤ جھاڑیاں بھاگتی ہوئی آئیں اور آپس میں جڑ گئیں اب پردہ ہو گیا آپ ﷺ فارغ ہوئے کھڑے ہوئے جھاڑیاں پھر چلتے چلتے اپنی جگہ پر جاکے کھڑی ہو گئیں۔

پانی پیچھے پیچھے ماں بچہ آگے آگے

قوم نوح پر پانی برسا ہم نے زمین سے چشمے نکالے، آسمان سے پانی برسایا اور کائنات کے چپے چپے پر پانی کو پھیلایا۔ ایک انسان نہ بچا، حدیث میں آتا ہے اگر اللہ تعالیٰ کسی پر ترس کھاتا تو اس عورت پہ رحم کھاتا جو پانی کو دیکھ کر بچے کو لے کر نکلی۔ معصوم بچہ دودھ پیتا اس کو لے کر نکلی، پانی پیچھے وہ آگے، ایک ٹیلے پر چڑھی۔ پانی اس پر آیا پھر اس سے اونچے پر چڑھی۔ پانی وہاں پہنچا۔ اپنی بستی کے سب سے اونچے پہاڑ پر چڑھ گئی۔ پانی نیچے سے اوپر چڑھ رہا ہے یہاں تک کہ اسکے پاؤں کو پانی نے پکڑ لیا اور اس کے سینے تک آیا۔ اس نے بچے کو اوپر کرلیا گردن تک آیا۔ اس نے بچے کو گردن سے اوپر کرلیا کہ میں مرجاؤں، بچہ بچ جائے۔ لیکن پانی کی لہر نے بچے کو ہاتھ سے چھین کر اسے بھی غرق کیا۔ اس عورت کو بھی غرق کیا۔ اللہ نے کسی کو نہ چھوڑا۔ بے فرمانوں کے قصے اللہ سناتا ہے کہ میں کیسے بے فرمانوں کو پکڑتا ہوں۔

اللہ رب العزت پاک صاف دل میں رہتا ہے

ہم گندا کپڑا اٹھا کر پھینک دیتے ہیں، گندے بستر سے اٹھ جاتے ہیں ایسے گندے دل کو اللہ اٹھا کے پھینک دیتا ہے۔ سبحان اللہ۔ ہم بھی کیسے ظالم ہیں اپنے لیے صاف ستھرا کمرہ پسند کیا ہوا ہے۔ صاف ستھرا لباس پسند کیا ہوا ہے۔ اپنے لیے روزانہ نہانا پسند کیا ہوا ہے۔ اللہ نہ کپڑا دیکھے، نہ رنگ دیکھے، نہ کمرہ دیکھے، نہ مکان دیکھے، جہاں اللہ نے رہنا ہے وہ تو دل ہے اللہ اکبر۔ اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں نہ میں زمین میں آتا ہوں نہ آسمان میں آتا ہوں کہاں آتا ہوں اپنے بندے کے دل میں آتا ہوں نہ مجھے زمین سہارتی ہے نہ آسمان سہارتا ہے، میرے بندے کے دل میں آتا ہوں نہ مجھے زمین سہارتی ہے نہ آسمان سہارتا ہے، میرے بندے کے دل میں اللہ نے آنا تھا اس دل کو تو نے دنیا کی محبت سے گندا کر دیا۔ دنیا کی محبت، مال کی محبت سے، زیور کپڑے کی محبت سے گندا کر دیا، خراب کر دیا، برباد کر دیا، ایسے دل کو اللہ دھتکار دیتا ہے، پھٹکار دیتا ہے۔ اللہ سونے کو نہیں دیکھتا چاندی کو نہیں دیکھتا کپڑے کو نہیں دیکھتا حسن و جمال کو کیا دیکھے۔ ہاں وہ دل کو دیکھتا ہے کہ دل میں کون ہے میں یا میرا غیر۔

ہر کام اللہ کی رضا کے لیے کرو

اللہ اکبر اندازہ لگایئے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یہودی کے سینے پر چڑھے ہوئے ہیں اسے قتل کرنا چاہتے ہیں اور وہ منہ پر تھوکتا ہے چھوڑ کے پیچھے ہٹ جاتے ہیں کہا کہ دوبارہ آؤ یہودی حیران ارے کیوں؟ کہا کہ پہلے تجھے میں اللہ جل جلالہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے قتل کر رہا تھا جب تو نے میرے منہ پر تھوکا تو مرے نفس کا غصہ شامل ہو گیا اب اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا نہیں تھی۔ اب اپنے نفس کا غصہ تھا دوبارہ آؤ لیکن یہودی نے کلمہ پڑھ لیا میں حیران ہو جاتا ہوں کہ اتنا تعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ تھوکا منہ پر چھوڑ کے کھڑے ہو گئے اب میں قتل نہیں کروں گا پہلے میں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے قتل کر رہا تھا

اوراب میں اپنی وجہ سے کروں گا۔

جان جائے تو جائے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر جائے

خندق کا موقع خوب سردی، بھوک اور ادھر عمرو، جو کہ کافروں کے پہلوان تھے چھلانگ لگاتے ہوئے مدینہ منورہ آئے اور آواز لگائی کہ ہے کوئی میرے مقابلے کے لیے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں تیار ہوں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ارے بیٹھ جا یہ عمرو ہے۔ عمرو جو ایک ہزار کے برابر شمار کیا جاتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر چوبیس سال کی تھی اور وہ (عمرو) لڑائیوں میں پھرتا پھراتا، آپ نے فرمایا بیٹھو، آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! مجھے جانے دیجیے چاہے عمرو ہی ہے کیا ہوا جان جائے گی تو آپ کے نام پر تو جائے گی حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے عمرو نے پوچھا کون ہو؟ کہا علی رضی اللہ عنہ عبد مناف۔ کہا نہیں ابن ابی طالب کہا بھتیجا تو کہا ہاں علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمرو میں نے سنا ہے کہ تجھے دو باتوں کی دعوت دی جائے تو اس میں سے ایک ضرور قبول کرتا ہے کہنے لگا ہاں فرمایا میں تمہیں یہ دعوت دیتا ہوں کہ اللہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو جا نہیں نہیں، یہاں یہ دیکھا جائے گا کہ اللہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس کے ساتھ ہے اس کے ساتھ ہو جا مقابلے میں چاہے باپ ہو چاہے جماعت چاہے تجارت ہے چاہے بیوی ہے میں تو اللہ اور اس کے رسول کا غلام ہوں اس نے گھوڑے سے چھلانگ لگائی ایسے غصے میں جیسے آگ کا شعلہ ہوتا ہے اور جو زور سے حملہ آور ہوا مٹی کا غبار اٹھا اور دونوں چھپ گئے سارے صحابہ فکر مند ہوئے اور ایسے وقت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی دعا میں لگ گئے یا اللہ! مدد فرما اتنے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تکبیر کی آواز سنائی دی۔ قتل عدو اللہ۔ اللہ کا دشمن قتل ہو گیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تکبیر کی جو تلوار لگی تو عمرو کے دو ٹکڑے ہو گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کھڑے کھڑے شعر پڑھے اس کا ترجمہ یہ ہے:

① کہ اے کفار کی جماعت پیچھے ہٹ جاؤ تمہیں پتہ چل گیا ہے کہ اللہ اپنے رسول اور اس کے ماننے والوں کو اکیلا نہیں چھوڑے ہوئے ہے۔

۲ ورنہ میرے جیسا عمرو کو قتل نہیں کرسکتا تھا۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے جس نے اس کو قتل کر کے دکھا دیا کہ میری طاقت تمہارے ساتھ ہے۔

بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے یہودی عالم کی زبان بند ہوگئی

یہودیوں کے بہت بڑے مجمع کے اندر آ گیا ہے جس کی وجہ سے میری زبان بند ہو گئی "دخل فینا محمدی" ہم میں کوئی محمدی آ گیا ہے، زبان بند۔ انہوں نے کہا اسے کھڑا کرو قتل کریں گے۔ نہیں بھائی! جو محمدی کھڑا ہو جائے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہو گئے یہودی عالم نے کہا میں سوال کروں گا تو جواب دے گا۔ کہا دوں گا۔

یہودی عالم نے سوالات شروع کر دیے پہلا سوال کیا۔

ایک بتاؤ جس کا دوسرا نہیں۔ فرمایا اللہ ایک ہے اس کے ساتھ دوسرا نہیں،

کہا دو بتاؤ جس کا تیسرا کوئی نہیں۔ فرمایا "الیل والنہار" دن اور رات اس کا تیسرا نہیں۔

کہا: تین بتاؤ جس کا چوتھا نہ ہو۔ فرمایا لوح و قلم اور کرسی یہ تین ہیں اس کا چوتھا نہیں۔

کہا چار بتاؤ جس کا پانچواں نہ ہو۔ فرمایا تورات، انجیل، زبور، قرآن مجید یہ چار کتابیں ہیں اس کا پانچواں کوئی نہیں۔

کہا کہ پانچ بتاؤ جس کا چھٹا نہیں۔ فرمایا اللہ نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ چھ نہیں۔

کہا کہ چھ بتاؤ جس کا ساتواں نہ ہو۔ فرمایا:

((خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ)) (سورۃ الفرقان آیت:۵۹)

چھ دن میں زمین و آسمان بنائے۔ سات نہیں۔

کہا کہ سات بتاؤ جس کا آٹھواں نہیں فرمایا:

((اَلَمْ تَرَ کَیْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ ، سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِیْهِنَّ نُوْرًا اوَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا)) (سورۃ نوح آیت:۱۵،۱۶)

میرا اللہ کہتا ہے میں نے سات آسمان و زمین بنائے ہیں اس لیے آسمان سات ہیں اس کا آٹھواں نہیں۔

کہا آٹھ بتاؤ جس کا نواں نہ ہو۔ فرمایا:

((وَیَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فوقهم یَوْمَئِذٍ ثَمَانِیَةٌ)) (سورۃ الحاقۃ آیت ۱۷)

میرے رب کے عرش کو آٹھ فرشتوں نے پکڑا ہوا ہے نونہیں ہیں۔

کہا وہ نو بتاؤ جس کا دسواں نہیں۔ فرمایا:

((وَکَانَ فِی الْمَدِیْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ یُفْسِدُوْنَ))(سورۃ الحاقۃ آیت:۱۷)

حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کے نو بڑے بڑے بدمعاش تھے دسواں نہیں تھا۔ اللہ نے نو کہا ہے۔

کہا وہ دس بتاؤ جس کا گیارھواں نہ ہو فرمایا: حج میں کوئی غلطی ہو جائے سات روزے وہاں رکھنے اور تین گھر میں رکھنے کا حکم دیا ہے:

((تِلْكَ عَشَرَةٌ کَامِلَةٌ))(سورۃ البقرہ آیت:۱۹۶)

یہ دس ہیں گیارہ نہیں۔

وہ گیارہ بتاؤ جس کا بارھواں نہ ہو۔ فرمایا حضرت یوسف علیہ السلام کے گیارہ بھائی تھے بارہ نہیں تھے۔

کہا وہ بارہ بتاؤ جس کا تیرہ نہ ہو۔ فرمایا سال میں اللہ نے بارہ مہینے بنائے ہیں تیرہ نہیں۔

کہا وہ تیرہ بتاؤ جس کا چودہ نہ ہو۔ فرمایا:

((رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا وَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَیْتُهُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ)) (سورۃ یوسف آیت:۴)

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا میں نے گیارہ ستارے دیکھے ایک سورج دیکھا ایک چاند دیکھا جو مجھے سجدہ کررہے ہیں۔ یہ تیرہ ہیں چودہ نہیں۔

کہا کہ بتاؤ وہ کیا چیز ہے جس کو خود خدا نے پیدا کیا پھراس کے بارے میں خود ہی سوال فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ڈنڈا۔ اللہ کی پیدائش......اللہ کی پیداوار لیکن خود سوال کیا: وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى (سورۃ طٰہٰ آیت ۱۷) اے موسیٰ تیرے ہاتھ میں کیا ہے۔

کہا کہ بتاؤ سب سے بہترین سوار۔ فرمایا گھوڑا۔

کہا کہ بتاؤ سب سے بہترین دن۔ فرمایا جمعہ کا دن۔

کہا کہ بتاؤ سب سے بہترین رات فرمایا۔ لیلۃ القدر

کہا کہ بتاؤ سب سے بہترین مہینہ فرمایا۔ رمضان المبارک

کہا کہ بتاؤ وہ کون سی چیز ہے جس کو اللہ نے پیدا کر کے اس کی عظمت کا اقرار کیا فرمایا۔ اللہ نے عورت کو مکار بنایا اور اس کے مکر کا اقرار کیا:

((اِنَّ كَيْدَ كُنَّ عَظِيْمٌ)) (سورۃ یوسف آیت:۲۸)

عورت کا مکر بڑا زبردست ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے نہیں دیکھا کہ بڑے بڑے عقلمند کے قدم اکھاڑنے والی ہو۔ اور کوئی چیز نہیں سوائے عورت کے۔ بڑوں بڑوں کی عقل پر پردہ ڈال دیتی ہے۔

کہا بتاؤ وہ کون سی چیز ہے جو بے جان مگر سانس لیتی ہے؟ فرمایا:

((وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ)) (سورۃ التکویر آیت:۱۸)

میرا رب کہتا ہے کہ مجھے صبح کی قسم جب وہ سانس لیتی ہے۔

کہا بتاؤ وہ کونسی چودہ چیزیں ہیں جنہیں اللہ پاک نے اطاعت کا حکم دے دیا اور ان سے بات کی۔ فرمایا سات زمین سات آسمان "ثُمَّ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا قَالَتَآ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ" (سورۃ حم سجدہ آیت:۱۱) اللہ نے سات زمینیں سات آسمان بنائے ہیں اور ان چودہ کو خطاب فرمایا کہ میرے سامنے جھک

جاؤ تو ان چودہ کے چودہ نے کہا یا اللہ ہم آپ کے سامنے جھک رہے ہیں۔

کہا بتاؤ وہ کونسی چیز ہے جسے اللہ نے خود پیدا کیا پھر اللہ نے اسے خرید لیا؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو پیدا کیا اور ان کو خود خرید لیا جنت کے بدلے میں:

((اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ)) (سورۃ التوبہ: آیت ۱۱۱)

ارے مسلمان اللہ کی قسم نہ تو بیوی کا ہے، نہ بچوں کا ہے، نہ تو تجارت کا ہے، نہ تو صدارت کا ہے، نہ تو حکومت کا ہے، نہ تو کسی جماعت کا ہے، تو اللہ اور اس کے رسول کا ہے اگر تو اللہ اور رسول کا بن کے چلے گا تو یہ سارا نقشہ تیرے تابع ہو کے چلے گا اور اگر اللہ ورسول سے ٹکرائے گا تو اللہ ذلیل وخوار کر کے چھوڑے گا۔

کہا بتاؤ وہ کونسی قبر ہے جو اپنے مردے کو لے کر چلی؟ فرمایا حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی جو اپنے اندر میں حضرت یونس علیہ السلام کو بٹھا کر چالیس دن تک پھرتی رہی اور وہ قبر کی طرح تھی قبر کی طرح چل رہی تھی اور قبر ہے چل رہی تھی حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں بٹھا کر نہ مرنے دیا۔ نہ بھوکا رکھا نہ پیاسا رکھا نہ بیمار کیا نہ پریشان کیا بلکہ مچھلی کو شیشے کی طرح کر دیا۔ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں بیٹھ کر سارے دریا کا تماشہ اندر سے باہر دیکھتے رہے۔ مچھلی کا ایک ہی معدہ اور اس میں غذا بھی آ رہی ہے۔ لیکن حضرت یونس علیہ السلام امانت ہیں آرام سے بیٹھے ہوئے ہیں معدے کی حرکت حضرت یونس علیہ السلام کو تکلیف نہیں دے رہی لیکن مچھلی کی غذا بھی کھائی جا رہی ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام امانت بن کے بیٹھے ہوئے ہیں۔

کہا بتاؤ کونسی قوم ہے۔ جس نے جھوٹ بولا پھر بھی جنت میں جائے گی۔؟ فرمایا حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی ''وَجَآءُوْ عَلٰی قَمِیْصِہٖ بِدَمٍ کَذِبٍ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَکُمْ اَنْفُسُکُمْ اَمْرًا'' (سورۃ یوسف آیت:۱۸) حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی شام کو آئے اور بکری کا خون کرتے کے اوپر مل کر آئے اور جھوٹ بولا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا

اٹھا کے لے گیا لیکن حضرت یعقوب علیہ السلام کے استغفار پر اور ان کی توبہ کرنے پر اللہ ان کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔

کہا کہ بتاؤ وہ کونسی قوم ہے جو سچ بولے گی پھر بھی جہنم میں جائے گی۔ فرمایا یہودی اور عیسائی ایک بول میں سچے ہیں یہودی کہتے ہیں عیسای باطل پر ہیں اور عیسائی کہتے ہیں کہ یہودی باطل پر ہے اس بول میں دونوں سچے ہیں۔

((وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلٰى شَيْءٍ)) (سورۃ البقرہ آیت ۱۱۳)

دونوں سچے ہیں۔ اس بول میں لیکن دونوں جہنم میں جائیں گے۔

بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا یہودی سے ایک سوال

اب حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اب میرا بھی ایک سوال ہے میں صرف ایک سوال کروں گا جواب دو گے۔ کہا دوں گا۔ فرمایا "ما مفتاح الجنة" مجھے بتادے جنت کی چابی۔ یہودی عالم خاموش ہو گئے تو نیچے مجمع سے لوگوں نے کہا کہ بولتے کیوں نہیں؟ تم نے سوالوں کی بوچھاڑ کر دی اور وہ ہر ایک کا جواب دیتا رہا اور آپ ایک کا بھی جواب نہیں دے رہے کہنے لگا جواب مجھے آتا ہے مگر تم مانو گے نہیں یہی آج ہم کہتے ہیں کہ جناب مجھے سارا پتہ ہے پتہ ہے تو مانتے کیوں نہیں کہتے ہیں کیا کریں مجبور ہیں اسی مجبوری کو توڑنے کے لیے کہتے ہیں کہ اللہ کے راستے میں نکلا جائے۔ یہودی عالم نے کہا جواب تو مجھے آتا ہے تم مانو گے نہیں کہنے لگے اگر تو کہے گا تو ہم مانیں گے کہ جنت کی چابی میرے ہاتھ میں ہے اور جنت کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہے ساری دنیا کے انسان میرے جھنڈے کے نیچے جنت میں جائیں گے کوئی میرے جھنڈے سے نکل نہیں سکتا۔ جنت دروازہ بند اور چابی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کوئی جا نہیں سکتا۔ جنت والے جنت کے دروازے پر پہنچ چکے ہیں۔

((وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتّٰى إِذَا جَآءُوهَا

وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا)) (سورۃ الزمر:۷۳)

آئے ہیں دروازے پر کھڑے ہیں دروازے بند ہیں حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آتے ہیں اے ہمارے باپ! تو ہی ہمارا اول تو ہی ہمارا سب سے بڑا تو ہی جنت کا دروازہ کھلوا۔ وہ ارشاد فرمائیں گے ارے میں نے ہی تمہیں جنت سے نکلوایا تھا میں تمہیں کہاں سے داخل کراؤں یہ میرے بس کی بات نہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے آپ جد ثانی ہیں آپ دروازہ کھلوائیں وہ کہیں گے میں نہیں کھلوا سکتا آج میرے بس کی بات نہیں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ارشاد فرمائیں گے۔ کہ میرے بس کی بات نہیں ہے۔ تم جاؤ نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ جس کے ہاتھ میں جنت کی چابی ہے اور جس کی اتباع میں دنیا کی کامیابی ہے اتنا بھی آج ایمان نہیں ہے کہ اپنی دکان کے حرام کو نکال سکے تو یہ اسلام کہاں سے زندہ کرے گا۔ جب اتنا نہیں ہے۔ کہ ایک سنت کو سجا سکے تو یہ دنیا میں دین کیسے زندہ کرے گا اس کی نمازیں اس کو کیا نفع دیں گے دل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم والا نہیں ہے معاف کرنا دل میرا بھی اور آپ کا بھی وہی قارون والا ہے کہ مال ہو اور مال ہو پیسہ ہو اور پیسہ ہو دروازہ بند ہے۔ آج کوئی کھلوا کے تو دکھائے۔

کتنے دن تم دنیا میں ٹھہرے؟

اللہ جنت والوں سے پوچھے گا ''کم لبثتم فی الارض عدد سنین'' دنیا میں تم کتنا رہ کر آئے؟ کہیں گے ''یوما او بعض یوم'' یا اللہ ایک دن آدھا دن۔ ساٹھ سال، ستر سال، ہزار سال نہیں۔ اے اللہ آدھا دن اللہ کہے گا تم نے بڑا کھرا سودا کیا کہ تم نے آدھے دن کی تکلیف کو برداشت کر کے میری جنت کو لے لیا۔ میری رحمت کو لے لیا۔ میری مہمان نوازی کو لے لیا۔ جاؤ مزے کرو نہ تیرے پیچھے موت آئے نہ بڑھاپا، نہ غم آئے گا نہ پریشانی آئے گی، نہ دکھ آئے گا تجھے آزادی مل گئی۔ کہتے ہیں موت نہ ہوتی تو یہ مر جاتے خوشی سے۔ پھر جہنم والوں سے پوچھا جائے گا وہ کہیں گے ''یوما او بعض

یـوم "یا اللہ دن یا آدھا دن تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے بندو! اے عورتو! اے مردو! کتنا تم کھوٹا سودا کر کے آؤ ہو، کتنا غلط سودا کر کے آئے صرف چار دن کے ناچ کود کی خاطر تم نے میرے غضب کو۔ میری آگ کو۔ میری جہنم کو خریدا۔ جاؤ تمہیں بھی ہمیشہ ہی رہنا ہے تم خوشیاں بھول جاؤ، جوانی بھی بھول جاؤ، راحت بھول جاؤ۔ جاؤ چلے جاؤ، چیخو اور چلاؤ "سواء علینا اجزعنا ام صبرنا" اب چاہے صبر کرو۔ چاہے واویلہ کرو، میرے دروازے تم پر بند ہیں اگر اس دن موت ہوتی تو یہ غم سے مرجاتے۔

تمام انبیا علیہم السلام پکاریں گے نفسی نفسی!

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی آیا اور دعا مانگ کے چلا گیا اور میں نے اپنی دعا محفوظ کر لی ہے۔ جب قیامت کا دن ہوگا اور ساری امتیں ہلاکت کے قریب ہوں گی۔ اس دن میں اپنی امت کی بخشش کے لیے وہ دعا استعمال کروں گا اور جب دوزخ آئے گی اور وہ چیخ مارے گی تو آدم علیہ السلام بھی پکار اٹھیں گے نفسی نفسی، نوح علیہ السلام بھی پکار اٹھیں گے نفسی، نفسی، ابراہیم علیہ السلام بھی پکاریں گے نفسی نفسی، اور ایوب علیہ السلام بھی پکاریں گے نفسی نفسی، یعنی اللہ میری جان بچا میری جان۔ میں اور کسی کا سوال نہیں کرتا اور زکریا علیہ السلام پکاریں گے نفسی نفسی، سلیمان علیہ السلام پکاریں گے نفسی نفسی، عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے یا اللہ میں اپنی ماں مریم کا بھی سوال نہیں کرتا نفسی نفسی۔ میری جان بچا۔ آدم علیہ السلام کی اولاد میں عرش وفرش میں اس لوح و کرسی میں صرف ایک ہستی محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سید الکونین تاجدار مدینہ ﷺ کی ہوگی، جس کی جھولی پھیلی ہوگی اور اس کی پکار ہوگی یارب امتی، یارب امتی، جس دن آپ کی ماں آپ کو بھلا دی گی، آپ کی بیوی آپ کا ساتھ چھوڑ دے گی، آپ کے بچے آپ کا ساتھ چھوڑ دیں گے لیکن ہمارا حبیب ﷺ ہمارا ساتھ نہیں چھوڑیں گے۔ اس وقت بھی کہیں گے اے اللہ میری امت بچالے، میری امت بچالے۔

باوضو رہا کرو رزق میں برکت ہوگی

ایک صحابی رضی اللہ عنہ آئے فرمایا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "اُرِیْدُ اَنْ تُوْسَعَ فِیْ رِزْقِیْ" میں چاہتا ہوں میرا رزق بڑھ جائے ہم سارے کہتے ہیں کہ بڑھ جائے فرمایا "دُمْ عَلَی الطَّهَارَةِ، یُوْسِعُ عَلَیْكَ رِزْقَكَ" تو باوضو رہا کر اللہ تیرا رزق بڑھا دے گا۔

حضرت لقمان علیہ السلام کا اپنے بیٹے کو پہلا سبق

لقمان اپنے بچے کو سمجھا رہے ہیں:

((یَابُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ)) (لقمان آیت:۱۳)

اے بیٹے! اپنے دل کو ساری مخلوق سے پاک کر کے اللہ کا بن جا یہ پہلا سبق ہے جو ماں باپ نے اولاد کو سکھانا ہے شرک بڑا ظلم ہے کسی کا مال چھیننا اتنا ظلم نہیں جتنا بڑا ظلم شرک ہے ساری دنیا کے یہود و نصاریٰ میں سے سب سے بڑا ظلم ہے اللہ کے علم کے مطابق کیوں کہ انہوں نے اللہ کی ذات کا شریک ٹھہرا دیا پہلا سبق بچوں کو سکھانا۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا مفہوم بتانا اور اس کے تقاضے کیا ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے سب کچھ ہونا بتلانا اور اللہ پاک کی عظمت دل میں بٹھانا اللہ سے ڈرانا "یَابُنَیَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْفِی الْاَرْضِ یَاتِ بِهَا اللّٰهُ" (سورۃ لقمان آیت:۱۶) اے بیٹا! یاد رکھنا گناہ کرو گے یا برائی یا اچھائی کرو گے پہاڑ کے اندر چھپ کے کرو تو اللہ کو پتہ چل رہا ہے اور وہ رائی کے برابر برائی یا اچھائی ہے یا زمین کے اندر گھس جاؤ وہاں بیٹھ کر کرو کسی کو نہ پتہ چلے یا آسمان پر چڑھ کے کرو پھر بھی تیرا رب تجھے دیکھ رہا ہے "یَاْتِ بِهَا اللّٰهُ" اسے ظاہر کر دے گا لہٰذا اللہ کی ذات کو ہر وقت سامنے رکھ کر اس سے ڈرتے رہو۔ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک آدمی آتا ہے کہ نصیحت فرمائیے تو جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بیٹا گناہ کرنا ہے تو وہاں چلا جا جہاں اللہ نہ دیکھتا ہو، کہا اللہ تو ہر جگہ دیکھتا ہے تو فرمایا پھر گناہ ہی چھوڑ دے۔ جب اللہ ہر جگہ

دیکھتا ہے تو توبہ کرلے "وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا" اور تکبر سے چلا بھی نہ کر کس طرح سکھا رہے ہیں آج کل کوئی ماں باپ ایسی تربیت کرتے ہیں۔ "وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ" اور اپنے چلنے میں بھی عاجزی سے چلا کر۔ "وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ" منہ اور گلا پھاڑ کے بات نہ کیا کر۔ "اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ" (سورۃ لقمان آیت:۱۹) سب سے بری گدھے کی آواز ہے جو سب سے زیادہ منہ پھاڑتا ہے اولاد کے مسائل کا حل بتایا کہ اپنی اولاد سے سیکھ لینا اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک بنانا ہے تو انہیں بی اے کی ڈگری کی ضرورت نہیں بلکہ ان کو صفات کی ضرورت ہے۔ یہ صفات ان کے اندر پیدا کرو۔ تو بھائی اللہ کے علم کے تابع ہو جانا یہ ہماری دنیا اور آخرت کے مسائل کا حل ہے۔ اور اللہ کے علم سے بغاوت کرنا اور اپنی ترتیب قائم کرنا یہ دنیا اور آخرت کے مسائل کی بربادی ہے دنیا میں دولت کا مل جانا کوئی بڑی چیز نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ اس سے راضی ہو گیا اور اسکے مسئلے کا حل نکل آیا کبھی اللہ خوش ہو کے دیتا ہے کبھی ناراض ہو کے دیتا ہے۔ کبھی خوش ہو کے لے لیتا ہے۔ اس کا کوئی اندازہ نہیں جیسے کہ اللہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو حکومت دی خوش ہو کے فرعون کو حکومت دی ناراض ہو کے۔

جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے زیادہ سخت ہے

مسجد میں آگ لگ گئی اور حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ اندر نماز پڑھ رہے تھے سارے نمازی بھاگ گئے شور مچا آخر آگ نے گھیر لیا پھر لوگ اندر گئے اور اس کو پکڑ کے گھسیٹ کر باہر لے آئے کہنے لگے حضرت جی آپ کو پتہ ہی نہیں چلا کہ ساری مسجد میں آگ لگ گئی فرمانے لگے کہ جہنم کی آگ نے دنیا کی آگ کا پتہ ہی چلنے نہیں دیا۔ جہنم کی آگ نے دنیا کی آگ سے غافل رکھا اچھا بھائی ہم اتنے درجہ کی نہیں لے سکتے اتنے درجے کی تو لے سکتے ہیں کہ تکبیر سے سلام پھیرنے تک اللہ ہی اللہ ہو اور کوئی نہ ہو۔

حرام، سود، زنا، خیانت اور شراب چھوڑ دیں

ایمان بالغیب آ گیا اللہ اکبر ایمان بالغیب کا حال یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "لَوْ کُشِفَ الْغِطَآءُ زَادَتُّ اِیْمَانًا" کہ تم میری نظروں سے آسمان کے پردے ہٹا کر جنت اور جہنم میں دکھا دو تو میرے ایمان اور یقین میں ذرہ برابر بھی اضافہ نہیں ہوگا۔ بغیر دیکھے ایمان اتنا بن چکا ہے۔ تو ہمارا ایمان اتنا نہیں بن سکتا۔ لیکن اتنا تو بن سکتا ہے کہ ہم اللہ کے وعدے پر یقین کر کے حرام چھوڑ دیں، بددیانتی چھوڑ دیں، اتنا یقین حاصل کرنا مسلمان پر فرض ہے تبلیغ سے اللہ کے حکموں کو سیکھ لیں اور اللہ پاک اپنے وعدوں کو پورا کرنے والا ہے۔ جو اللہ کے لیے کسی چیز کو چھوڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بہتر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا فرمان ہے تو ایک دے گا میں دس دوں گا

ایک آدمی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا ایک اونٹ اس کے ہاتھ میں ہے اور کہا مجھے اونٹ بیچنا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کتنے کا بیچو گے کہنے لگا کہ ایک سو چالیس درہم کا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ارے بھائی ادھار کا تو میں خریدار ہوں نقد دینا چاہتے ہو تو کسی اور کو دے دو اور ادھار میں لے سکتا ہوں اس نے کہا بالکل میں تیار ہوں آپ لے لیں کہا کہ یہاں باندھو وہ آدمی اونٹ باندھ کر اپنے گھر چلا گیا وہیں بیٹھے ہی تھے کہ ایک دوسرا آدمی آیا اور کہنے لگا یہ اونٹ کس کا ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا ہے پوچھنے لگا بیچنا ہے۔ کہا ہاں! کتنے کا لو گے؟ تاجر نے کہا کہ دو سو کا لوں گا، اسوقت دو سو درہم دیے اور اونٹ لیکر چلا گیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک سو چالیس درہم اس کے گھر بھجوائے اور ۶۰ درہم ہاتھ میں لے کر مسکراتے ہوئے گھر میں آئے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سامنے رکھے اور کہا تیرے رب کا وعدہ ہے "مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا" جو ایک دے گا میں اسکو دس دوں گا۔ ایمان کا بنانا ہر مسلمان پر فرض عین ہے۔ اتنے درجے

کا ایمان کہ اس سے زنا چھڑوا دے جھوٹ چھڑوا دے، سود چھڑوا دے، رشوت چھڑوا دے یہ تو فرض عین ہے لوگ کہتے ہیں کہ تبلیغ میں جا رہے ہیں ان کے پیچھے ان کے گھر کے اتنے مسائل ہیں اللہ کی قسم یہ مسائل کے حل ہونے کے لیے جا رہے ہیں کہ اس سے مسائل حل ہوں گے جب اللہ سے جڑیں گے ایمان آئے گا، تقویٰ آئے گا تو اللہ تعالیٰ کا غیبی نظام چلے گا۔

تیسری چیز بتائی ''وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ'' دیے ہوئے مال کو خرچ کرتے ہیں اس کا ادنیٰ درجہ زکوٰۃ ہے زمیندار کے لیے عشر ہے اور تاجر کے لیے زکوٰۃ ہے چوتھی چیز بتائی ''وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ'' جاہل نہیں رہتے اپنی ضروریات کا علم بھی حاصل کرتے رہتے ہیں یہ نہیں کہ نماز میں کتنی رکعتیں ہیں؟ اور نماز کے فرض کتنے ہیں؟ اور نماز میں کیا پڑھنا ہے؟ کم از کم چھ سورتیں تو ہر مسلمان کے ذمے ہیں کہ یاد کریں دو سورتیں فجر کی نماز کے لیے دو سورتیں ظہر کی فرض نماز کے لیے دو سورتیں عصر کے فرضوں کے لیے دو سورتیں مغرب کے فرضوں کے لیے اور دو سورتیں عشاء کے فرضوں کے لیے ہر رکعت کو ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' پر ٹرخا دینا اتنی جہالت یہ علم حاصل کرتے ہیں اپنی ضروریات کا اللہ کی معرفت کا پہلی کتابوں پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پر جم جاتے ہیں اگرچہ ساری دنیا مخالف ہو اللہ اور رسول کی خبر ان کو ادھر ادھر نہیں کر سکتی۔

کل جھنڈا اس کو دونگا جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار کرتا ہے

خیبر کا قلعہ فتح نہیں ہوا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے نہیں ہوا، عمر رضی اللہ عنہ سے نہیں ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل جھنڈا اسے دوں گا جو اللہ اور اسکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار کرتا ہے۔ اور اللہ اور اس کا رسول بھی اس سے پیار کرتا ہے۔ جانبین کی محبت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کبھی امارت اور حکومت کی خواہش بھی دل میں پیدا نہیں ہوئی آج خواہش پیدا ہوئی کہ کاش! یہ جھنڈا مجھے مل جائے کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ارشاد فرمایا یہ بہت بڑی گواہی ہے کہ اللہ

اوراس کے رسول ﷺ اس سے پیار کرتے ہیں تو اگلے دن فرمایا آپ ﷺ نے فرمایا علی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں۔ علی رضی اللہ عنہ کی آنکھیں خراب تھیں دیکھ نہیں سکتے تھے کہا کہ جی آنکھیں خراب ہیں فرمایا بلاؤ بلایا گیا آنکھوں میں لعاب ڈالا پھر فرمایا کہ جاؤ ان سے پہلے ایک صحابی حملہ آور ہوئے تھے حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ بہت بڑے صحابی ہیں مخالفین کے حملے سے شہید ہو گئے ان کافروں میں سے ایک دندنا تا ہوا آیا کہ کوئی ہے میرے مقابلے میں؟ میں وہ مرحب ہوں جس کو خیبر جانتا ہے ہتھیاروں کا آزمایا ہوا ہوں حضرت علی رضی اللہ عنہ جواب میں آگے بڑھے میں بھی آرہا ہوں جس کا نام اس کی ماں نے حیدر رکھا ہے حیدر شیر کو کہتے ہیں شیر کے عربی زبان میں سو کے قریب نام ہیں۔ میں شیر ہوں جنگل کا جس کو دیکھ کر سب کے ہوش گم ہو جاتے ہیں میں جنگل کا شیر ہوں ایک وار میں دو ٹکڑے کر دیے اور خیبر کے قلعے کو اٹھا کر پھینک دیا جس کو بعد میں چالیس آدمیوں نے اٹھایا جو دنیا میں بڑے ہوتے ہیں تو دین میں آنے کے بعد ادھر بھی بڑے بن جاتے ہیں تو جن لوگوں کو اللہ نے دنیا میں وجاہت دی ہے تو میرے بھائیو! کیوں ضائع کرتے ہو کتنے کمالو گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دنیا کو تین طلاقیں دے دیں

ضرار ابن ضمرہ کنانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وہ آواز آج میرے کان سن رہے ہیں رات بھیگ چکی ہے اور ستارے پھیکے پڑ چکے ہیں ماند پڑ چکے ہیں اور وہ اپنی مسجد کے محراب میں کھڑے ہیں اپنی داڑھی کو پکڑے ہوئے تڑپ رہا ہے جیسے سانپ کے ڈسنے سے انسان تڑپتا ہے اور روتا ہے جیسے کوئی غموں کا مارا ہوا روتا ہے اور دنیا کو کہہ رہا ہے مجھے دھوکہ دینے آئی ہے مجھے دیکھنے آئی ہے۔ میرے سامنے مزین ہو کے آئی ہے دور ہو میں تجھے تین طلاقیں دے چکا ہوں۔ تیری عمر تھوڑی تیری مصیبت آسان اے میرے اللہ! میرے پاس سفر کا توشہ کوئی نہیں ہے اور سفر بڑا لمبا ہے اور یہ کون کہہ رہا ہے؟ جن کے بارے میں حضور اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ

عنہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑا اور یوں کہا اے علی رضی اللہ عنہ خوش ہو جا جنت میں تیرا گھر میرے گھر کے سامنے ہوگا یہ کہہ رہے ہیں کہ میرے پاس سفر کا توشہ نہیں ہے اور سفر لمبا ہے۔

پیری اور کبوتر بازی

حضرت شاہ عبد القدوس صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان میں بڑے مشائخ میں سے گزرے ہیں ان کا لڑکا کبوتر باز بن گیا باپ کا انتقال ہو گیا ایک مرتبہ بازار میں کبوتر اڑا رہا تھا تو ایک میراثی بازار میں نکلا، بڑا جبہ پہنا ہوا، پیچھے مریدوں کی قطار اور آگے آگے جا رہے تھے تو ابو سعید جو عبد القدوس رحمۃ اللہ علیہ صاحب کا لڑکا تھا ہنسنے لگا کہ ارے تم نے پیری کب سے سنبھالی تو اس نے کہا جب سے تم نے کبوتر بازی سنبھالی ہم نے پیری سنبھالی بس دل پر ایک چوٹ لگی اپنی ماں کے پاس آئے کہنے لگے میرے باپ کی میراث کہاں ہے ماں نے کہا بیٹا تیرے باپ کی میراث تو جلال آباد چلی گئی تیرے باپ کی میراث جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ جلال آبادی کے پاس وہاں پر ہے کہنے لگے بہت اچھا، گھر چھوڑا اور اپنے باپ کی میراث حاصل کرنے کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی موت پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رونا اور ہنسنا

میرے بھائیو! جب ہم میدان ہی میں نہ اتریں ہماری استعداد کیسے چمکے گی حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس پر رویا کہ یہ کس حال میں گیا اور جو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا اللہ کے پاس کیا درجہ ہے دیکھا تو میں ہنس پڑا کہ اللہ نے کتنا اونچا درجہ دے دیا میں نے اس سے منہ پھیر لیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیوں روتے تھے؟ اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنت و دوزخ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔

اللہ کی مدد اپنی آنکھوں سے دیکھ لی

میرے بھائیو! یرموک کی لڑائی کا میدان ایک نوجوان لڑکا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے کہہ رہا ہے اے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ! میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا رہا ہوں تم کوئی پیغام پہنچانا ہے تو

بتاؤ؟ جذبے دیکھو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ رونے لگے اور کہا کہ اے بھائی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام دے دینا کہ آپ نے جو وعدے ہمارے ساتھ کیے تھے ہم نے ان کو سچ پایا اللہ کی مدد اپنی آنکھوں سے دیکھ لی مر رہے ہیں اور جنت کو جا رہے ہیں ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے بھتیجے کو اٹھا کر لایا گیا زخمی کٹے پڑے ہیں ان کے چچا بڑے صحابی رضی اللہ عنہ تھے دیکھا تو رونے لگے اور کہنے لگے یا اللہ میرے بھتیجے کو ٹھیک کر دے بھتیجے کو تھوڑا سا ہوش آیا تو کہنے لگے اے چچا میرے لیے دعا مت کرو وہ دیکھو حور مجھے پکار رہی ہے میرے لیے دعا مت کرو۔ یہ وہ لوگ ہیں جو نیک اعمال کر کے آخرت والے بن گئے۔

جماعتیں اللہ کی راہ میں دیوانہ وار پھریں

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں دو چیزیں چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کی جماعتیں بن بن کر اللہ کے راستے میں دیوانہ وار پھرتی رہیں اور اللہ کے کلمے کو بلند کر رہی ہوں جیسے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے میں پھرتے تھے ایک تو ایسا ظاہری ڈھانچہ چاہتا ہوں اور اندر میں یہ چاہتا ہوں کہ دل میں سے سارے جذبے نکال کر ایک ہی جذبہ چاہتا ہوں کہ اللہ کے اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر مرنا چاہتا ہوں لڑکے نے کہا کہ کب نکلو گے؟ فرمایا پیر کے دن کہا میں آجاؤں گا سب سے پہلے وہ لڑکا آیا اس وقت ترکستان دعوت چل رہی تھی بلاد روم میں دن میں ساتھیوں کی خدمت رات میں اللہ کے سامنے کھڑا ہونا جب روم کے شہر میں پہنچے مسلمانوں کی عادت تھی، کہ پہلے دعوت دیتے تھے کوئی لشکر کسی ملک کی فتح کے لیے نہیں کوئی حملہ کسی فتح کے لیے نہیں ہوا سب کلمہ بلند کرنے کے لیے ہوا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے رستم کہنے لگے اگر تمہارا یہ کلمہ پڑھ لیں گے تو کیا کرو گے؟ فرمایا ہم انہیں قدموں سے واپس چلے جائیں گے تمہارے ملک میں لوٹ کر نہیں آئیں گے صرف چند آدمی تمہیں اسلام سکھانے کے لیے چھوڑ جائیں گے یا پھر تمہارے پاس آئیں گے تو تجارت کے لیے آئیں گے ویسے نہیں آئیں گے دعوت دی

دعوت دینے کے بعد ٹکر ہوئی یہ نوجوان گھوڑے پر سوار تھوڑی سی نیند آئی آنکھ کھولی کہا ہائے میں "عینا مرضیة" کا شوقین ہوں لوگوں نے کہا بے چارہ لڑکا پاگل ہو گیا وہ لڑکا گھوڑا دوڑا تا ہوا عبدالواحد بن زید کے پاس آیا اور کہنے لگا شیخ کچھ نہ پوچھو "عینا مرضیة" کا حال انہوں نے کہا بیٹا کیا ہے مجھے بھی تو کوئی بتاؤ میں تھوڑی سی نیند سویا تو مجھے خواب میں ایک آدمی نظر آیا کہ آؤ مجھے "عینا مرضیة" کے پاس لے چلو۔

دعوت الی اللہ کا کام کرو دنیا پر غالب آؤ گے

یہ کام اس امت کو ملا ہے اس لیے حضرت ربیع بن عامر رضی اللہ عنہ اللہ ان کو جزادے بات کو ایسے کھول دیا جیسا کہ روشن دن ہوتا ہے رستم نے پوچھا یہ ایران کی فوج کا بڑا سالار، کہا کیوں آئے ہو؟ بھوک کی وجہ سے، کپڑا چاہیے، کیوں آئے ہو؟ ربیع بن عامر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں۔

کہ جاؤ میرے بندوں کو کفر سے نکال کر اسلام میں لے آؤ میرے بندوں کو لوگوں کی غلامی سے نکال کر میرا غلام بنا دو لوگوں کی عبادت سے نکال کر میرا عبادت گزار بنا دو۔ باطل کے ظلم سے نکال کر اسلام کے عدل پر لاؤ دنیا کی تنگی سے نکال کر آخرت کی راحت پر لاؤ۔ اللہ نے ہمیں دین دے کر بھیجا ہے۔ تمہیں دعوت دیں گے یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ پورا ہو اس نے کہا کیا وعدہ ہے اللہ کا؟ کہا ہم میں سے جو قتل ہو گا جنت میں جائے گا اور جو زندہ رہے گا تمہارا مالک بنے گا تمہاری گردن توڑے گا اور اللہ ساتھ تھا، دعوت الی اللہ کا کام تھا تو ساری طاقتیں ٹوٹتی چلی گئیں قیصر گیا وہ فارس گیا وہ کسریٰ گیا وہ یمن گیا نوے برس میں ترکستان تک استنبول تک، اندلس پرتگال، جنوبی فانس اور ادھر الجیریا، مراکش لیبیا، الجزائر، تیونس افریقہ سارا ہمارے پاکستان میں ملتان میں کشمیر تک یہ ۹۰ برس میں بونڈری کھینچی گئی یہ جہاز نہیں تھے گھوڑے اونٹ و خچر گدھے تھے ساری کائنات ان کے قدموں میں سرکتی چلی گئی تو تبلیغ کوئی جماعت نہیں "اَلتَّبْلِيْغُ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ" تبلیغ ہر مسلمان کا فرض ہے مسلمان بن کر سارے عالم کو اسلام کی

دعوت دیں ہر مسلمان عورت کے ذمے ہے کہ سارے عالم کی عورتوں کو اسلام کی دعوت دے اسی پر اس امت کو امتیاز ہے کیوں؟ دعوت الی اللہ ان کا کام ہے۔ یہ ایک نیکی کرے گا میں اسکو دس دوں گا ''مَن جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا'' اللہ کی بارگاہ میں حضور اکرم ﷺ نے عرض کیا یا اللہ دس بھی ٹھیک ہیں۔

دنیا کو چھوڑ و دنیا پیچھے پیچھے آئے گی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ ایک گائے تھی اس کا ماتھا پھٹا ہوا اور دم کٹی ہوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تم کون ہو کہا کہ دنیا کہا تیرا یہ حال کیا ہے؟ کہا جو میرے عاشق ہیں میرے پیچھے بھاگتے ہیں انہوں نے دم تو کاٹ دی لیکن مجھے قابو نہیں کر سکے پھر کہا یہ ماتھا کیوں پھٹا ہوا ہے؟ کہا کہ جو لوگ مجھے چھوڑ کے بھاگتے ہیں میں ان کے پیچھے بھاگتی ہوں انہوں نے مجھے ٹھوکریں مار مار کر زخمی کر دیا میں ان کو قابو نہیں کر سکی۔

ایک سوڈانی نوجوان کی توبہ

ایک سوڈانی نوجوان مجھے رائے ونڈ میں ملا میں نے کہا کیسے راہ ہدایت پہ آیا کہا پاکستان سے جماعت آئی ہوئی تھی اور دو آدمی ساحل کے ساتھ ساتھ وہ کسی کو ڈھونڈنے کے لیے نکلے ہوئے تھے تو میں وہاں ننگ دھڑنگ لیٹا ہوا تھا وہاں جو تھا اوباش نوجوان امریکن انہوں نے ان کا مذاق اڑایا شور ہوا تو میں نے جو اٹھ کر دیکھا (مسلمان تو چھپتا نہیں دس کروڑ میں پتہ لگ جائے گا کہ مسلمان بیٹھا ہے۔ ہمیں تو بتانا پڑتا ہے جی میں مسلمان ہوں مسلمان کی تو ایک ہی پہچان ہے) میں نے دیکھا کہ اوئے یہ تو مسلمان ہیں۔ میں ویسے ہی ننگ دھڑنگ لیٹا ان کے پیچھے پہنچا میں نے کہا السلام علیکم میں مسلمان ہوں میری غیرت کو جوش آیا ہے آپ کی بے عزتی کی گئی ہے آپ کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں میں آپ کے پاس آؤں گا۔ انہوں نے کہا فلاں جگہ ایک مسجد ہے ہم وہاں

ٹھہرے ہوئے ہیں۔ میں گھر گیا کپڑے بدلے سیدھا ان کے پاس پہلی مجلس میں ایسی توبہ کی کہ پوری زندگی بدل گئی۔

قرآن مجید ساری کتابوں کا نچوڑ ہے

اللہ پاک نے قرآن مجید کو ساری کتابوں کا نچوڑ بنا دیا جو جس زمانے میں اتریں وہ اس زمانے کے لیے تھیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کو مکمل کرتا ہے:

((اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا)) (سورۃ المائدہ آیت ۳)

میں نے تمہارے لیے اسلام کو مکمل کر دیا ہے۔ کسی چیز کا مکمل ہونا دو طرح سے ہوتا ہے صفات کے اعتبار سے اور اجزاء کے اعتبار سے جو صفات کے اعتبار سے مکمل ہو اسے کامل کہتے ہیں۔ اور اجزاء کے اعتبار سے بھی میرا دین مکمل ہو گیا۔ اب نہ کوئی جز اس میں باقی بچا ہے نہ کوئی صفت باقی بچی ہے۔ اجزا بھی مکمل ہو گئے اور صفات بھی پوری ہیں۔ اور اب میرا اعلان سنا دو۔

تم تبلیغ کرو حفاظت میں کروں گا

"وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ" یہ آیت بڑی زبردست ہے اس میں اشارہ ہے کہ اگر یہ امت قرآن کی تبلیغ کا کام شروع کر دے اسلام کو دنیا میں پھیلانا شروع کر دے تو اللہ کی حفاظت کا نظام ان کی طرف متوجہ ہو جائے گا۔ "وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ" میں تمہاری حفاظت کروں گا۔ حفاظت کا وعدہ اس کام کے ساتھ اللہ نے جوڑا ہے اس آیت میں ارشاد ہو رہا ہے کہ تم تبلیغ کرو حفاظت میں کروں گا۔ ابھی اللہ کی حفاظت حرکت میں نہیں جب وہ حرکت میں آتا ہے تو اللہ تعالیٰ کیا کیا نمونے دکھاتا ہے آگ کے ڈھیر پر حفاظت کر کے دکھائی۔ مچھلی کے پیٹ میں حفاظت کر کے دکھائی۔ چھری کے نیچے حفاظت کر کے دکھایا۔ سمندر میں ڈال کر حفاظت کر کے دکھایا۔ فرعون کی گود میں بٹھا کر

اس کے منہ سے کہلوا کر ''اِنَّہٗ قَاتِلِیْ'' یہی ہے میرا قاتل پھر بھی حفاظت کر کے دکھایا یہ اللہ کی حفاظت کا نظام ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول یہ دنیا مجھے دھوکہ دینے آئی ہے

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ''اِنَّ ھٰذِہِ الدُّنْیَا تُخَادِعُنِیْ کَاِمْرَاَۃٍ لَسْتُ اَعْرِفُ حَالَھَا'' یہ دنیا مجھے دھوکہ دینے آتی ہے پچاس، ساٹھ سال، کی عورت سرخی پاؤڈر لگا کر کسی کو دھوکہ دے سکتی ہے ہاں جس کی آنکھیں خراب ہوں وہ اسے دھوکے میں ڈالے تو الگ بات ہے یہ دنیا مجھے دھوکہ دے رہی ہے۔ میں اس کی سرخی کے پیچھے اس کی سیاہی کو جانتا ہوں میں اسکے حسن کے پیچھے اس کی بدصورتی کو جانتا ہوں میں اس کی چمک کے پیچھے اس کے اندھیروں کو جانتا ہوں میں اسکی خوشیوں کے پیچھے اسکے غموں کی بارش کو جانتا ہوں ''مَدَّتْ لِیْ یَمِیْنَھَا'' اس نے مجھے ہاتھ دیا کہ آجا ''وَقَطَعْتُھَا وَشِمَالَھَا'' میں نے وہ ہاتھ بھی کاٹ لیا اور اس کا الٹا ہاتھ بھی کاٹ لیا'' مَنَعَ اِلٰی حَرَامِھَا وَاجْتَنَبْتُ حَلَالَھَا'' اللہ نے کہا تھا حرام نہ کھانا میں نے حلال کو بھی چھوڑ دیا یعنی میں نے حلال کو بھی پھونک پھونک کر استعمال کیا'' فَرَأَیْتُھَا مُحْتَاجَۃً'' غور کیا تو وہ بیچاری خود ہی محتاج تھی۔

ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے مثال محبت کا واقعہ

ایک انصاریہ رضی اللہ عنہا کو یہ پتہ چلا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم احد کی لڑائی میں شہید ہو گئے وہ بے قرار نکلی ابھی پردہ کا حکم بھی نہیں آیا تھا پانچ ہجری میں پردے کا حکم آیا ہے۔ یہ غزوہ احد تین ہجری میں ہوا تھا۔ تو بڑی بے چینی سے کہہ رہی ہے ''مَا ذَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ مَا ذَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ؟ ایک آدمی نے آ کر کہا'' قُتِلَ زَوْجُكِ'' عمرو بن جموح کی بیوی نے یہ خبر دی کہ'' قُتِلَ زَوْجُكَ'' تیرا شوہر قتل ہو گیا کہا'' اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ'' ''مَا ذَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ'' یہ بتاؤ کہ اللہ کے رسول کا کیا ہوا اس نے پھر کہا کہ تیرا بیٹا شہید ہو گیا اس نے پھر کہا'' اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ'' بتاؤ کہ اللہ کے رسول کا کیا حال ہے

اس نے کہا تیرا بھائی بھی قتل ہو گیا کہا "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" یہ تو بتاؤ کہ اللہ کے رسول کا کیا حال ہے؟ اس عورت کا خاوند، بیٹا، بھائی تینوں شہید ہو گئے تو اسکے پیچھے کوئی نہ رہا لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایسی ہے کہ اس کو ان کی پرواہ ہی نہیں، کہا گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ٹھیک ہیں "حَتّٰی تَقَرَّ عَیْنِیْ" جب تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر میری آنکھیں ٹھنڈی نہ ہو جائیں تو مجھے چین اور سکون نہیں آ سکتا تو دوڑ لگائی احد کی طرف جب وہاں جا کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتی ہے کہ سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں اور یہ عورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتے کے دامن کو پکڑ کر کہتی ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ زندہ ہیں تو سارا جہاں بھی مٹ جائے تو مجھے کوئی غم نہیں۔

تیرے رونے نے آسمان کے فرشتوں کو رلا دیا

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا کہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں بیت الخلاء میں جانے کا طریقہ بھی بتایا ہے فرمایا ہاں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حتیٰ کہ بیت الخلاء میں جانے کا طریقہ بھی بتایا ہے۔ یہ کیسی عظیم کتاب ہے کہ چلنے کا بھی طریقہ بتایا بڑی عاجزی اور تواضع سے چلتے ہیں "وَاِذَا خَاطَبَھُمُ الْجَاھِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا" کوئی ان سے جہالت کا معاملہ کرے تو وہ ان سے وہی جہالت کا معاملہ نہیں کرتے بلکہ ان سے سلامتی کی بات کرتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی برا سلوک کرے تو اسے قطع تعلق کر کے الگ ہو جاتے ہیں نہیں یہ جہالت کے بدلے میں سلامتی کا رویہ اختیار کرتے ہیں۔ سلامتی کا بول بولتے ہیں۔ ان کی رات کیسی ہوتی ہے "یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّھِمْ سُجَّدًا قِیَامًا" کبھی سجدے میں ہوتے ہیں کبھی قیام میں ہوتے ہیں ایک صحابی رضی اللہ عنہ رات کو نماز پڑھ رہے ہیں اور نماز میں رو رہے ہیں "اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ" کہہ رہے ہیں صبح مسجد میں آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج تیرے رونے نے آسمان کے فرشتوں کو رلا دیا۔

جو اللہ پاک سے مانگے اللہ اس کو دے گا

سلیمان بن عبدالملک بڑا خوب صورت تھا وہ ایک وقت میں چار نکاح کرتا تھا چار دن کے بعد چاروں کو طلاق دے کر چار اور کرتا تھا ان کو طلاق دے کر چار اور کر لیتا تھا باندیاں الگ تھیں۔لیکن پینتیس سال کی عمر میں مرگیا چالیس بھی پورے نہیں کیے۔ دنیا میں کتنی عیاشی کی انہوں نے اس کے مقابل عمر بن عبدالعزیز اکتالیس سال ان کے بھی پورے نہیں ہوئے لیکن اس نے اللہ کو راضی کرنا شروع کر دیا اب دیکھئے کہ جب سلمان کو قبر میں رکھنے لگے تو اس کا جسم ہلنے لگا تو اس کے بیٹے ایوب نے کہا میرا باپ زندہ ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے کہا "عَجَّلَ اللّٰهُ بِالْعُقُوْبَةِ" بیٹا تیرا باپ زندہ نہیں ہے۔ عذاب جلدی شروع ہو گیا ہے جلدی دفن کرو حالاں کہ ظاہری طور پر سلیمان بن عبدالملک بنوامیہ کے خوب صورت شہزادوں میں سے تھا عمر بن عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ میں نے اسکو قبر میں اتارا اور چہرے سے کپڑا ہٹا کر دیکھا تو چہرہ قبلہ سے ہٹ کر دوسری طرف پڑا تھا اور رنگ کالا سیاہ ہو گیا تھا اور اسی تخت پر عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے بیٹھ کر وہ کام کیا جو اللہ کی کتاب قرآن کہتا ہے جو اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اللہ سے تعلق بنایا پھر عمر بن عبدالعزیز نے اپنے ایک وزیر کو بلایا جس نے سلیمان کو مشورہ دیا تھا کہا میں تینوں خلیفوں کا چہرہ قبر میں دیکھ چکا ہوں ان کے چہرے قبلہ سے ہٹ چکے تھے تم مجھے دیکھنا میرے ساتھ کیا ہوتا ہے جب عمر کو دفن کرنے لگے تو اللہ نے پہلے ہی انتظام کر دیا تھا جب قبر میں اتارنے لگے تو ایک ہوا چلی اور ایک پرچہ گرا جب پرچہ کو اٹھا کر دیکھا تو اس پر لکھا تھا کہ پہلی سطر "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" دوسری سطر پر "بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ مِنَ النَّارِ" یہ پروانہ عمر کے لیے اللہ کی طرف سے نجات کا تو ڑا انہوں نے پروانہ سمیت قبر میں رکھ دیا وزیر نے ان کے کفن کی گرہ کو کھولا اور وہ چہرہ قبلہ کی طرف تھا ایسا لگا جیسے چودھویں کا چاند قبر میں اتر آیا ہو اس نے اللہ سے دوستی لگا لی تھی۔ تو بھائیو! یہ مبارک مجمعہ یہ مبارک راتیں قرآن کا ختم یہ ساری قبولیت کی ہیں جو اللہ سے

مانگیں اللہ دے گا۔

حضور ﷺ کی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے محبت

آپ ﷺ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے گھر گئے یہ آپ ﷺ کے چچازاد بھائی تھے بیچارے پہلے سے دھکے کھا رہے تھے پانچ ہجری تک آپؓ حبشہ میں رہے فتح خیبر پر واپس تشریف لے آئے ایک سال بھی اپنے پاس نہیں رکھا کہ پھر واپس کر دیا جب یہ شہید ہو ئے تو آپ ﷺ نے فرمایا اے جعفر رضی اللہ عنہ تیرا جانا مجھ پر بہت ہی گراں گزرا ہے لیکن اس کے باوجود تیرا قربان ہونا مجھے زیادہ محبوب ہے تیری جدائی مجھے گراں ہے اور تیرا میرے ساتھ رہنا اتنا پسند آ گیا کہ تو اللہ پر فدا ہو گیا جب خیبر کے موقع پر جعفر رضی اللہ عنہ آئے تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تیرے آنے سے پہلے مجھے خیبر کی فتح سے بھی زیادہ خوشی ہوئی ان کے گھر گئے تو حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا آٹا پیس کر رکھ کے بچوں کو نہلا کر چولہے پر بیٹھ گئی تھیں جب حضور ﷺ تشریف لے آئے تو آپ ﷺ کا چہرہ متاثر تھا حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے چہرے پر دیکھا تو تھوڑی حس بیدار ہو گئی کہ جعفر رضی اللہ عنہ کیساتھ کچھ ہو گیا ہے پوچھنے کی ہمت نہیں تھی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے تین بیٹے تھے عونؓ، محمدؓ اور عبداللہؓ سب سے بڑے تھے عونؓ درمیانے محمدؓ سب سے چھوٹے تھے عبداللہ ان تینوں کا بلایا اور ان کا پیار کرتے ہوئے رونے لگے ان کی طرف منہ کر کے تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے دیکھا آنسو ٹپکتے ہوئے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ جعفر کا کیا بنا چونکہ آپ ﷺ کے آنسو چھلک رہے تھے وہی بتانے کے لیے کافی تھے لیکن ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کہ شاید زخمی ہوئے ہوں یا شاید زندہ ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا "اَسْمَاءَ اِحْتَسِبِیْ" تو اپنے اللہ سے اجر کی امید رکھو وہیں گر کر بے ہوش ہو گئیں ایسے گھر ٹوٹے تب اسلام یہاں آ کر ہم تک پہنچا۔ بھائیو! ہمارے گھر نہیں ٹوٹیں گے ہم اس قابل نہیں ہیں آزمانے کو نہیں تعلق چاہیے ہمیں اللہ اتنا نہیں آزمائے گا کچھ تو قدم اٹھائیں گے اس کام کو اپنے ذمے تو سمجھیں کہ دین کا کام کرنا ... پہنچانا ہمارے ذمے ہے تبلیغ

درمیان میں ایک واسطہ ہے ایک گھنٹہ میں نے بات کی ہے اس میں کہا کہ تبلیغی جماعت کا ممبر بنیں۔

دو باتیں کی ہیں اللہ کے واسطے اللہ اور اس کے رسول کے حکموں کے پابند بن کے چلو ورنہ برباد ہو ہو کے جائیں گے اپنی عورتوں کو سمجھاؤ اور اپنے آپ کو بھی سمجھاؤ اللہ کے راستے میں خود بھی نکلو اور عورتوں کو بھی نکالو۔

فرعون کی بیوی حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کا محبت بھرا واقعہ

محبت ہو جائے تو کوئی روک نہیں سکتا۔ حضرت آسیہ ؓ فرعون کی بیوی ہے محبت ہوگئی آسیہ کو ایمان لے آئی ایمان اندر راسخ ہوگیا پوری مصر کی حکومت کو ٹھوکر ماردی نہیں چاہیے، لٹکا دو سولی پر لٹکنا آسان ہے سب سے پہلے سولی ایجاد کرنے والا فرعون ہے ہاتھوں میں کیل گاڑ کے لکڑی گاڑ دیتا تھا اب باری آئی آسیہ کی اگر وہ کہتی کہ نہیں مانتی تو دل میں ایمان تھا صرف زبان سے کہہ دیتی تو اس کے لیے جائز تھا معاف تھا لیکن ایمان کی صفت ایسی آتی ہے کہ جان لگانا اور جان پر کھیل جانا، محبوب بن جاتا ہے تو وہ اس صفت پر آگئی تھی ابھی اس آدمی سے جو مرضی آئے منوالو اس سے نیچے والا ایمان ہو تو وہ ہزاروں بہانے کرے گا یہی بہانہ کافی ہے کہ لوگ کیا کہیں گے لوگوں کو فرصت ملے گی کچھ کہنے کی۔

اے خدیجہ رضی اللہ عنہا! اپنی سوکن کو میرا سلام کہنا

جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہونے لگا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی پہلی بیوی ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا خدیجہ رضی اللہ عنہا جب تو جنت میں جائے تو اپنی سوکن کو میرا سلام کہنا۔ یا رسول اللہ میں تو پہلی بیوی ہوں تو میری سوکن کون ہے۔ کہا فرعون کی بیوی آسیہ کا اللہ نے جنت میں مجھ سے نکاح کر دیا ہے۔

تین بچوں نے ماں کی گود میں بات کی

ایک دفعہ ایک عورت اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی۔ ایک آدمی گزرا گھوڑے پر سوار گردن اکڑی ہوئی، سر پر تاج متکبر چال، غرور سے بھرا ہوا، بڑی اس کی لش پش، بڑی اس کی چمک دمک، تو اس عورت نے کہا کہ اے اللہ میرے بیٹے کو بھی ایسا بنا دے تو اس بچے نے دودھ پینا چھوڑ دیا سر اٹھایا اور کہا ''اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنِیْ مِثْلَہٗ'' اے اللہ مجھے اس جیسا نہ بنانا۔ نبی ﷺ نے فرمایا تین بچے ماں کی گود میں بولے ہیں۔ ان میں سے ایک بچہ یہ تھا جس کا میں قصہ سنا رہا ہوں۔

پھر تھوڑی دیر کے بعد ایک عورت گزری ایسی کمزور اور کالی سیاہ اور لوگ اسکو مارتے جا رہے تھے ''بین السرقة بين السرقة'' تو نے برا کام کیا تو اس نے چوری کی اور اس عورت نے کہا اے اللہ میرے بیٹے کو ایسا نہ بنانا۔ تو بیٹے نے پھر دودھ چھوڑ دیا اور اس عورت کو دیکھا اور کہا ''اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِثْلَھَا'' اے اللہ مجھے اس عورت جیسا بنانا۔ ماں نے کہا ارے تو کیا کہہ رہا ہے تیرا ستیاناس ہو۔ میں نے تو اللہ سے بڑی عزت کا مطالبہ کیا ہے اور تو ذلت چاہتا ہے تو بچہ بولا اماں جان یہ جو جا رہا تھا یہ اللہ کا دشمن تھا اللہ کا نافرمان ہے یہ متکبر ہے، جب کہ اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ کالی عورت جس پر زنا کی تہمت لگی ہے اور جس پر چوری کی تہمت لگی ہے۔ اللہ کی ایسی ولی ہے کہ اللہ کے فرشتے بھی اسکے پاؤں کے نیچے پر بچھاتے ہیں۔ اللہ کے ہاں عزت کا معیار وہ نہیں جو ہم نے بنالیا ہے یہودیوں نے ہندوؤں نے بنالیا ہے۔ تھوڑے پیسے والا چھوٹا آدمی ہے اور درمیانے پیسے والا درمیانہ آدمی ہے۔ بڑے پیسے والا بڑا آدمی ہے یہ تو یہودیوں کا ذہن ہے۔

گورنر کا جنگل کے درندوں کے نام خط

حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ مدائن کے افسر بن کر آئے۔ بڑے گورنر بن کے آئے تو چوریاں شروع ہوگئیں۔ پہلے تو کوشش کرتے رہے کہ ایسے ہی ٹھیک ہو جائیں پھر کہنے

لگے اچھا بھائی کاغذ قلم لاؤ۔لکھا مدائن کے گورنر کے طرف سے جنگل کے درندوں کے نام۔آج رات تمہیں جو بھی چلتا پھرتا مشکوک نظر آئے اسے چیر پھاڑ دینا۔اپنے دستخط کر کے فرمایا شہر کے باہر اس کو کیل پر گاڑ کے لٹکا دو۔ادھر رابطہ دو رکعت کے ذریعے اوپر اور ادھر جنگل کے درندوں کو حکم۔ادھر رابطہ اوپر ہے تو خالی مہرے ہیں شطرنج کے مہروں کی طرح۔اچھا کہا بھائی آج دروازہ کھلا رہے گا شہر کا دروازہ بند نہیں ہوگا۔جونہی رات گزری شیر غراتے ہوئے اندر چلے آئے کسی کو جرات نہیں ہوئی باہر نکل سکے۔آپ کے دو نفل وہ کام کر گئے۔جو بڑے بڑے ہتھیار کام نہیں کر سکیں گے اور ان سارے ظالموں اور بدمعاشوں کی اللہ تبارک وتعالیٰ گردنیں مروڑ کر تمہارے قدموں میں ڈال دے گا صرف اللہ اور اس کے رسول والا طریقہ سیکھ لیں تو اس کی بھی ٹریننگ چاہیے بغیر ٹریننگ کے کیسے آئے گا۔تو جو تبلیغ کا کام ہے اس زندگی کی ٹریننگ ہے کہ جس میں ہمارے سارے جسم کے اعضاء اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے تابع ہو جائیں۔

ایک صحابی کا حکم جانورو! تین دن میں جنگل خالی کر دو

حضرت عقبہ بن ابی نافع رضی اللہ عنہ جب تیونس گئے تیونس میں تو کہروان کا شہر اب بھی موجود ہے یہ پہلے جنگل تھا گیارہ کلومیٹر لمبا چوڑا جنگل تھا یہاں چھاؤنی بنانی تھی تو لشکر میں انیس صحابی تھے انہوں نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو لے کر ایک ٹیلے پر چڑھ کر اعلان کیا کہ جنگل کے جانورو ہم اللہ اور رسول کے غلام ہیں یہاں چھاؤنی بنانی ہے تین دن میں جنگل خالی کر دو۔اس کے بعد جو ہمیں ملے گا ہم اسے قتل کر دیں گے۔یہ واقعہ عیسائی مورخین نے بھی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔عیسائی مورخین اس واقعہ کو لکھتے ہیں اس کی حقانیت کا اعتراف کرتے ہیں تو تین دن میں سارا جنگل خالی ہو گیا اور اس منظر کو دیکھ کر ہزاروں امریکن قبائل اسلام میں داخل ہو گئے کہ ان کی تو جانور بھی مانتے ہیں ہم کیسے نہ مانیں؟ ٹھیک ہے بھائی اب یہ تو پولیس والوں کی بھی ضرورت ہے سول والوں کی بھی اور ساری دنیا کے مسلمانوں کی بھی ضرورت ہے مردوں اور عورتوں کی ضرورت ہے

کہ ہم اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مان کے چلیں اللہ کے نبی کی بات یہ ہے کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے آخری نبی بنایا ہے آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سارے انسانوں کے لیے سارے جنات کے اور آنے والے قیامت تک سارے جہانوں کے نبی ہیں تو ساری دنیا میں اسلام کا پھیلانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیئس سال کے عرصہ گزرنے کے بعد اپنے پاس بلا لیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے پوری کی پوری امت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی وجہ سے یہ تبلیغ کی ذمہ داری سونپی ہے۔

نیک عورت جنت کی حور سے افضل ہے

ایک حدیث میں آتا ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا ''یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم نِسَآءُ الدُّنْیَا اَفْضَلُ اَمِ النِّسَآءُ الْجَنَّۃِ'' دنیا کی عورتیں افضل ہیں یا جنت کی حوریں افضل ہیں؟ یہ سوال کیوں پیدا ہوا؟ دنیا کی عورت یا مرد تو گارے مٹی سے بنے ہیں پیشاب پاخانے میں ہے اور جنت کی حور کو مشک سے زعفران سے کافور سے اللہ تعالیٰ نے وجود بخشا ہے۔ مشک عنبر زعفران کافور چاروں خوش بوؤں سے پھر ہمارے دنیا کے نام یہ ہیں باقی بالکل الگ ہیں یہ زعفران نہیں۔ یہ مشک نہیں جو نافہ ہے ہرن کا نہیں وہ تو کوئی اور ہی ہوگی۔ جب جنت کے پانی کا ایک قطرہ دنیا میں نہیں آسمان پر بیٹھ کر انگلی لگا کے نیچے پھینک دیا جائے تو سارے جہان میں خوش بو پھیل جائے گی تو جو خود خوش بو ہے وہ خوش بودار کیسی ہوگی وہ تو بنیں مشک عنبر زعفران کافور سے ہم بنے گارے مٹی سے تو انہوں نے پوچھا کون افضل ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بَلْ نِسَآءُ الدُّنْیَا'' اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا دنیا کی عورت افضل ہے۔ اچھا ''لِمَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ'' کیوں وہ کیسے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''وَصِیَامُھُنَّ وَصَلَا تُھُنَّ وَعِبَا دَتُھُنَّ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ'' ان کی نماز کی وجہ سے ان کے روزے کی وجہ سے ان کی عبادت کی وجہ سے۔ یہاں عبادت سے مراد کیا ہے کہ پوری زندگی اللہ کے حکم میں تو نماز روزہ تو پہلے آ گیا نا ہم تو نماز روزہ کو عبادت سمجھتے ہیں حج کو عبادت سمجھتے ہیں عبادت کا لفظ جہاں بھی آیا ہے حدیث میں وہاں

عبادت سے مراد پوری بندگی ہے کہ پوری زندگی اللہ کی بندگی ہو۔اللہ کی اطاعت میں ہو۔نبی کی اطاعت میں ہو۔ان تین شرطوں کے ساتھ "وَصَلَاتُهُنَّ وَصِيَامُهُنَّ وَ عِبَادَتُهُنَّ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ" نماز روزہ اللہ عبادت کی وجہ سے "اَلْبَسَ اللّٰهُ وُجُوْهَهُنَّ النُّوْرَ" ان کے چہروں پہ نور آئے گا "اَجْسَادُهُنَّ الْحَرِيْرُ" جسم پر ریشمی جوڑے خالص سونے کا زیور اور سونے کی ان کے سامنے انگیٹھیاں ہوں گی۔ ہمارے ہاں دستور نہیں عرب کے ہاں دستور ہے کبھی بیت اللہ میں دیکھا ہوگا وہ عود کی لکڑی ڈال کر اس کی دھونی دے رہے ہوتے ہیں ایک ایسا پیالہ سا ہوتا ہے جس میں دھونی دیتے ہیں اسے مجمار کہتے ہیں اور بادشاہ اپنے محلات میں عنبر عود اور مشک کو اس میں رکھ کر اس کو جلاتے ہیں جس سے اس کا دھواں کمرے میں اٹھتا ہے سارے کمرے میں اس سے خوش بو پھیلتی ہے تو اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہا ہے کہ ان کی وہ انگیٹھیاں ہیں جس سے خوش بو کی مہک اٹھے گی وہ موتیوں کی بنی ہوئی ہوں گی لکڑی کی بنی ہوئی نہیں موتیوں کی۔

فاتح سندھ محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ اپنی بیوی کے ساتھ چار ماہ رہے

محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کے حصے میں یہ سارا اسلام ہے۔سابقہ سندھ کا سارا اسلام دیبل پور سے کشمیر تک پہنچے اور اپنی بیوی کے ساتھ کل چار مہینے رہے۔چار مہینے کے بعد سوا دو برس یہاں گزارے اور پھر شہید کر دیے گئے اس نے اپنی بیوی کو چار مہینے سے زیادہ نہیں دیکھا اور اس کی بیوی نے اپنے خاوند کو چار مہینے سے زیادہ نہیں دیکھا۔لیکن بے شمار انسانوں کا اسلام دونوں میاں بیوی کے کھاتے میں چلا گیا کل قیامت کے دن دونوں میاں بیوی نبیوں کی شان کے ساتھ جنت میں جا رہے ہونگے کوئی اس نے چھوٹا سودا کیا تھا، بہت بڑا سودا کیا تھا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک حکم ٹوٹا، فتح شکست میں بدل گئی

بدر کی لڑائی میں اطاعت بھی پوری ہے۔اللہ کی بھی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی۔حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی پوری مانیں اللہ کی بھی پوری مانیں۔ ہزار فرشتے اللہ تعالیٰ نے اتار دیے۔ احد کی لڑائی، وہی صحابہ، وہی نبی، اللہ کا نبی موجود ہے۔ صحابہ موجود ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک حکم ٹوٹا۔ اللہ تعالیٰ نے فتح کو شکست میں تبدیل کر دیا۔ حنین کی لڑائی میں، آج ہمیں کوئی شکست نہیں دے سکتا۔ ہم زیادہ ہیں۔ دشمن تھوڑے ہیں اپنی تعداد اور کثرت پر نگاہ گئی اور اللہ کی قدرت سے نگاہ ہٹ گئی۔ آپ نے دائیں طرف دیکھا ''اے انصار کی جماعت!'' انہوں نے کہا لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو خوشخبری ہو، ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ سو انصاری چند مہاجر وہ لوٹ کر آئے ہیں۔ اللہ نے چار ہزار کا منہ پھیر لیا۔ قیامت تک اللہ نے ہمیں ضابطہ دیا ہے کہ اللہ کی مدد دنیا اور آخرت میں لینے کا جو ضابطہ ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا پورا دین ہے۔ اللہ کا نبی بھی موجود ہو اور اللہ کا حکم ٹوٹ جائے تو اللہ کی مدد ہٹ جائے گی۔

ہمارا مقصد پوری دنیا میں اسلام کا نفاذ ہے

حضرت عبداللہ بن حذیفہ رضی اللہ عنہ کو آگ میں ڈال رہے ہیں۔ رونے لگے روک کر پوچھا کیوں رہے ہو؟ بولے یہ خوشی کے آنسو ہیں۔ یہ تمنا تھی کہ اللہ کے نام پر قربان ہونا ہے۔ ہائے میرے جسم کے جتنے بال ہیں اتنی میری جانیں ہوتیں میں ایک ایک جان قربان کرتا۔ نہ موت مطلوب، نہ زندگی مطلوب، نہ اقتدار مطلوب، نہ زمان مطلوب، نہ مکان مطلوب، صرف مطلوب ہے تو اللہ مطلوب ہے اور ہمارا کام نہیں ہے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر چلنا اور اسے ساری دنیا میں لے کر پھرنا۔ یہ ہمارا مقصود ہے۔ ساری دنیا کے لوگوں کو یہ پاکیزہ زندگی دینی ہے۔ یہ اسلام انکے دلوں میں اتارنا ہے۔ ہر دفتر، ہر گھر، ہر مسجد، ہر مدرسہ ہر ملک ہر براعظم میں ہم نے جا کر صدا لگانی ہے۔ ہم بکاؤ مال ہیں۔ ہمیں اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم خرید چکے ہیں۔ میری جان پر تو میرا اختیار ختم ہے۔ اللہ کی عظمت رسالت کی عظمت توحید کی عظمت کو لے کر پوری دنیا میں اسلام کا پیغام سنانا ہمارا مقصد ہے۔

میں بوڑھا ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف فرمادیا

حضرت یحییٰ بن اکثم رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا، محدث ہیں، کسی کو خواب میں ملے پوچھا کیا ہوا، اللہ نے پوچھا او بدکار بوڑھے! تو نے یہ کیا، تو نے یہ کیا، آگے میں نے کہا اے اللہ میں نے تیرے بارے میں یہ حدیث نہیں سنی۔ علم کی شان دیکھو اللہ کے سامنے بھی حدیث بیان ہو رہی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا جبرائیل کو آپ نے بتایا جب کوئی مسلمان بوڑھا ہو جاتا ہے تو عذاب دیتے میں شرماتا ہوں اور میں اسلام میں بوڑھا ہوا ہوں تو اللہ نے مجھے اس پر معاف فرمادیا۔

حضرت ابومسلم رحمۃ اللہ علیہ خولانی کی نماز کے ثمرات

حضرت ابومسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ شام کی طرف سفر کر رہے تھے راستہ میں ایک پہاڑی دریا تھا۔ پہاڑی دریا تو بڑا تیز ہوتا ہے آپ اوپر چلے جائیں اور دیکھیں کہ کتنا تیز ہوتا ہے۔ تین ہزار کا لشکر تھا جس نے دریا پار کرنا تھا اور کوئی کشتی وہاں چل ہی نہیں سکتی۔ دو رکعت نفل پڑھے کہا اے اللہ تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں تو نے بنی اسرائیل کو سمندر پار کرایا تھا ہمیں یہ دریا پار کروا۔ اور پھر اعلان کیا کہ دریا میں گھوڑا ڈال رہا ہوں تم بھی میرے پیچھے گھوڑے ڈال دو جس کا جو سامان گم ہو جائے تو میں ذمہ دار ہوں جان تو بڑی بات ہے سامان بھی گم ہو جائے تو میں ذمہ دار ہوں۔ گھوڑے ڈالے پانی کے اوپر چلا دیے درمیان میں ایک آدمی نے اپنا لوٹا خود ہی پھینک دیا آزمانے کے لیے جب کنارے پر پہنچے ہاں بھائی کسی کا سامان ہاں جی میرا لوٹا گر گیا لوٹا تو معمولی سا ہے اسے کہاں جانا چاہیے وہاں تو پتھر بہہ رہے ہیں کہنے لگا اچھا تیرا لوٹا گم ہو گیا ہے آؤ میرے ساتھ واپس لے کر دریا کے کنارے پر آئے تو لوٹا دریا پر پہلے پڑا ہوا تھا لو بھائی تمہارا لوٹا مل گیا ہے سنبھال لو۔ یہ نماز کی طاقت ہے تو نماز پڑھنا سیکھ لیں سارے مسئلے حل ہو جائیں گے تو بھائی اپنی عورتوں کو نماز اپنے بچوں کو اپنی بچیوں کو نماز سکھائیں۔ نماز یاد

کروائیں خودنہیں آتی تو یاد کریں قرآن کی تلاوت کے لیے وقت نکالیں اللہ کے ذکر کے لیے وقت نکالیں درود شریف پڑھنے کے لیے وقت نکالیں استغفار درود شریف چلتے پھر تے اٹھتے بیٹھتے ہر وقت اس کی عادت ڈالیں قرآن پاک پڑھنے کی عادت ڈالیں اللہ کا کلام ہے دنیا و آخرت کی کامیابیوں کا علم ہے نجات کے سارے اسباب اس میں بتائے گئے ہیں ٹھیک ہے بھائی مہینے میں تین دن کی جماعت سپر مارکیٹ سے نکلنی چاہیے۔ جہاں جہان سے آپ آئے ہیں اپنے اپنے محلوں کی تین تین دن کی جماعتیں بنا بنا کر نکلیں اس کا انتظار نہ کرو کہ ہمیں تو پھر کچھ آتا ہی نہیں اوروں کو کیا کہیں تم نکلو اور دعوت دینا شروع کرو۔ یہ بول اتنا طاقت ور ہے کہ آپ اٹھتے چلے جائیں گے اور آپ کے ذریعے اور آتے جائیں گے۔

ایک عورت کا اللہ کے راستہ میں جانا اور نقد مدد کا واقعہ

حیاۃ الصحابہ میں لکھا ہوا ہے ایک عورت اللہ کے راستے میں گئی اس کی دو بکریاں تھی دو برش تھے جب واپس آئی تو ایک بکری گم ہوگئی اور ایک برش گم تھا۔ دھاگہ سیدھا کرنے والا، کہنے لگی ''یَارَبِّ ضَمَنْتَ لِمَنْ خَرَجَ فِیْ سَبِیْلِكَ'' اللہ تو ضامن ہے جو تیرے راستے میں نکلے اس کے مال کا اس کی جان کا بھی اے اللہ میری بکری میرا برش حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی سن رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اری اللہ کی بندی اللہ کے ذمہ کوئی نہیں کوئی نہیں کہ ہمیں جنت میں ڈالے اللہ نے تو یہ احساناً اپنے ذمے لے لیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی بندی ایسے دعوے نہ کر۔ اللہ کی بندی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی نہ سنی بس یہی کہتی رہی۔ ''وَعَنْزِلِیْ وَصِیْصَتِیْ'' میری بکری میرا برش بھیج دے کہ ''یُخْلِفُهٗ فِیْ اَهْلٍ وَّمَالٍ'' تم میرا کام کرو میرا پیغام پھیلاؤ نماز پر اللہ تعالیٰ کی حفاظت کا وعدہ نہیں ہے روزے پر حفاظت کا وعدہ نہیں ہے روزے پر تقویٰ کا وعدہ ہے نماز پر برائی سے بچنے کا وعدہ ہے حج پر غنی ہونے کا وعدہ ہے صرف تبلیغ کے کام پر حفاظت کا وعدہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے پر حفاظت کا وعدہ

جب چنگیز خاں حملہ آور ہوا تھا اسلامی سلطنت پر ۶۱۰ ہجری میں اس نے حملہ کیا تھا تو اس سے زیادہ نمازی تھے اس سے زیادہ متقی تھے اس سے زیادہ روزے دار تھے اس سے زیادہ حاجی تھے اس سے زیادہ علماء تھے۔ اس سے زیادہ مدارس تھے غلام سے لے کر اوپر کا سارا طبقہ آج سے لاکھوں گناہ زیادہ دیندار تھا لیکن یہ آیت نہیں تھی، بلغ والی آیت کوئی نہیں تھی۔ جس طرف سے اس کا لشکر آیا شہروں کو راکھ کا ڈھیر بناتا ہوا کھوپڑیوں کے مینار چھوڑتا ہوا وحشت کی علامتیں چھوڑتا ہوا وہ شخص پوری اسلامی سلطنت کو چالیس برس میں زیروزبر کرتا ہوا چلا گیا اور ہلاکو خان نے ۶۵۶ ہجری میں بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجادی بیس لاکھ آبادی میں پندرہ لاکھ ذبح ہو گئے صرف پانچ لاکھ کی جان بچی آج سے زیادہ اہل حق اللہ والے لیکن ایک کام نہیں تھا۔ "بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ" نہیں ہو رہا تھا۔ جب تبلیغ کا کام نہیں ہوگا اللہ کی حفاظت کا وعدہ نہیں تبلیغ کا کام ہوگا اللہ کی حفاظت کا نظام حرکت میں آئے گا کہا ہے کہ میں حفاظت کروں گا چوں کہ تبلیغ پر آدمی اللہ کا نمائندہ بن جاتا ہے۔

فرزوق رحمۃ اللہ علیہ شاعر اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

فرزوق رحمۃ اللہ علیہ ایک شاعر گزرا ہے بیوی کے جنازے میں شریک ہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بھی آئے ہوئے ہیں۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا فرزدق لوگ کیا کہہ رہے ہیں۔ فرزوق نے کہا آج یوں کہہ رہے ہیں کہ اس جنازے میں ہمارے شہر کا سب سے بہترین انسان (حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ) آیا ہوا ہے اور میری طرف اشارے کر رہے ہیں اور لوگ یوں کہہ رہے ہیں کہ اس جنازے میں ہمارے شہر کا بدترین انسان بھی آیا ہوا ہے تو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تو پھر آج کے دن کے لیے تو نے کیا سامان تیار کر رکھا ہے انہوں نے کہا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ میرے پاس کچھ نہیں۔ میرے

پاس اسلام کا بڑھاپا ہے۔اور میرے پاس کچھ بھی نہیں۔ جب انتقال ہوا تو خواب میں ایک آدمی کو ملا تو اس نے پوچھا کہ تیرے ساتھ کیا سلوک ہوا اور کہنے لگا اللہ پاک نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا ارشاد فرمایا تو نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کیا بات کہی تھی؟ یاد ہے تجھے؟ میں نے کہا یا اللہ یاد ہے کہا میرے سامنے دہراؤ تو میں کہنے لگا میرے پاس اس دن کے لیے اللہ کے سامنے کچھ نہیں ہے سوائے اسکے کہ میں اسلام میں بوڑھا ہوا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بس تجھے اسی پر معاف کر دیا۔

میرے بھائیو! اس امت پر تو اللہ مہربان تھا۔لیکن ہم کیسے بے وفا نکلے کہ ہمیں دوکان نے اللہ سے توڑ دیا، مٹی کی عورت نے اللہ سے موڑ دیا اور اس اولاد نے اللہ سے توڑ دیا جو دنیا ہی میں بے وفا ہو رہی ہے۔ پہلے کی اولاد تو دنیا میں وفادار ہوتی تھی ہماری اولاد تو دنیا ہی میں بے وفا ہو رہی ہے۔اور وزارت کی خاطر ہم اللہ کے حکم کو توڑ رہے ہیں اور چند ٹکوں کی خاطر ہم اللہ کے امر کو توڑ رہے ہیں۔ میرے بھائیو! ایسی کریم ذات کہاں ملے گی جو ہمارے انتظار میں بیٹھا ہوا ہے کہ میں اپنے بندوں کی توبہ کا انتظار کر رہا ہوں ''یَادَاوُدُ لَوْ یَعْلَمُ الْمُدْبِرُوْنَ عَنِّیْ مَا عِنْدِیْ مِنَ الْاَشْوَاقِ'' اللہ اکبر اے داؤد جو میرے سے تعلق توڑ چکے ہیں اگر انہیں پتہ چل جائے کہ میں ان سے کتنی محبت کرتا ہوں ''تقطعت اوصالھم '' ان کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں محبت میں اگر انہیں پتہ چل جائے کہ میں ان سے کتنی محبت کرتا ہوں جب اپنے نافرمانوں سے میرا یہ حال ہے تو اے داؤد '' مَا ذَا تَقُوْلُ فِیْ الْمُقْبِلِیْنَ '' جو میری طرف دوڑ رہے ہیں ان سے میں کتنی محبت کرتا ہوں گا، تو سوچ سکتا ہے؟

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی قبر پر ساری جماعت رو پڑی

ابھی آپ کے بنگلہ دیش آنے سے پہلے ہماری جماعت اردن گئی تھی۔ اردن سے ہم یہاں بنگلہ دیش آ رہے ہیں تو ہمیں وہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قبروں پر لے گئے۔ معاذ بن جبل پہاڑ کی چوٹی پر اکیلے ہیں۔عبد الرحمٰن بن معاذ رضی اللہ عنہ ، اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ

دونوں باپ بیٹا شہید ہوئے۔دونوں کی قبریں ہیں۔ابن ازرو کی قبر ایک ٹیلے پر ہے۔ ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی ایک راستے کے کنارے پر قبر تھی۔آگے پہاڑوں پر گئے۔موتہ ایک مقام ہے، جہاں جنگ موتہ لڑی گئی۔یہاں پر تین بڑے صحابہ کرام زید جعفر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی قبریں موجود ہیں۔جب ہم جعفر رضی اللہ عنہ کی قبر پر گئے۔یقین مانیے ہماری ساری جماعت رو رہی تھی۔ہم اپنے آنسوؤں کو روکتے تھے۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کا سارا واقعہ آنکھوں کے سامنے گھوم گیا۔خود نوجوان، جوان بیوی تھی۔چھوٹے چھوٹے چار بچے تھے۔جب اللہ کے راستے میں نکلے اور جھنڈا اٹھایا تو شیطان سامنے آیا اور کہا جعفر تیرے چار چھوٹے چھوٹے بچے، تیری جوان بیوی، کیا ہوگا انکا؟ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اب تو اللہ کے نام پر جان دینے کا وقت آیا ہے۔پھر یہ شعر پڑھا:

ترجمہ:اے جنت!اب تو مجھے تیرا شوق ہے۔

آگے بڑھے۔ایک ہاتھ کٹا، دوسرا کٹا پھر دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گئے آپ نے دیکھ لیا کہ حضرت جعفر شہید ہو گئے ہیں۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے۔اسماء ان کی بیوی کا نام تھا۔کہنے لگیں، میں بچوں کا نہلا چکی تھی۔ کپڑے پہنا چکی تھی اور خود آٹا گوندھ رہی تھی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔میں گھبرا کر کھڑی ہوئی میں نے پوچھا ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہوا میں تو......'' فرمایا میں تیرے لیے کوئی اچھی خبر نہیں لایا اور آپ کے آنسو نکل پڑے۔حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے سنا اور بے ہوش کر زمین پر گر گئیں۔چھوٹے چھوٹے بچوں کو چھوڑ کر، جوان بیوی کو چھوڑ کر، پہاڑوں پر سوئے ہوئے ہیں۔کمال ہے آج سے چودہ سو سال پہلے وہ قبر بنی جبکہ وہاں کسی انسان کا گزر نہ ہوتا تھا۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کی قبر پر گئے تو ان کی قبر پر ایک حدیث لکھی تھی۔میں نے ساتھیوں کو اس کا ترجمہ کر کے بتلایا۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب حضرت زید رضی اللہ عنہ کی

شہادت کی خبر ہوئی۔دوسروں کو بتایا تو حضرت زید رضی اللہ عنہ کی چھوٹی بچی آپ کی گود میں آکر رونے لگی۔آپ بھی رونے لگے۔صحابی حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کس لیے رو رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اے سعد! یہ حبیب کا رونا ہے حبیب کی یاد میں۔زید کو بیٹا بنایا ہوا تھا۔ساری جماعت وہاں ایسے رو رہی تھی کہ اوپر پہاڑ پر قبر ہے۔دور دور تک آبادیاں نہیں تھیں۔ویرانے میں قبریں بنیں۔سناٹے میں قبر بنیں اور پھر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر گئے۔

مروان رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حجاز کا امام کون ہے؟

حضرت امام شہابی رحمۃ اللہ علیہ سے مروان نے پوچھا کہ آج کل حجاز کا امام کون ہے؟ کیا صفتیں بیان کی گئی ہیں؟ کالے، ناک کے چپٹے، اندھے، لنگڑے، لولے ایسا معذور آدمی بھی اللہ کی بارگاہ میں اتنا اونچا مقام حاصل کرسکتا ہے جو کالا بھی ہو، چپٹا بھی ہو، اندھا بھی ہو، لولا بھی ہو، لیکن پھر پورے عرب کا امام تھا۔سلمان بن عبدالمالک جیسا جابر بادشاہ ان کے سامنے دوزانو بیٹھتا تھا۔پھر اسکا بیٹا ایوب وہ اس کی زندگی میں مر گیا۔پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو اپنے بعد حکمران بنایا تھا تو کسی نے کہا جی ایوب آیا بیٹھا ہے، فرمانے لگے مجھے پتہ ہے آیا ہوا ہے لیکن اسے سنانا چاہتا ہوں۔اسے بھی پتہ چل جائے۔اس کے باپ کو بھی پتہ چل جائے۔اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں جنہیں ان کی پرواہ ہے نہ ان کی حکومت کی پرواہ ہے۔ایسا معذور آدمی بھی میرے بھائیو! پورے دین کو لے کر چل سکتا ہے۔اس لیے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے دین کو وجود میں لانے کے لیے نہ مال کو شرط لگایا نہ حسب ونسب کی شرط لگائی۔نہ دولت کی شرط لگائی نہ اقتدار کی شرط لگائی۔بلکہ اللہ پاک نے حضور ﷺ کی ذات گرامی کو ایک زندگی کا طریقہ عطا فرمایا کہ بھائی اس طریقہ کو مرد بھی اپنائے۔سارے کامیاب ہوں، جو بھی اپنائے، کالا، ہو یا گورا، کوئی ہے جو اللہ نے حبیب کو طریقہ زندگی دیا اسے اپنائے گا تو وہ کامیاب ہوگا اور وہ بڑا انسان ہوگا۔اللہ کا شکر ہے کہ مال کی شرط نہیں۔

شہداء جنت کے پھل کھا رہے ہیں

ان کی قبر پر بھی عجیب نور تھا۔ آدمی اپنے آنسو روک نہیں سکتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ جب آگے بڑھے تو بیوی بچے یاد آ گئے تو یکدم اپنے آپ کو جھٹکا...... اے نفس مجھے قسم ہے اپنے رب کی، میں جان اس پر قربان کروں گا تو چاہے یا نہ چاہے، تو مانے یا نہ مانے۔ تجھے عرصہ ہوا بیوی بچوں میں رہتے ہوئے۔ اب جنگ کا شوق لے کر۔ لوگ اسلام کو مٹانے کے درپے ہیں تو بیوی بچوں کو رکھنے کے درپے ہے ایسے نہ قتل ہوا تو موت تو بہرحال آ کر رہے گی۔ اس لیے وہ کام کر جو تیرے ساتھیوں نے کیا۔ آپ نے آگے بڑھ کر چھلانگ لگائی اور ان کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے وہ مقام آج بھی محفوظ ہے۔ جہاں تینوں شہید ہو گئے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں ہاں میں دیکھتا ہوں کہ تینوں جنت کی نہروں میں غوطے کھاتے پھرتے ہیں۔ جنت کے پھل کھا رہے ہیں''۔

نشہ اور ایمان دونوں ایک پیٹ میں جمع نہیں ہو سکتے

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں پھوڑا نکلا۔ وہ بڑھتے بڑھتے گھٹنے تک آ گیا۔ طبیب نے کہا کاٹنا پڑے گا ورنہ سارا پاؤں بے کار ہو جائے گا۔ طبیب نے کہا تو نشے والی چیز پی لے میں کاٹتا ہوں۔ انہوں نے کہا نہیں، نہیں نشہ اور ایمان دونوں ایک پیٹ میں نہیں آ سکتے۔ کہا میں نماز پڑھتا ہوں تو کاٹ لے۔ طبیب نے جراح کا کام شروع کیا اور زخم کی مرہم پٹی کی لیکن ان کی نماز میں ایک رائی برابر فرق نہیں آیا۔ سلام پھیرنے کے بعد کہا کاٹ لیا۔ کہا جی کاٹ لیا۔ فرمایا مجھے تو خبر ہی نہیں ہوئی۔ فرمایا اے اللہ گواہ رہنا کہ میرا یہ پاؤں تیری نافرمانی میں کبھی نہیں چلا۔

نماز قوت پیدا کر کے پوری زندگی کو بدل دے گی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسی طاقتور چیز عطا فرمائی ہے کہ جس کی پرواز عرش تک چلی جاتی ہے۔ جونہی آدمی کہتا ہے کہ اللہ اکبر

تو اسکے اور عرش تک دروازے کھل جاتے ہیں۔اللہ متوجہ ہو جاتے ہیں۔فرشتوں کے قلم چلنے لگتے ہیں۔ جنت کی حوریں، کھڑکیاں کھول کر جنتی نمازی کو دیکھنا شروع کر دیتی ہیں۔اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے جب تو ماتھا زمین پر رکھتا ہے تو تیرا سر میرے قدموں میں ہوتا ہے سب سے زیادہ قریب آدمی اللہ کے اس وقت ہوتا ہے۔ جب سجدے میں پڑا ہوتا ہے۔عبادات میں سب سے بڑی عبادت نماز ہے جو سارے نظام کو درست کر دے گی۔ پھر دنیا بھی عبادت بنے گی۔ ہر چیز عبادت بنے گی۔جیسے آپ ﷺ نے فرمایا جس نے دنیا کمائی حلال راستے سے، اپنی اولاد پر خرچ کرنے کے لیے، پڑوسیوں پر خرچ کرنے کے لیے، سوال سے بچنے کے لیے تو قیامت کے دن اللہ سے ایسے ملے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکے گا۔

اللہ عرش پہ چیونٹی فرش پہ

ایک کالا پتھر ہے پہاڑ بھی کالا ہے رات بھی کالی پھر اوپر جنگل چھا چکا ہے پتے پڑے ہوئے ہیں درخت ہیں لکڑیاں ہیں پرالی پڑی ہے۔ نیچے ایک کالی چیونٹی جا رہی ہے اللہ عرش پر اور چیونٹی فرش پر درمیان میں اتنے زیادہ پردے اللہ جل شانہٗ نے یہ نہیں کہا کہ میں اس چیونٹی کو دیکھ رہا ہوں بلکہ فرمایا اس چیونٹی کے چلنے سے جو ایک لکیر بن رہی ہے اس کے حقیر قدموں میں سے وہ لکیر دیکھ رہا ہوں "دَبِیْبُ النَّمْلَةِ السَّوْدَاءِ" کبھی آپ چیونٹی کا پاؤں اٹھا کر دیکھو اس کا تو وجود ہی نہیں نظر آتا تو وہ لکیر بنائے گی وہ تو نرم مٹی پر چلے تو مشکل سے لکیر بنے وہ تو پہاڑ پر اور پتھر پر چل رہی ہے۔لکیر بنتی ہے مشین کے ذریعے دیکھی جا سکتی ہے۔اللہ جل شانہٗ عرش پر ہو کر کہتا ہے کہ میں اسے دیکھ رہا ہوں رات کا اندھیرا پھر پہاڑ کا اندھیرا پرالی اور جنگل کا اندھیرا چیونٹی کا اندھیرا اور اس کی حقیر کالی ٹانگوں کا بھی اندھیرا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مجھ سے یہ لکیر چھپی ہوئی نہیں ہے۔ بصیر دیکھنے والا اور سننے والا کیسا ہے۔

((وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ))(الملک:۱۳)

تم آہستہ بولو یا زور سے بولو تمہارے اندر چھپے ہوئے بھید تک کو جانتا ہے۔" یَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰی "۔ (سورۃ طٰہٰ آیت ۷)

چھپ کر بولو یا دل میں بولو کان نے بھی نہیں سنا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اسے بھی سن لیتا ہوں۔

دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی شکایت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک صحابی رضی اللہ عنہ آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا باپ مجھ سے پوچھتا تک نہیں اور میری چیز یا مال خرچ کر لیتا ہے اور شرعاً تو یہ ہے کہ باپ کو پوچھنا چاہیے اگر جائیداد بیٹے کی ہے اور محنت اور کمائی بیٹے کی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا بلاؤ اس کے باپ کو پتا چلا کہ میرے بیٹے نے میری شکایت کی ہے تو انہوں نے دکھ اور رنج کے کچھ اشعار دل ہی دل میں پڑھے زبان سے ادا نہیں کیے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو ادھر سے حضرت جبرائیل امین آ گئے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اس سے کہو پہلے وہ شعر سنائے تمہارے اوپر نہیں آئے بلکہ تمہارے دل نے پڑھے ہیں اور اللہ نے عرش پر ہوتے ہوئے بھی ان کو سن لیا ہے۔

تو بھائیو! جب آپ کسی کو گالی دیتے ہیں تو کیا اللہ نہیں سنتا؟ کسی کو دعاء یا بددعاء دیتے ہیں تو اللہ نہیں سنتا؟ جب کوئی گانا گاتا ہے یا قرآن پڑھتا ہے تو اللہ نہیں سنتا؟ جب کوئی غیبت کرتا ہے تو اللہ نہیں سنتا؟ ضرور سنتا ہے تو وہ صحابی رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قربان جاؤں آپ کے رب پر وہ کیسا رب میرے اندر تو ایک خیال آیا تھا اللہ نے وہ بھی سن لیا، فرمایا:

اچھا پہلے وہ سناؤ پھر تمہارے مقدمہ کا فیصلہ کریں گے کہنے لگے میں نے خیال کیا تھا دکھ اور درد میں یہ اشعار عربی میں ہیں اور اتنے دردناک ہیں کہ ان کا ترجمہ ناممکن ہے۔ جب شعر ختم ہوئے تو سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

ان اشعار کا اردو ترجمہ کچھ یوں ہے کہ ''اے میرے بچے میں نے تیرے لیے اپنا سب کچھ لگا دیا، جب تو ابھی گود میں تھا تو میں اس وقت بھی تیرے لیے پریشان رہا اور تو سوتا تھا اور ہم تیرے لیے جاگتے تھے، تو روتا تھا اور ہم تیرے لیے روتے تھے اور سارا دن میں تیرے لیے خاک چھانتا تھا اور روزی کماتا تھا، اپنی جوانی کو بھی گرمی میں کھپاتا تھا، خزاں کے تھپیڑوں سے اسے پٹواتا تھا، مگر تیرے لیے گرم روٹی کا میں نے ہر حال میں انتظام کیا، کہ میرے بچے کو روٹی ملے، چاہے مجھے ملے یا نہ ملے۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ نظر آئے، چاہے میرے آنسوؤں کے سمندر اکٹھے ہو جائیں، جب کبھی تو بیمار ہو جاتا تھا تو ہم تیرے لیے تڑپ جاتے تھے، تیرے پہلو بدلنے پر ہم ہزاروں وسوسوں میں مبتلا ہو جاتے تھے، تیرے رونے پر ہم بے قرار ہو جاتے تھے تیری بیماری ہماری کمر توڑ دیتی تھی اور ہمیں مار دیتی تھی، ہمیں یوں لگتا تھا تو بیمار نہیں بلکہ میں بیمار ہوں تجھے درد نہیں بلکہ مجھے درد اٹھا ہے، تیرے ہائے پر ہماری ہائے نکلتی تھی۔ اور ہر پل پر خطرہ ہوتا تھا کہ کہیں میرے بچے کی جان نہ چلی جائے۔ اس طرح میں نے تجھے پروان چڑھایا اور خود میں بڑھاپے کا شکار ہوتا رہا تجھ میں جوانی رنگ بھرتی چلی گئی اور مجھ میں بڑھاپا آیا، جوانی چھپتی چلی گئی، پھر جب میں اس سطح پر آیا کہ اب مجھے تیرے سہارے کی ضرورت پڑی ہے اور تو اس سطح پر آ گیا ہے کہ تو بغیر سہارے کے چل سکے، تو مجھے تمنا ہوئی کہ جیسے میں نے اسے پالا ہے یہ بھی مجھے پالے گا، جیسے میں نے اس کے ناز برداشت کیے یہ بھی میرے ناز برداشت کرے گا، لیکن تیرا لہجہ بدل گیا، تیری آنکھ بدل گئی، تیرے تیور بدل گئے، تو مجھے یوں سمجھنے لگا کہ جیسے میں تیرے گھر کا نوکر ہوں، تو مجھ سے اس طرح بولنے لگا کہ جیسے میں تیرا زر خرید غلام ہوں۔ تو یہ بھی بھول گیا کہ میں نے تجھے کس طرح پالا، تیرے لیے کیسے جاگا تیرے لیے کیسے رویا اور تڑپا اور مچلا۔ آج تو میرے ساتھ وہ کر رہا ہے جو آقا اپنے نوکر کے ساتھ بھی نہیں کرتا، اگر تو مجھے بیٹا بن کر نہ دکھا سکا اور مجھے باپ کا مقام نہیں دے سکا، تو کم از کم پڑوسی کا مقام تو دے دے، کہ

پڑوسی بھی پڑوسی کا حال پوچھ لیتا ہے اور تو بخل کی باتیں کرتا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو مچل رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے نوجوان اٹھ جا میری مجلس سے تو بھی اور تیرا مال بھی تیرے باپ کا ہے۔

مسلمانو! محمدی وردی میں آجاؤ

پاکستانی جرنیل بننے کے لیے ستائیس سال چاہئیں۔ پھول لگ گئے سلیوٹ شروع ہوگئے۔ اب یہ جرنیل اگلے دن اپنے دفتر میں ہندوستانی وردی پہن کر بیٹھ جائے تو بتاؤ کچھ ہوگا کہ نہیں ہوگا۔ اس کا اپنا سپاہی اس پر کلاشنکوف تان لے گا۔ سارا جی ایچ کیو حرکت میں آجائے گا۔ گرفتاری کے آرڈر ہتھکڑی، بیڑی، کورٹ مارشل۔ وہ کہے گا میں نے کیا جرم کیا ہے تو کہا جائے گا دیکھو تو سہی تو نے کیا کیا ہے۔ جرنیل کہے گا کہ میرا ظاہر مت دیکھو بلکہ میرا باطن دیکھو میں یہ بات مثال سے سمجھانے لگا ہوں۔

اس نے وفا نہیں بدلی۔ صرف دشمن کا روپ اپنایا ہے۔ تو وفائیں داغدار ہوگئیں پاکستانی فوج کو تو غیرت آجائے، کیا اللہ کو غیرت نہیں آتی۔ جب اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے خلاف زندگیاں دیکھتا ہے۔ اچھا کپڑے کیوں بدلتے ہو۔ جی گندے ہوگئے۔ ان کا باطن تو ٹھیک تھا پاک تھا۔ اپنے لیے تو صاف کپڑے اچھے لگتے ہیں اور اللہ کو گندا روپ دکھاتے ہو یہ کہاں کی غلامی ہے۔ یہ جرنیل کی وردی کی مثال پتا ہے۔ میں نے کیوں دی کہ آج ہم مسلمان ہو کر انکے روپ میں ہیں جنہوں نے ہمیں برباد کر دیا۔ ہمیں کاٹ کر رکھ دیا۔ ان معصوموں کا کیا قصور ہے جن کے گلوں میں ٹائیاں لگی ہوئی ہیں۔ یہ دشمن کا روپ ہے۔ جو آج بھی ہماری عزتوں جانوں کے دشمن ہیں اور ہمارے کے خون کے پیاسے ہیں۔

۱۴۲۳ سال قبل دیکھو تو سہی مدینے میں ایک آدمی تڑپ رہا ہے ذرا طائف کے پہاڑوں سے جا کر پوچھو کہ یہاں کیوں خون بہا تھا اس نبی کا جس کے خون کا ایک قطرہ زمین و آسمان سے زیادہ قیمتی ہے۔ لاؤ کوئی ڈھونڈ کر جس نے ہم پر اس نبی سے بڑھ کر

احسان کیے ہوں پھراس نبی کے طریقے کو چھوڑ کر دوسرے کے طریقے کواپنالو یہ کتنی کم عقلی کا سودا ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا میں مصروف ہوں میرے پاس ایک فرشتہ آرہا ہے تم کسی کو اندر نہ آنے دینا۔ تھوڑی دیر بعد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ آگئے ام المومنین نے انہیں روکا لیکن وہ پھرتیلے تھے ہاتھ چھڑا کر چلے گئے تھوڑی دیر کے بعد اندر سے باآواز بلند رونے کی آواز آنے لگی تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا برداشت نہ کرسکیں۔ بھاگ کر گئیں تو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹے کو زور سے سینے سے لگایا ہوا ہے اور رو رہے ہیں پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر تو ہے۔ فرمایا یہ فرشتہ آیا تھا مجھے ابھی بتا کر گیا ہے کہ میرے اس بیٹے کو میری امت شہید کردے گی۔ تو اگر آپ دعا کر دیتے تو یہ کام رک سکتا تھا لیکن کھیتی کا مالک ہی کھیتی کو پانی نہ دے تو کھیتی کیسے آباد ہو۔

پولیس کی بنیاد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رکھی

پولیس کا محکمہ سب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قائم کیا تھا تو آپ (پولیس والوں) کی بنیاد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رکھی ہے کیسے پاک ہاتھوں سے آپ کے محکمے کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ آپ کا راتوں کو پھرنا مشقت اٹھانا، جہاد فی سبیل اللہ کہلائے گا۔ اور آپ کا ان ظالموں کے ہاتھوں میں شہید ہوجانا سارے گناہوں کی تطہیر کروا کے جنت الفردوس کے عالی درجات تک پہنچائے گا۔ یہ کوئی معمولی محکمہ نہیں ہے۔

علماء کہاں ہیں؟ اَیْنَ الْعُلَمَآءُ۔ اعلان ہوگا علماء کہاں ہیں؟...... اَیْنَ الْاَئِمَّةُ ...... امام مسجد کہاں ہیں؟...... اَیْنَ الْمُؤَذِّنُوْنَ...... اذان دینے والے کہاں ہیں؟ ارے یہ گرے پڑے لوگ جنہیں ہم سمجھتے تھے کہ یہ تو دو ٹکے کے ہیں، ان کی تو کوئی اوقات نہیں یہ کیا ہوا؟ آج یہ اعلان نہیں ہوا؟ کہاں ہیں بادشاہ؟ کہاں ہیں وزیر کہاں ہیں ڈاکٹر؟

کہاں ہیں انجینئر ؟ کہاں ہیں جرنیل ؟اور کہاں ہیں سالاران؟اعلان کیا ہوا ؟ موذن کہاں ہیں یہ بچارے بنگالی ، یہ موذن کہاں ہیں؟ یہ امام مسجد کہاں ہیں؟ یہ علماء کہاں ہیں؟ جن کو دو ٹکے کوئی نہیں سمجھتا تھا؟ آج اعلان ہو رہا ہے آجاؤ آجاؤ یہ باہر آ گئے کہا میرے عرش کے سائے میں منبروں پہ بیٹھو، انکو پانی پلایا جائے ان کو کھلایا جائے اور باقی بندوں کا حساب لیا جائے۔

بادشاہی نہیں یہ نبوت ہے

فجر کی اذان ہوئی صحابہ میں ہلچل مچی، فتح مکہ کا موقع تھا، ابوسفیان نے کہا کیا ہوا؟ یہ حملے کی تیاری کر رہے ہیں، کہا نہیں ،نماز کے لیے جا رہے ہیں ، ابوسفیان کہنے لگا، عباس تیرے بھتیجے کی اس کے ساتھی ہر بات مانتے ہیں؟ کہا! ہاں ہر بات مانتے ہیں، چاہے وہ انہیں کہہ دے کہ بیوی بچے چھوڑ دو، ملک و مال چھوڑ دو، ہر چیز اس پر قربان کر دیتے ہیں، کہنے لگا، عباس! میں نے بڑی بڑی بادشاہیاں دیکھیں، پر تیرے بھتیجے جیسی باد شاہی نہیں دیکھی، انہوں نے کہا کہ ارے ابوسفیان! اب بھی تیری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ یہ بادشاہی نہیں، یہ نبوت ہے۔

اذان ہو اور پچانوے فیصد کے کان پر جوں نہ رینگے ،تو ہمارا مسئلہ کہاں سے حل ہوگا، رمضان آئے اور ہمارے کان پہ جوں نہ رینگے پیسہ اکٹھا ہو جائے اور غریب کو زکوۃ نہ ملے، فصل گھر میں آجائے اور زمیندار عشر ادا نہ کرے، یہ کیسی مسلمانی ہے؟ یہ کیسا اسلام ہے؟ یہ تو فرائض چھوڑنے کے بعد کیسے حل ہو گا اور اندرون سندھ میں جا کے دیکھو، جہاں کسی کو نماز آتی ہی نہیں ،ساری امت میں نماز زندہ ہو جائے اور ساری امت اللہ کے سامنے جھکے۔

قاتل کا اسلام قبول کرنا

وحشی نے چہرے کو چھپایا ہوا اور مدینے میں آیا کیوں کہ اسے بھی پتہ تھا کہ جس نے

مجھے دیکھا، قتل کیا جاؤں گا، چھپتا چھپاتا مسجد نبوی ﷺ میں آیا حضور ﷺ اپنے دھیان میں بیٹھے ہوئے تھے اور چہرے سے کپڑا ہٹایا...... "وَشَهِدَ شَهَادَةَ الْحَقِّ"......آپ جو ایسے بیٹھے تھے تو یوں ہوئے...... "فَلَمْ يَرَوْا بِهِ إِلَّا بِقَائِمِ أَشْهَدُ شَهَادَةَ الْحَقِّ"......آپ کی آنکھیں پھٹیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تلواریں نکلیں، یا رسول اللہ ﷺ وحشی اور وہ کلمہ پڑھ چکا ہے اور ان کی تلواریں نیام سے نکل رہی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا پیچھے ہٹ جاؤ، ایک آدمی کا کلمہ پڑھ لینا، مجھے ہزار کافروں کو قتل کرنے سے زیادہ محبوب ہے پھر اسے یوں دیکھتے رہے۔ اَوَحْشِيٌّ أَنْتَ......تو وہی وحشی ہے، جی ہاں...... اُقْعُدْ ......بیٹھو یہ بتا تو نے میرے چچا کو کیسے قتل کیا تھا؟ آٹھ برس گزر چکے ہیں لیکن غم ابھی تازہ ہے، تو نے میرے چچا کو کیسے قتل کیا تھا وحشی نے جو بیان کرنا شروع کیا تو حضور ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے رونے لگے۔ کہا ارے وحشی اللہ تیرا بھلا کرے جا اللہ اور اس کے رسول کو راضی کرنے کے لیے بھی اب محنت کر اور ایک احسان کر کہ مجھے اپنی شکل نہ دکھایا کر، تجھے دیکھ کر میرے چچا کا غم تازہ ہو جاتا ہے، جس کی شکل بھی دیکھنے کی ہمت نہیں ہے، اس کے نفع کی بھی سوچی جا رہی ہے، اب تو بھائی بھائی پیسے پہ لڑ رہا ہے تو ان اخلاق پر اللہ کی مدد کہاں سے آئیگی؟

کچھ نہیں ہو سکتا

ایک کتاب میں میں نے پڑھا، ایک بزرگ کا قول ہے کہ جب حالات بگڑ جاتے ہیں تو ایک بڑا طبقہ یوں کہتا ہے، اب تو کچھ نہیں ہو سکتا، جیسے حالات چل رہے ہیں اسی دھارے میں تم چلو، ایک چھوٹا سا طبقہ کہتا ہے کہ بھئی کچھ تو ٹکر مارو، نہ کرنے سے کچھ کرنا بہتر ہے۔ یہ جو تھوڑا سا طبقہ دیوانگی میں اور پاگل پن میں مجنوں بن کے ٹکر لیتا ہے، اور حالات سے ٹکر ہے، یہی آگے چل کے بڑے بڑے انقلابات کو وجود دیتا ہے، آج لوگ کہتے ہیں کہ آج حضور والی زندگی نہیں چل سکتی، آج اس پر کام نہیں ہو سکتے، اب اس زندگی پر چلنا مشکل ہے، بھائی تم یوں کہو۔ ہم ٹکر تو لیں گے اور حضور ﷺ والے کلمے کی

دعوت دیں گے، جب اللہ پاک ہماری دعوت قبول کرے گا، اور وہ ہوا چلائے گا، انشاء اللہ دن پلٹا کھاتے جائیں گے۔

آواز لگ رہی ہے

میرے بھائیو! میں حیران ہوتا ہوں باہر...... سبزی والا آواز لگا رہا ہے، آلو کی آواز لگا رہا ہے، چھولے کی آواز لگا رہا ہے، مکئی باجرے کی آواز لگا رہا ہے، اور پیاز اور لہسن کی آواز لگ رہی ہے۔ اور قہوے اور نسوار کی آواز لگ رہی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز لگانے والے کوئی نہیں، آج یہ اتنا کام گر گیا کہ یہ فارغ لوگوں کا کام ہے، بیکار پھرتے رہتے ہیں، بستر اٹھائے پھرتے ہیں، پاگل لوگ ہیں، دیوانے ہیں، گھروں سے نکالے ہوئے ہیں، گھر سے فارغ ہیں اس لیے پھرتے ہیں۔

یہی باتیں لوگ نبیوں کو کہا کرتے تھے، جو اس کام کو کرے گا اسے حوصلہ رکھنا پڑے گا، اسے یہ باتیں سننی پڑیں گی، حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ نے جب میواتیوں میں گشت شروع کیا تو وہ مارتے تھے گالیاں دیتے تھے، لوگوں نے کہا مولوی الیاس نے علم کو ذلیل کر دیا، چوں کہ کام وجود میں نہیں تھا، کسی کو پتہ نہیں تھا علماء نے کہا کہ یہ علم کی ذلت ہے، حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، ہائے میرا حبیب تو ابو جہل سے مار کھاتا تھا، میں مسلمان کی منت کر کے ذلیل کیسے ہو سکتا ہوں؟ میں اس اللہ کے کلمے کے لیے ذلیل ہو کر عزت حاصل کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ کے کلمے کے لیے ذلت بھی عزت ہے یہ ذلیل ہونا نہیں ہے یہ باعزت ہونا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دین کے لیے تکلیف کا برداشت کرنا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک خیمے میں گئے تو ایک شخص سے بات کی، اس نے کہا ہمارا سردار آجائے پھر تیرے ساتھ بات کریں گے، آپ بیٹھ گئے، وہ قبیلہ قریش کا تھا...... بجرۃ ابن قیس...... وہ آیا، کہنے لگا یہ کون ہے انہوں نے کہا یہ وہ قریشی نوجوان ہے جو کہتا ہے

میں نبی ہوں اور کہتا ہے کہ مجھے پناہ دو۔ میں اللہ کا کلمہ پہنچانا چاہتا ہوں، میرے بھائیو! بتاؤ بھلا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پناہ کی ضرورت تھی؟ جس کے ساتھ اللہ ہو، وہ تنہا نہیں دنیا دار الاسباب ہے، دنیا کو یہ بتایا ہے کہ دین کا کام محنت سے ہوگا، ورنہ مجھے کسی کی پناہ کی کیا ضرورت ہے، وہ کہنے لگا یہ یہ...... میں آپ کو اس حدیث کے الفاظ کہہ رہا ہوں، اللہ معاف فرمائے، اپنی طرف سے نہیں، "نقل کفر کفر نا باشد، کہنے لگا اس پورے بازار میں کوئی سب سے بدترین چیز ہے۔ اَلْحَقُّ بِقَوْمِكَ...... لَوْلَا قَوْمِيْ لَضَرَبْتُ عُنُقَكَ...... چل یہاں سے کھڑا ہو جا، اگر میری قوم تجھے میرے پاس نہ بٹھاتی تو ابھی تیری گردن اڑا دیتا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ایک بھی تو بول نہیں نکلا، آپ نے چادر اٹھائی، غمگین پریشان اٹھے، اونٹنی پہ سوار ہونے لگے اونٹنی جب کھڑی ہوئی تو اس خبیث نے پیچھے سے نیزہ مارا اور اونٹنی اچھلی آپ الٹ کے زمین پر گرے پھر بھی زبان سے بددعا نہیں نکلی، لوگ کہیں کیوں ذلیل ہوتے پھرتے ہو، ارے وہ تو ایسوں کے سامنے گرے، لیکن زبان سے بددعا نہیں نکلی، ابوجہل نے مارا لیکن آپ کی زبان سے الفاظ نہیں نکلے۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا زار و قطار رونا

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ ایک بڑا خوب صورت نوجوان ہے اور لوگوں کو دعوت دیتا پھر رہا ہے صبح سے چل رہا ہے اور کلمے کی طرف بلا رہا ہے، میں نے کہا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ قریش کا نوجوان ہے جو بے دین ہو گیا ہے۔ حَتّٰى نِصْفِ النَّهَارِ...... صبح سے وہ آدمی بات کرتا رہا، یہاں تک کہ سورج جب سر پہ آیا تو ایک آدمی نے منہ پہ تھوکا، دوسرے نے گریبان پھاڑا ایک نے سر پر مٹی ڈالی ایک نے تھپڑ مارا، لیکن نبی کی طرف دیکھو زبان سے ایک لفظ بھی بددعا کا نہیں نکلا، اتنے میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو پتہ چلا تو وہ زار و قطار روتی ہوئیں آ رہی ہیں، پیالے میں پانی لے کر، جب بیٹی کو روتے دیکھا تو ذرا آنکھیں نم ہو گئیں، کہا بیٹی...... "لَا تَخْشَىْ عَلٰى اَبِيْكِ الْقِيْلَ" ...... اپنے باپ کا غم نہ کر، تیرے باپ کی اللہ حفاظت کر رہا ہے، میرا کلمہ زندہ ہوگا

وہ صحابی کہتے ہیں (وہ بعد میں مسلمان ہوگئے اس وقت کافر تھے) میں نے کہا یہ لڑکی کون ہے؟ انہوں نے کہا یہ اس کی بیٹی ہے۔

ایک یہودی کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے سوال

ایک یہودی نے حضرت امیر معاویہؓ کے پاس سوال لکھ کر بھیجے یہ بتاؤ وہ کون سے دو بھائی ہیں؟ جو ایک دن پیدا ہوئے ایک دن وفات پائی، اور ایک سو سال بڑا ہے، ایک سو سال چھوٹا ہے۔ پیدائش کا دن ایک موت کا دن ایک لیکن ایک سو سال بڑا ہے ایک سو سال چھوٹا ہے اور وہ کونسی جگہ ہے جہاں سورج ایک دفعہ طلوع ہوا پھر کبھی طلوع نہیں ہوا؟

انہوں نے کہا، بھئی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بلاؤ، وہی جواب دے گا، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بلایا گیا انہوں نے فرمایا عزیرا اور عزیز دو بھائی تھے، عزیر کو سو برس میں موت آ گئی۔ اس کی زندگی میں سے سو برس کٹ گئے اور پھر دونوں بھائی ایک دن مرے، ایک دن پیدا ہوئے، ایک دن مرے، ایک سو برس چھوٹا ہے، ایک سو برس بڑا ہے اور وہ سمندر جسے اللہ نے پہاڑ اور پہاڑ کے نیچے سے نکالا اس پر سورج ایک دفعہ طلوع ہوا اور پھر پانی کو ملایا،، پھر کبھی وہاں خشکی نہ آئی۔

امت کے غم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رونا

عرفات کے میدان میں اونٹنی پر بیٹھ کر پانچ گھنٹے ہاتھ اٹھا کر امت کے لیے دعا کی، کوئی اپنے لیے آج پانچ گھنٹے دعا نہیں کرتا، آنے والی نسلوں کے لیے پانچ گھنٹے مسلسل دعا کی ہے رو رو کر دعا کی ہے۔

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں رات کو رو رہے ہیں، اے مولا! ابراہیم نے کہا تھا ...... جو میری مانے وہ تو میرا ہے، جو میری نہ مانے تیری نہ مانے تیری مرضی تو مہربان ہے۔ معاف کر دے یا عذاب دے دے، اے اللہ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا۔ اے اللہ تیرے بندے ہیں عذاب دے تیری مرضی ہے۔ اے میرے اللہ نہ میں عیسیٰ کی کہوں،

نہ میں ابراہیم کی کہوں بلکہ میں تو یوں کہو......کیا مطلب؟ میری امت کو معاف کردے، معاف کردے، معاف کردے، نہیں کرنا، پھر بھی کردے، اور یہ کہہ کر جو رونا شروع ہوئے اور اتنا زاروقطار روئے کہ داڑھی تر ہوگئی، حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اللہ نے دوڑایا، بھاگو، بھاگو! جبرائیل آئے، یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں آپ کیوں رورہے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا مجھے امت کا غم کھارہا ہے۔ جبرائیل واپس گئے، پیغام لائے کہ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں......اے میرے محبوب غم نہ کر میں تجھے تیری امت کے بارے میں خوش کروں گا۔

قبر میں برابری

قطر میں ایک محل دیکھا، بہت لمبا چوڑا، میں نے سمجھا شاید شاہی خاندان میں سے کسی کا ہے تو میں نے پوچھا یہ کس امیر کا ہے، تو ہمارے ساتھ بتانے لگے کہ یہ شاہی خاندان کا تو نہیں لیکن یہ قطر کا سب سے بڑا تاجر تھا، قطر میں سب سے زیادہ مالدار اور سب سے بڑا تاجر تھا اور یہ اس کا محل ہے، بنانے کے بعد پانچ سال رہنے کی نوبت آئی پھر مرگیا اور اس کی جہاں قبر ہے وہاں قطر کا سب سے فقیر بدو دفن ہے ایک طرف قطر کا امیر ترین ہے اور اس کے پہلو میں قطر کا غریب ترین بدو جو سارا دن بھیک مانگ کے چلتا تھا، ان دونوں کی قبر ساتھ ساتھ ہے کہ قبر میں دونوں کو برابر کردیا گیا۔

دنیا میں عذاب

واثق باللہ نے ہزاروں لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارا، جب مرنے لگا، نزع کی حالت طاری ہوئی تو اس کا وزیر تھا اس نے وہ شاہی خلافت کی جو چادر اس کے اوپر ڈالی ہوئی تھی تو اسکے وزیر نے ذرا چادر اٹھائی دیکھنے کے لیے کہ وہ زندہ ہے کہ مرگیا تو اس نے یوں آنکھیں اٹھا کے دیکھا تو وہ اس حال میں بھی وزیر لڑکھڑا کے پیچھے جا پڑا، اتنی اس وقت بھی اس کی آنکھوں میں طاقت تھی، تھوڑی دیر بعد چادر کے نیچے حرکت ہوئی

تو بھاگ کر گئے کہ یہ کیا حرکت ہے؟ چادر اٹھا کے دیکھا تو وہ مر چکا تھا اور ایک چوہا اس کی دونوں آنکھیں کھا چکا تھا، یہ چوہا کہاں سے آ گیا۔ عباسی محل میں؟ غیب کا نظام چلا کہ ان ظالم آنکھوں سے کیا کیا ہوا ہے۔ موت سے پہلے ہی ایک چوہے کو کھلا کے دکھا دیا اور جونہی وہ مرا تو وزیر نے فوراً خلافت کی چادر اتار کر صندوق میں ڈالی کہ اب اگلا آنے والا خلیفہ میری ٹھکائی نہ کر دے کہ یہ چادر اس پر کیوں ڈالی ہوئی ہے۔ یہ دنیا اتنی ناپائیدار ہے، اتنی نامراد ہے۔

جنت کو سجایا جا رہا ہے

حضرت شبانہ عابدہؒ کی بہن نے خواب دیکھا کہ جنت سجائی جا رہی ہے، تو انہوں نے پوچھا کیا بات ہے؟ جنت سجائی جا رہی ہے اور یہ ساری حوریں کھڑی ہوئی ہیں تو جواب آتا ہے کہ شبانہ عابدہ کا انتقال ہوا ہے اسکے استقبال میں اور اسکی روح کے استقبال میں جنت کو سجایا جا رہا ہے اور جنت کی حوروں کو استقبال کے لیے لایا جا رہا ہے۔ یہ ان کی بہن خود خواب میں دیکھ رہی ہے کہ ان کی بہن کو اللہ جنت میں کتنا بڑا پروٹوکول دے رہا ہے، کتنا بڑا اعزاز ہے، اللہ جس کا اعزاز کرے۔ آج ہمیں ایسا بننے کی ضرورت ہے۔

سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے قلعہ فتح نہیں ہو رہا، سارے حیران ہیں کہ وجہ کیا ہے، قلعہ فتح کیوں نہیں ہو رہا؟ تو اب توجہ کی کہ کس وجہ سے قلعہ نہیں فتح ہو رہا، (میرے بھائیو مسلمان کی سوچ دیکھو کس بنیاد پر قیصر و کسریٰ کو انہوں نے توڑا) آپس میں سوچ میں پڑے کہ قلعہ فتح کیوں نہیں ہو رہا؟ کہنے لگے ہم سے مسواک کی سنت چھوٹی ہوئی ہے، نتیجہ یہ نکالا کہ قلعہ اس لیے فتح نہیں ہو رہا کہ مسواک کی سنت چھوٹی ہوئی ہے، سارے لشکر کو حکم دیا کہ سب مسواک کرو اور ہمارا لوگ مذاق اڑاتے ہیں کہ یہ کیا لکڑیاں منہ میں

لے کر پھرتے ہو؟ اب تو نیا زمانہ ہے، اب تو برش کرنا چاہیے، یہ کیا تم لکڑیاں منہ میں دے رہے ہو؟ تو ایسے لوگوں کے ساتھ اللہ کی مدد آئے گی؟ مسواک کی سنت کے چھوٹنے پر اللہ تعالیٰ کی مدد ہٹ گئی، تم نے میرے حبیب کی ایک سنت کو ہلکا سمجھا ہے۔ لہٰذا ہماری مدد تم سے دور ہوگئی۔

بیوی بچوں کو روٹی کھلا کر پھر تبلیغ کرنا

حضرت ابوطلحہ انصاری باغات کے مالک ایک دن گھر میں آئے تو تمام باغات اجڑے ہوئے ہیں اور گھر میں ایک آدمی کے لیے بھی روٹی نہیں انصارِ مدینہ تھے اور پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے ہیں یہ ان کا عالم ہے ان کے باغات کیوں لٹ گئے وہ گھاٹے کا کیوں نقصان آیا۔ اگر ختم نبوت کی محنت کی وجہ سے گھاٹے آئے ختم نبوت کے کام کی وجہ سے نقصان آیا۔ اگر ختم نبوت کی محنت اور دین کے کام مزاج یہ ہوتا ہے کہ اپنے کاروبار کو بھی ٹھیک رکھو اور اپنے گھر کے کام سے فارغ ہو جاؤ تو دین کا کام بھی کرو۔ اگر دین کا مزاج یہ ہوتا ختم نبوت کا مزاج یہ ہوتا۔ پہلے بیوی بچوں کو روٹی کھلا لو اور پھر تبلیغ کر لو۔ تو پھر کسی صحابی کو پیٹ پر پتھر باندھنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سات دن کے فاقے کا کوئی دکھ نہیں تو پھر حضرت حسنؓ و حسینؓ کا بھوک کی وجہ سے تڑپ تڑپ کے رونا کوئی سمجھ میں نہیں آتا یہ باغات اجڑ گئے گھر کے گھر ویران ہو گئے یہ کیوں ہوا؟ حالانکہ انہیں اعلیٰ اور ادنیٰ کی تمیز تھی، ہمیں تمیز نہیں ہے وہ ادنیٰ پر قربان کرتے تھے ہم قربان نہیں کر رہے۔ یہ ختم نبوت کی لائن کا سب سے اعلیٰ کام ہے زد پڑ گئی نقصان آ گیا گھاٹا آ گیا فرض کر و اول تو یہ بہت لوگ ہیں جن کے ساتھ یہ ہوتا ہے اور جن کے ساتھ یہ ہوتا ہے وہ بڑے مقرب لوگ ہیں ''اَشَدُّ النَّاسِ بَلَآءً الْاَنْبِیَاءِ'' سب سے زیادہ مشقت میں انبیاء ہوتے ہیں اور یہ نقصان اور گھاٹے بلاعوض نہیں ہیں اس پر اتنا ملے گا کہ اس کی اور نبی کی جنت کے درمیان صرف ایک درجے کا فرق ہوگا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہچکیاں بندھ گئیں

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ آگے کفار سے لڑ رہے تھے اور یہ حضرات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ آگے تھے۔ وحشی کی زد میں آگئے دونوں ہاتھ میں تلوار لے کر چل رہے تھے کہ وحشی نے پتھر کے پیچھے سے بیٹھ کر جونشانہ مارا اور آپ کے پیٹ میں برچھا لگا آنتیں اور جگر کٹا آپ رضی اللہ عنہ گرے اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اس کی طرف بڑھے حمزہ رضی اللہ عنہ وحشی کی طرف گرتے گرتے بڑھے تو وحشی کہنے لگا کہ میں بھاگا کہ کہیں میرے اوپر کوئی حملہ نہ ہو لیکن حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو الٹی آئی اور جان نکل گئی، جب شہداء کی تلاش ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چچا کہاں ہیں؟ حمزہ کہاں ہیں؟ دیکھا تو زندوں میں نہیں۔ زخمیوں میں بھی نہیں۔ میرا چچا کسی نے کہا وہ تو شہید ہو گئے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اپنے چچا کی لاش کو دیکھا کہ ناک کٹا ہوا کان کٹے ہوئے، سینہ پھٹا ہوا، کلیجہ نکالا ہوا، آنتیں پھٹی ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے روئے اتنے روئے کہ آپ کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ سب رو رہے تھے آپ اتنے زور سے رو رہے تھے یہاں تک کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آسمان سے آئے اور آ کے یوں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ میرے حبیب غم نہ کرو ہم نے آپ کے چچا کو اپنے عرش پر لکھا ہے ''اَسَدُ اللّٰہِ وَاَسَدُ رَسُوْلِہٖ حَمْزَۃُ'' اور اس کے رسول کے شیر ہیں۔ وحشی سے کتنا دکھ اٹھایا ہوگا۔ ستر دفعہ حمزہ پر نماز جنازہ پڑھی، جب مکہ فتح ہوا تو وحشی کے قتل کا حکم دیا کہ جو وحشی کو پالے قتل کرے۔ لیکن جب مدینہ منورہ میں آئے تو وحشی پر بھی ترس آیا کہ قتل ہوا تو دوزخ میں چلا جائے گا۔ وحشی طائف چلا گیا وحشی کے پاس خصوصی طور پر ایک آدمی بھیجا کہ وحشی اللہ کا رسول کہتا ہے کہ کلمہ پڑھ لے مسلمان ہو جا جنت میں چلا جائے گا۔ یہ اخلاقِ نبوت تھے وحشی کہنے لگا میں کلمہ پڑھ کے کیا کروں گا؟ میں نے تو وہ سارے کام کیے ہیں جس پر تمہارے رب نے دوزخ کا کہا، قتل، زنا، شرک، شراب میں کیا کروں گا۔ اس نے آ کر جواب دے دیا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دوبارہ بھیجا پھر دوبارہ بھیجا، کس کے پاس چچا کے قاتل کے پاس۔

جاپانی کتے کی وفاداری

ہم جانور سے عبرت حاصل کریں، جاپان میں ایک پروفیسر تھا جب وہ یونیورسٹی پڑھانے جاتا تو اسٹیشن تک اپنے کتے کو ساتھ لے کر جاتا وہ کتا پروفیسر کو روانہ کر کے پھر گھر آجاتا دوپہر کو تین بجے مالک کو لینے کے لیے کتا یونیورسٹی جاتا تو ایک دفعہ پروفیسر کو یونیورسٹی میں ہارٹ ٹیک ہوا۔ وہاں سے اس کو ہسپتال لے جایا گیا وہاں پر مر گیا۔ لیکن کتا اپنے ٹائم پر تین بجے مالک کو لینے کے لیے گیا۔ اب مالک نہیں آیا تو انتظار کر کے شام کو واپس چلا گیا۔ اگلے دن ٹھیک تین بجے وہاں جا کے بیٹھ گیا وہ شام کو واپس چلا گیا نو سال تک وہ کتا مسلسل وہاں آتا رہا اور اسی جگہ وہ کتا بیٹھے بیٹھے مر گیا اور ابھی بھی اس کی جگہ اس کتے کا ایک بت بنا کھڑا ہے یہ تو ایک کتے کی وفا ہے ہم تو انسان ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ العادیات میں بڑا گلہ کیا ہے:

((وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا فَالْمُوْرِيَاتِ قَدْحًا فَالْمُغِيْرَاتِ صُبْحًا فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ))

(سورۃ العادیات)

قسم ہے تیزی سے دوڑنے والے گھوڑوں کی قسم ہے ان کی جو پتھروں پر پاؤں رکھتے ہیں تو آگ نکلتی ہے (عرب جب گھوڑے دوڑاتے تھے تو ان کے پیر پتھروں پر پڑتے تو آگ نکلتی تھی) اور قسم ہے گھوڑوں کی جو غبار اڑاتے ہیں جو صبح کے وقت حملہ آور ہوتے ہیں اور دشمن کے اندر گھس جانے والے گھوڑوں کی اللہ پاک قسمیں کھا رہے ہیں اور آگے مضمون یہ ہے کہ اے انسان! تو بڑا ناشکرا ہے۔ اس آیت کے تحت مفسرین لکھتے ہیں کہ ان آیات میں جوڑ یہ ہے اے میرے بندے میں نے گھوڑے کو پیدا کیا؟ گھوڑے کا وجود بنایا اور پھر تیری ملکیت میں دیا اسکے اندر میں نے رکھی مالک سے وفا، وفا مالک نے رکھی ہے تو نے کیا کیا؟ ایک وقت میں پانی پلایا اور دو وقت چارہ کھلایا، کبھی

سوکھا کھلایا۔ کبھی تر کھلایا لیکن تیرے دو وقت کے کھانے کی اس نے وہ وفا کی ہے تو اس پر سوار ہوتا ہے تو وہ دوڑتا ہے تو حملہ کرتا ہے۔ وہ آگے چلتا ہے تو دشمن کے درمیان اترتا ہے تو وہ درمیان میں کودتا ہے۔ سارا دن لڑتا ہے پیچھے منہ نہیں موڑتا۔ آگے صبح پھر حملہ کرتا ہے تو تیرا گھوڑا یہ نہیں کہتا کہ میں تھکا ہوا ہوں۔ میں نہیں جاتا وہ پھر تیرے ساتھ چلتا ہے۔ سبع معلقات (یہ درس نظامی کی کتاب کا نام ہے) کا شاعر اپنے گھوڑے کی تعریف کرتا ہے۔ ؎

یدعون عنك غرما هو كانها
الستان بير فى لبان ادهيم

وہ اپنے گھوڑے کی تعریف کرتا ہے کہ جب اپنے گھوڑے لے کر حملہ آور ہوتا ہے تو اتنے بڑے بڑے نیزے اس گھوڑے کے سینے میں لگ رہے ہوتے ہیں جیسے کنویں کے ڈول میں جو رسی لٹکتی ہے یہ بات پوری سمجھ میں اس وقت آتی ہے جب کہ عرب کا نقشہ سامنے ہو، عرب میں پانی نیچے ہوتا ہے تو اس کے لیے بہت لمبی سی لمبی رسی ہوتی تھی تو لمبی رسی ڈول سے باندھ کر پانی نکالتے تھے نیزہ جتنا لمبا ہوتا ہے اتنا زور سے اندر جاتا ہے تو وہ کہتا ہے جب میں گھوڑے کو لے کر حملہ کرتا ہوں تو کنویں کی رسی کی طرح لمبے نیزے اس کے سینے پر لگتے ہیں تو وہ گھوڑا کبھی نہیں کہتا کہ مالک میں زخمی ہو گیا ہوں پیچھے ہٹتا ہوں اس کا یہ حال ہوتا ہے کہ وہ اون کی شلوار پہن لیتا ہے میری نافرمانی نہیں کرتا۔ اللہ پاک فرماتا ہے کہ اے میرے بندے! گھوڑا تیرا اتنا وفادار ہے تو پھر بھی میرا وفادار کیوں نہیں بنتا۔ میں نے تجھے کہاں سے کہاں پہنچایا کتنی کائنات کی مشینوں کو تیری خدمت پر لگایا ہوا ہے تو کیا میرا حق نہیں کہ میری مان کے چلے۔

فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر پردہ کرنے کے لیے چادر نہیں

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بیمار ہیں ان کا حال پوچھنے کے لیے آپ ﷺ اور ایک صحابی عمران بن حصین جو کہ قریش کے سردار تھے وہ بھی ساتھ تھے دروازے پر جا کر پوچھا

کہ بیٹی اندر آؤں میرے ساتھ ایک اور آدمی بھی ہے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے گھر میں اتنا کپڑا نہیں کہ میں پردہ کر سکوں چادر کوئی نہیں منہ چھپانے کے لیے ظاہر جسم کو چھپانے کے لیے چادر کوئی نہیں ہمارے علم کے مطابق یہ کیسی ذلت کی زندگی ہے۔ یہ بھی کوئی زندگی ہے کہ کپڑا کوئی نہ ہو روٹی کوئی نہ ہو، یہ ہماری زندگی ان کی سب سے پیاری بیٹی جنت کی عورتوں کی سردار، اور جنت کے سرداروں حسن اور حسین ان کی ماں اور اللہ کے شیر کی بیوی اور محمد ﷺ کی بیٹی اس حال میں ہے کہ گھر میں چادر پردے کو نہیں تو آپ ﷺ نے اپنی چادر مرحمت فرمائی کہ میری چادر سے پردہ کرو، آپ ﷺ اندر تشریف لائے اور پوچھا بیٹی کیا حال ہے انہوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ پہلے بھوک تھی کہ دو مہمان اور آگئے بھوک دور کرنے کا کوئی سبب نہیں روٹی نہیں بیماری کے علاج کے لیے پیسے نہیں، تو حضور ﷺ نے گلے لگایا اور آپ ﷺ بھی رونے لگے اللہ اکبر طائف کے پتھروں کی بارش میں رونا نہیں آیا، اور یہاں رونا آگیا، اے بیٹی غم نہ کر ''وَالَّذِیْ بَعَثَ اَبَاكَ بِالْحَقِّ مَاذُقْتُ مِنْ ثَلَاثَةِ اَیَّامٍ فَوَاقاً'' اس ذات کی قسم جس نے تیرے باپ کو نبی بنایا ہے آج تیسرا دن ہے میں نے بھی ایک لقمہ تک نہیں کھایا ہے تیرے گھر میں فاقہ ہے تو تیرے باپ کے گھر میں بھی فاقہ ہے یہاں یہ بول فرمایا کہ ''یااب علی ربی لِیَجْعَلْ مَابَیْنَ الْمَكَّةِ ذَهَباً'' میرے رب نے مجھ پر پیش کیا کہ آپ چاہیں تو سارے عرب کے پہاڑوں کو سونا بنا دوں عرب کے پہاڑ مکہ اور مدینہ کے درمیان پہاڑ سونا بن جاتا تو اس سے کیا ہوتا سارا عرب ہی پہاڑی علاقہ ہے اخیر معك پھر یہ بن کے کھڑے نہیں رہیں گے۔ آپ ﷺ کے ساتھ چلیں گے۔

آپ ﷺ کو توڑنے کی اور کاٹنے کی مشقت میں نہیں ڈالوں گا جتنا فرمائیں گے اتنا ہو کر سامنے آئیں گے میں نے انکار کیا اے بیٹی پھر کیا چاہیے میں نے کہا مجھے یہ چاہیے کہ ''اَجُوْعُ یَوْماً وَاَشْبَعُ یَوْماً'' ایک دن بھوکا رہوں اور ایک دن کھاؤں تو میری امت کے اکثر لوگ فقیر ہوں گے ان کی تسلی کے لیے کہ تمہیں روٹی نہیں ملی تو تمہارے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تین تین دن روٹی نہیں ملی ارے تمہارے بیٹے کے لیے پیسے نہیں مل رہے تو تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے محبوب بیٹی کی دوا کے لیے پیسے نہیں ملے تھے۔ تمہارے بیٹوں کو پہننے کے لیے کپڑے نہیں مل رہے تو تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری بیٹی کو جسم ڈھانپنے کے لیے کپڑے نہیں ملے تھے۔ یہ صرف امت کے غریب کی تسلی کے لیے تھی۔

اب یہاں ہماری عقل برباد ہوئی ان گاڑیوں اور کوٹھیوں کو عزت کا معیار بنایا گیا تو قارون سب سے بڑا عزت والا تھا۔ اس جیسا شخص دولت والا آدمی دنیا میں کوئی نہیں گذرا نہ آئندہ کوئی آئے گا اللہ نے خزانوں سمیت اس کو غرق کردیا کہ کہا بیٹی میں خود بھوکا ہوں میرے رب نے تو کہا تھا کہ یہ پہاڑ سونا بنادوں میں نے کہا نہیں جب بھوک لگے گی ''تَضَرَّعْتُ اِلَیْكَ وَذَکَرْتُكَ'' میں تجھے یاد کروں گا تیرے سامنے آواز سامنے آہ زاری کروں گا یا اللہ مجھے کھانا دے'' وَاِذَا شَبِعْتُ حَمِدْتُكَ وَشَکَرْتُكَ'' جب کھانا کھاؤں گا تو تیرا شکر ادا کروں گا اور تیری تعریف کروں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زہد

میرے بھائیو! حضرت عمر رضی اللہ عنہ بوڑھے ہو گئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ اب یہ بوڑھے ہو گئے ہیں اور یہ بہت مشقت کرتے ہیں۔ انہیں چاہیے کہ یہ اب اپنا طریقہ تبدیل کرلیں اب یہ پتلا کپڑا پہنیں اب یہ اچھا کھانا کھائیں اب یہ کوئی نوکر رکھ لیں جوان کے لیے پکایا کرے لیکن بھائی بات کون کرے؟ انہوں نے کہا کہ بیٹی سے کہو وہ بات کریں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو تیار کیا گیا کہ آپ بات فرمائیں اگر حضرت مان جائیں تو پھر ہماری بات بتا دینا۔ اگر نہ مانیں تو پھر ہمارے نام نہ بتانا اور یہ مشورہ کرنے والے کون تھے۔؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ یہ چھ صحابہ کرام تھے۔ یہ بڑے بڑے صحابہ مشورہ کرنے والے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی بیٹی کے گھر میں آئے بیٹی نے کہا ابا جان! آپ بوڑھے ہو گئے ہیں اور ملکوں کے وفد آتے ہیں بڑے بڑے بادشاہوں کے وفد آتے ہیں اب آپ

کھانا کھایا کریں اچھا لباس پہنا کریں اور کوئی نوکر رکھ لیں جو آپؓ کی خدمت کیا کرے جس سے آپ کو راحت پہنچے فرمایا بیٹی! گھر والے کو پتہ ہوتا ہے کہ میرے گھر میں کیا ہے کہنے لگی ہاں! فرمایا بیٹی تجھے پتہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے اور آپ ﷺ نے کبھی بھی پیٹ بھر کے کھانا نہ کھایا فرمایا یہ تجھے پتہ ہے کہا ہاں پتہ ہے کہ صبح کھایا تو شام کو نہ کھایا یا شام کو کھایا تو صبح کو نہ کھایا، کہنے لگی ہاں فرمایا بیٹی! تجھے پتہ ہے کہ ایک دفعہ کھانا تو نے گھر میں ایک چھوٹی میز پر رکھ دیا تھا اور حضور اکرم ﷺ تشریف لائے تھے آپ ﷺ نے کھانے کو میز پر دیکھا تو آپ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا تھا اور آپ ﷺ نے غصے سے وہاں سے کھانا اٹھوا کر زمین پر رکھ کر کھایا تھا فرمایا ہاں بیٹی! تجھے یاد ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے پاس ایک ہی جوڑا ہوتا تھا جب میلا ہوتا تھا تو خود ہی دھوتے تھے اور دھو کر اسے خشک کرتے تھے یہاں تک کہ نماز کا وقت ہو جاتا تھا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان دے کر کہتے تھے یا رسول اللہ الصلوٰۃ تو ابھی آپ کا جوڑا خشک ہوتا اور اسے پہن کر پھر آپ ﷺ جا کر نماز پڑھا کرتے تھے۔

فرمایا اے بیٹی! تجھے یاد ہے کہ ایک عورت نے آپ ﷺ کی خدمت میں دو چادریں ہدیہ بھیجی تھیں ایک چادر پہلے بھیج دی، دوسری میں دیر ہوگئی تو آپ ﷺ کے پاس سوائے اس چادر کے کوئی کپڑا نہ تھا تو آپ ﷺ نے چادر کو گانٹھیں لگا کر اپنے ستر کو ڈھانپا اور جا کے نماز پڑھائی تھی فرمایا کیا تجھے یاد ہے؟ بیٹی نے کہا ہاں یاد ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونا شروع ہوئے۔ فرمایا بیٹی سن لے! میری اور میرے ساتھیوں کی مثال ایسی ہے۔ جیسے تین راہی تین مسافر چلے پہلے ایک چلا اور چلتا چلتا منزل مقصود پر پہنچا پھر دوسرا چلا اور وہ بھی چلتا چلتا منزل مقصود پر پہنچا اب میری باری ہے۔ اللہ کی قسم! میں حضور اکرم ﷺ کے طریقے سے نہیں ہٹوں گا اور اپنے آپ کو اسی مشقت پر رکھوں گا یہاں تک کہ میں اپنے نبی سے مل جاؤں میرے دو ساتھی ایک جگہ پہنچ چکے اب میری باری ہے مجھے پہنچنا ہے۔ میرے بھائیو! حالاں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہ انسان تھے

جن کو اللہ تعالیٰ کے نبی نے کہا کہ اے عمر رضی اللہ عنہ! میں نے جنت میں ایک حسین و جمیل وخوب صورت محل دیکھا میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے؟ تو مجھے کہا گیا کہ یہ ایک قریشی نوجوان کا محل ہے جب میں محل میں داخل ہونے لگا تو فرشتے نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ عمر رضی اللہ عنہ کا محل ہے۔

میرے بھائیو! جس کو جنت کی ایسی بشارتیں ملیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے دو وزیر ہیں دنیا میں ابوبکر، اور عمرؓ وزیر ہیں۔ آسمانوں میں جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن جب میں اٹھوں گا میری دائیں طرف ابوبکرؓ اور بائیں طرف عمرؓ اور بلال میرے آگے آگے اذان دیتا ہوگا۔ یہ ساری خوشخبریاں سنی ہیں لیکن بیٹے سے کہہ رہے ہیں میرا سر زمین پہ ڈال دے۔ میں اپنے چہرے پر مٹی ملنا چاہتا ہوں۔ کہ میرے رب کو اس پر ترس آجائے گا۔

محکمہ پولیس کا ایک واقعہ

میں اس بات پر آپ ہی کے محکمے کا قصہ سناتا ہوں جب تک حاکم کی عظمت نہ ہو حکم کی عظمت دل میں نہیں آتی۔ حاکم کی عظمت ہوگی۔ تو حکم کی عظمت آئے گی۔ ایک آپ کے ایس پی ہیں عبدالخالق صاحب فیصل آباد میں لگے ہوئے تھے۔ ہم نے ایسی بات کرتے کرتے ان کو تین دن کے لیے نکالا ان کی ٹرانسفر ہوگئی پھر انہوں نے چار مہینے لگائے، داڑھی آگئی وہ چلے کے لیے فیصل آباد آگئے تو اس وقت جو ایس پی تھا ظفر عباس صاحب وہ میرا کلاس فیلو تھا لاہور میں سکول میں ہم اکٹھے پڑھتے تھے ہم دونوں اس کو میں اور عبدالخالق ملنے کے لیے گئے۔ وہ جو پولیس کا بڑا تھانہ ہے اس کا ایک دروازہ بند رہتا ہے اور ایک دروازہ کھلا رہتا ہے عوام کے لیے ہمیں وہ قریب تھا ہم وہاں سے اندر جانے لگے سامنے سپاہی کھڑا تھا تو عبدالخالق صاحب نے کہا بھائی دروازہ کھولنا اس نے دونوں کو دیکھا صوفی صاحب نظر آئے۔ اس نے کہا اُتوں آؤ (یعنی ادھر سے آؤ) انہوں نے کہا بھائی تیری بڑی مہربانی کھول دے دروازہ۔ اس نے کہا سنیا نئیں بندا اے اتوں

آؤ۔ پہلے تو تبلیغی اصول اپنایا بھائی بڑی مہربانی کھول دے جب وہ یہ نہ مانا تو کہا میں عبدالخالق ایس پی، پھر وہ ٹھک (سلوٹ زوردار) چابی بھی نکل آئی اور تالہ بھی کھل گیا دروازہ بھی کھل گیا کبھی آگے چلے کبھی پیچھے چلے سر سر۔ بعد میں میں نے عبدالخالق صاحب سے کہا آج مجھے ایک بڑی بات سمجھ آئی تیری برکت سے کہنے لگا کیا۔ میں نے کہا جب تک حاکم کی عظمت دل میں نہیں ہوگی حکم کی عظمت دل میں نہیں آسکتی۔ اس نے آپ کو پہلے کہہ دیا کہ اتوں آؤ پھر سلوٹ ماردیا پھر تالا کھول دیا پھر دروازہ کھول دیا پھر آگے پیچھے بھاگ رہا ہے کیوں کہ پہلے تمہیں وہ صوفی سمجھ رہا تھا پھر تمہیں ایس پی سمجھا کہ یہ ایس پی تو میرا بہت کچھ کرسکتا ہے، لہٰذا وجود خوشامد میں ڈھل گیا بس یہاں سے کٹ کر اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہیں آسکتی۔ تو بھائی ایک تربیت ہوتی ہے۔ آپ نے سپاہی بننے کی تربیت لی ہے ناں ہم مسلمان بننے کی تربیت لیں مسلمان کون ہوتا ہے جو اللہ کے حکم پہ اٹھتا ہے تو بھائی یہ دو باتیں ہوگئیں کہ ہم اللہ کی مانیں کیسے مانیں اللہ کے حبیب کے طریقے پر مانیں۔ اگر آپ یہ دو باتیں سیکھ لیں ناں تو میں آپ کو ممبر رسول پر قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آپ کا رات کو گشت کرنا اور ہمارا تہجد پڑھنا آپ کے گشت کا اجر کل قیامت کے دن ہماری تہجد سے بڑھ جائے گا۔ آپ کا ٹریفک کو کنٹرول کرنا گرمی میں پسینوں پہ پسینے بہہ رہے ہیں۔ برے حال ہو رہے ہیں تھک رہے ہیں۔ میں آپ کو قسم کھا کر کہتا ہوں ہمارا سارا دن قرآن پڑھنا اور آپ کے دو گھنٹے چوک میں کھڑے ہو کے ڈیوٹی دینا سارے دن کے قرآن پڑھنے سے زیادہ افضل ہے۔ یہ دو باتیں پہلے سیکھیں یہ شرط ہے یہ جو دو محکمے ہیں ناں فوج اور پولیس یہ براہ راست عبادت ہیں پولیس کا محکمہ سب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قائم کیا تھا آپ کی بنیاد حضرت عمر رضی اللہ عنہ رکھی ہے کیسے پاک ہاتھوں سے آپ کے محکمے کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ اگر یہ دو باتیں پیدا ہو جائیں تو آپ کا راتوں کو پھرنا مشقت اٹھانا جہاد فی سبیل اللہ کہلائے گا اور آپ کا ان ظالموں کے ہاتھوں شہید ہو جانا سارے گناہوں کی تطہیر کروا کر جنت الفردوس کے عالی

درجات تک پہنچائے گا۔ یہ کوئی معمولی محکمہ نہیں ہے سارے پولیس والوں کو برا سمجھتے ہیں۔ ارے پولیس والے تو فرشتے بن جائیں اگر دو باتیں سیکھ لیں تو تہجد گزاروں سے آگے کھڑے ہوں گے قیامت کے دن۔ سارے دن کی تسبیح پھیرنے والے سارے دن نفلیں پڑھنے والوں سے پتہ چلے گا وہ سپاہی آگے جا رہا ہے جنت کے عالی شان درجوں میں ارے یہ کیا ہو رہا ہے بھائی یہ مسلمان کی جان و مال کی حفاظت کے لیے کھپتا تھا تم اپنی عبادت کرتے تھے تم اور یہ برابر کیسے ہو سکتے ہو۔ سارے لوگ آپ کو برا سمجھتے ہیں آپ بھی یہ کہتے ہیں کہ ہم تو بھائی ہیں ہی ایسے نہیں نہیں آپ بڑے قیمتی ہیں اپنی پہچان کریں طریقہ ٹھیک ہو بس۔ یہ براہ راست عبادت ہے تجارت میں نیت کرنی پڑے گی تب عبادت بنے گی زراعت میں نیت کرنی پڑے گی تب عبادت بنے گی پولیس اور فوج براہ راست عبادت ہے لیکن یہ دو باتیں جو میں نے پہلے عرض کی ہیں ان کا سیکھا ہوا ہونا ضروری ہے۔۔ پھر اللہ سے آپ کے دو نفل دو کام کروائیں گے۔ جو کلاشنکوف بھی نہیں کرا سکتی۔

حضرت اسماءؓ نے اپنا حق معاف کر دیا

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں حواری رسول ﷺ ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے طلحہؓ اے زبیرؓ جنت میں ہر نبی کے دو حواری باڈی گارڈ ہوں گے سمجھ لیں۔ عام لفظوں میں دائیں بائیں ساتھ چلنے والے ہر نبی کے ساتھ ہونگے۔ میرے تم طلحہؓ اور زبیرؓ حواری ہو جو میرے دائیں بائیں میرے ہر وقت ساتھ چلو گے اس حواری ہونے تک جو پہنچنا ہے، یہ زبیرؓ کا پہنچنا حضرت اسماءؓ کی وجہ سے ہوا ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنا حق معاف کیا اپنے حقوق معاف کیے کہ جاؤ تم سے مطالبہ نہیں اللہ سے لے لوں گی۔ تم جاؤ پھر وہ حال آئے خود اپنا حال سناتی ہیں کہ میرا حال یہ تھا کہ زبیرؓ ہر وقت حضور ﷺ کے ساتھ رہتے تھے اور میرے گھر میں کچھ بھی نہیں ہوتا تھا کام بھی خود کرتی تھی باہر کا بھی اندر کا بھی۔ گھوڑے کا چارہ بھی لانا، اونٹوں کا چارہ بھی لانا،

پھر گھر کا کام بھی کرنا ایک دن، دو دن، تین دن فاقہ آیا۔ باپ موجود کوئی شکایت نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی موجود مگر شکایت نہیں۔ خاوند موجود مگر لڑائی نہیں کہ میرا حق ادا کرو۔ عورتیں جلدی سے مطالبہ کرتی ہیں۔ میرا حق ادا کرو اور جو بہن حق معاف کرے کہ جنت میں اکٹھا لے لوں گی ایک اور حدیث اس سے متعلق سنا دوں ایک آدمی آرہا ہے۔ دوسرا اس کے پیچھے آرہا ہے اے اللہ! اس نے میرا حق مارا ہے حق لے کے دو۔ اور وہ آدمی ایسا تھا کہ حق دنیا میں دے نہ سکا مجبوری کی وجہ سے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا لے کر دوں اس کے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے وہ کہے گا اس کی نیکیاں لے کر دے دے اور میرے گناہ اس کو دے دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اوپر دیکھو وہ اوپر دیکھے گا تو جنت نظر آئے گی عالی شان عظیم الشان جنت سونے چاندی کے محلات۔ وہ کہیں گے یا اللہ یہ کس نبی کی جنت ہے کس صدیق وشہید کی جنت ہے تو اللہ تعالیٰ کہیں گے ان کی نہیں ہے، جو قیمت ادا کر دے اس کی ہے۔ کہے گا یا اللہ اس کی کیا قیمت ہے۔ کہا جو اپنا حق معاف کر دے یہ اس کی ہے اس نے کہا اچھا میں اس سے نہیں تجھ سے لیتا ہوں تو دے مجھ کو جنت۔ تو جو عورتیں اپنے خاوندوں کو دین کے لیے آگے بڑھائیں گی اور اپنا حق معاف کر دیں گی ان کو اللہ دے گا اپنے خزانوں سے دے گا جیسے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنا حق معاف کیا کہتی ہیں آئی بھوک نہ خاوند سے شکایت نہ اپنے باپ سے شکایت نہ دربارِ رسالت میں کوئی شکوہ خود صبر اور خاموشی کے ساتھ جھیل رہی ہیں عورت ذات تو کیا مرد بھی بھوک میں کمزور ہو جاتا ہے۔ ایک پڑوسی عورت نے جو یہودی عورت تھی بکری ذبح کر کے اس کا گوشت پکانا شروع کر دیا۔ اب جو آئی خوش بو تو کہنے لگی میں بھوک سے بیتاب ہوگئی اور میں گئی میں نے کہا آگ لینے جاتی ہوں۔ اسی بہانے سے ایک آدھ بوٹی مجھے کھلا دے گی کہنے لگی اس اللہ کی بندی نے حال بھی نہ پوچھا۔ میرے ہاتھ میں آگ پکڑا دی۔ میرے گھر میں تنکا بھی نہ تھا پکانے کا میں آگ کو کیا کرتی میں نے آگ پھینک دی پھر بیٹھ گئی صبر نہیں آیا پھر گئی آگ لینے اس نے آگ دے دی کھانے کا نہ پوچھا پھر

آگ سے حق کا مطالبہ کر کے گھر میں بٹھالیتی نہیں بٹھایا تو نبی کا حواری بنایا اور نبی کے حواری کو جو جنت ملے گی تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اس میں نہیں جائیں گی؟ اسماء رضی اللہ عنہا بھی تو وہیں جائیں گی۔ اللہ اکبر۔ کیسی عقل مند عورت تھی۔ اور کیا عقلمند مرد تھے کہ دنیا کی تھوڑی سی تکلیف اٹھا کے اتنے بڑے سودے کر لیے کہنے لگی تیسری مرتبہ پھر گئی اس نے آگ دے دی کھانے کا پوچھا نہیں پھر میں آ کے بیٹھ کے بہت روئی۔ میں نے کہا اے اللہ کس کو کہوں اب میں کس کو کہوں تو ہی، اب تو ہی دے میں کس کو کہوں اب اللہ کو رحم آیا یہودی آیا کھانا کھانے کے لیے اس نے گوشت کا پیالہ سامنے رکھا۔ کہنے لگا آج کوئی آیا تھا گھر میں؟ کہنے لگی پڑوسن عرب عورت آئی تھی آگ لینے کے لیے دو تین دفعہ میں بعد میں کھاؤں گا، اتنا ہی پیالہ اس کو دے کے آؤ پیالہ بھرا ہوا اور میں اندر بیٹھی رو رہی تھی۔ اے اللہ میں کیا کروں اے اللہ میں کیا کروں۔ اے اللہ میں کیا کروں تو کھانا لے کر آئیں سامنے رکھا کہنے لگی یہ وہ نعمت تھی جو میرے لیے اس وقت تھی جو میرے لیے اس وقت ساری دنیا سے بہتر تھی۔ اللہ اکبر اسلام ایسے نہیں پھیلا دین ایسے نہیں پھیلا اس کے پیچھے بڑی بڑی قربانیاں ہیں صحابہ ؓ کی مائیں اگر اپنے بچوں کو جیسے ہماری مائیں کہتی ہیں میری آنکھوں کے سامنے رہو میری آنکھوں کے سامنے رہو۔ بیوی کہتی ہے میرے حقوق ادا کرو اگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بیویاں بھی ایسی ہوتیں تو آج ہندوستان میں اسلام کیسے ہوتا۔

امت احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت

ایک یہودی کہنے لگا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تمہارے نبی کا کوئی درجہ نہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے منہ پر زور سے تھپڑ مارا۔ وہ روتا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ پوچھا کیا ہوا کہا مجھے عمر نے مارا ہے۔ پیچھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ پوچھا تو نے کیوں مارا ہے؟۔ کہنے لگا اس نے آپ کی شان میں گستاخی کی ہے۔ کہا اے عمرؓ اسے راضی کرو۔ یہودی تو سن! میں ابراہیم خلیل، موسیٰ کلیم، عیسیٰ روح اللہ کا حبیب ہوں، فخر سے نہیں کہتا۔

پھر آپ ایک دم اپنی ذات سے ہٹے اپنی امت پر آئے۔ میرا کیا پوچھتا ہے میری امت کا پوچھ۔ اللہ نے اپنے دو ناموں میں سے میری امت کا نام چنا ہے۔ اللہ کا نام مومنین ہے۔ تم پہلے آئے ہم تمہارے بعد آئے۔ جنت میں تم سے پہلے جائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں جنت میں اونٹنی پر سوار ہوں گا اور میری اونٹنی کی نکیل بلال حبشیؓ کے ہاتھ میں ہوگی اور وہ میرے ساتھ ساتھ سب سے پہلے جنت میں جائے گا۔ پھر آپ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا میں ایک آدمی کو جانتا ہوں جس کے ماں باپ کو بھی جانتا ہوں، جنت میں آئے گا تو آٹھوں دروازے کھل جائیں گے۔ فرشتے کہیں گے مرحبا، مرحبا ادھر آئیں حضرت سلمان فارسیؓ نے گردن اٹھائی۔ اس اونچی شان والا کون ہے۔ یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے فرمایا یہ ابوبکرؓ۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا اللہ لوگوں کو دیدارِ عام کرائے گا۔ ابوبکر کو دیدار خاص کرائے گا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا میں نے جنت میں محل دیکھا جس کی اینٹ یاقوت کی ہے۔ میں نے سمجھا میرا ہے۔ میں اس میں جانے لگا تو دربان نے کہا یہ تو عمر بن خطابؓ کا محل ہے یا رسول اللہ ﷺ، آپ ﷺ نے فرمایا تیرا غصہ یاد آیا اس لیے اندر نہیں گیا ہوں ورنہ اندر جا کر دیکھ ہی لیتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے کہا میں آپ پہ غصہ کھاؤں گا یا رسول اللہ ﷺ! پھر آپ ﷺ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ عثمان اے عثمان جنت میں ہر نبی کا ایک ساتھی ہے۔ میرا ساتھی تو ہے۔ اے عثمان، پھر آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا۔ ہاتھ پکڑ کے اپنی طرف کھینچ کر فرمایا اے علیؓ! تو راضی ہو جنت میں تیرا گھر میرے گھر کے سامنے ہوگا تو فاطمہ کے ساتھ اس گھر میں میرے سامنے رہے گا۔ حضرت علیؓ رونے لگے۔ میں راضی ہوں یا رسول اللہ ﷺ پھر طلحہؓ اور زبیرؓ کو کہا! اے طلحہؓ اور زبیرؓ جنت میں ہر نبی کے مددگار دربان جیسے بادشاہوں کے دائیں بائیں کھڑے ہوتے ہیں۔ کہا ایسے ہی دائیں بائیں طلحہ اور زبیر ہوں گے۔ اللہ نے اس امت کو عزت بخشی۔ لوگوں کو جنت کا شوق اور جنت کو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا

شوق ۔حضرت مقداد کا شوق حضرت علیؓ کا شوق ۔ یہ کہاں سے عزت آئی ۔ختم نبوت کا کام ملا ہے ۔(لمبی عمروں کی وجہ سے) نمازیں تو پہلی امتوں کی زیادہ روزے ان کے زیادہ، حج ان کے زیادہ، زکوٰۃ ان کی زیادہ درجہ ہمارا زیادہ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے اللہ! میری امت سے اچھی بھی کوئی امت ہے ۔جس پر بادلوں کے سائے ہوئے من وسلوٰی آئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ کو پتہ نہیں ہے کہ اے موسیٰ!، ساری امتوں پر امت احمد کو وہ عزت حاصل ہے جو مجھے مخلوقات پر حاصل ہے۔

جب اللہ کی مدد آئی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں داخل ہو رہے ہیں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا لشکر ساتھ ہے ۔ابو سفیان اوپر کھڑا دیکھ رہا ہے ۔لشکروں پر لشکر گزر رہے ہیں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ گزرتے ہیں ۔مسلمانوں کے لشکر لے کر تکبیر پڑھتے ہوئے نکلتے ہیں ۔زبیر بن العوام آتے ہیں اور لشکر کو لے کر نکلتے ہیں ابوذر غفاریؓ آتے ہیں اور لشکر کو لے کر نکلتے ہیں اور برید بن خضیب آتے ہیں اور لشکر کو لے کر نکلتے ہیں ۔اور بنو بکر آتے ہیں ۔لشکر کو لے کر نکلتے ہیں اور وذینا قبیلہ آتا ہے ۔نعمان ابن مقرنؓ کی سرکردگی میں اور لشکر کو لے کر نکل رہا ہے لشکروں کے لشکر نکل رہے ہیں ۔ابوسفیان حیران ہو کر دیکھ رہا ہے اور اتنے میں آواز آتی ہے اور ساری گرد وغبار اٹھتی ہے اور کہنے لگا یہ کیا ہے؟ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ۔یہ اللہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ۔اس میں کڑک دار آواز ہے ۔ابوسفیان کہتا ہے کہ کس کی کڑک دار آواز سن رہے ہیں ۔عباسؓ کہتے ہیں یہ خطاب کا بیٹا عمرؓ ہے ۔جس کی تم کڑخ اور آواز سن رہے ہو۔ ارے اللہ کی قسم یہ بنو عدی ذلت اور قلت کے بعد آج بڑی عزت والے ہو گئے ۔عمر اونچا نہیں تھے اسلام نے عمرؓ کو اونچا کیا ہے ۔اور پھر اس پر کہنے لگا ارے عباسؓ تیرے بھتیجے کا ملک تو بہت بڑا ہو گیا ۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں نہیں یہ ملک نہیں ہے ۔یہ شان نبوت ہے ۔بادشاہ ایسے نہیں ہوا کرتے ۔دس ہزار کا لشکر ہے اور آپ کا ماتھا اونٹنی کے پالان کے ساتھ ٹکا ہوا ہے سر اونچا نہیں جھکا ہوا پالان

سے ٹکا ہوا اور زبان سے الفاظ اللہ ایک اکیلا تنہا اکیلا تنہا۔ دس ہزار پر نظر نہیں ہے۔ اللہ کی ذات عالی پر نظر ہے میرے بھائیو! ہمیں مادیت نے اور دنیا نے ہلاک اور برباد کر دیا۔ مسلمان بھی کہتا ہے پیسہ ہوگا تو کام چلے گا پیسہ نہیں تو تیرا کام نہیں۔ تو میری اور کافر کی سوچ میں کیا فرق ہے۔ میں اور کافر ایک ترازو میں آج بیٹھے ہوئے ہیں کہ میں بھی کہتا ہوں کہ میرا کام پیسے سے چلے گا تو کافر سے پوچھو تیرا کام کیسے چلے گا کہتا ہے۔ پیسے سے چلے گا۔ تو میں اور کافر ایک پلڑے میں بیٹھے ہیں یقین کے اعتبار سے میں نماز بھی پڑھتا ہوں روزہ بھی رکھتا ہوں۔ میں حج بھی کرتا ہوں لیکن میرے اندر کی دنیا اور کافر کے اندر کی دنیا ایک ہو چکی ہے۔ مسلمان یہ نہیں کہتا کہ پیسہ نہیں تو رشتہ نہیں پیسہ نہیں تو کوئی جان واقفیت نہیں پیسہ نہیں تو کوئی سلام نہیں کرتا۔ نہیں نہیں مسلمان کہتا ہے اللہ پاک ساتھ ہے تو سب ہو جائے گا۔ تقویٰ آ جائے تو سب کام بن جائے توکل آ جائے تو سب کام بن جائے گا۔ زہد آ جائے تو سب کام بن جائے گا۔ دنیا سے نفرت ہو جائے تو سب کام بن جائے گا۔ نماز پڑھنی آ جائے تو سب کام بن جائیں گے۔ ہم پیسے کے محتاج نہیں حکومت کے محتاج نہیں بلکہ حکومت ہماری محتاج ہے۔ ہم نماز پڑھنے والے بن جائیں۔ ایسی نماز سیکھ لیں جو رب کے خزانے اور دروازے کھلوا دے۔ ہمارا کام بن جائے گا اللہ مخلوق کو چھپا دے گا اللہ مخلوق کو تابع کر دے گا۔ ایک تن تنہا اللہ آج اپنا وعدہ پورا کر رہا ہے۔

میرے دوستو! دین سستا نہیں ہے کیا خیال ہے تم صرف کلمہ پڑھ کر جنت میں چلے جاؤ گے۔ نہیں میری آزمائش آئے گی۔ میں کھرے کھوٹے کو الگ الگ کروں گا میں دیکھوں گا کلمے میں کون سچا ہے تمہیں آزمائش میں ڈالوں گا آزمائش آئے گی میرا کلمہ پڑھنے کے بعد تمہیں آزمایا جائے گا۔ ایک طرف دنیا کھڑی کر دوں گا اور ایک طرف کلمہ کھڑا کر دوں گا۔ دنیا کہے گی میرے تقاضے پورے کر۔ کلمہ کہے گا میرا تقاضا ٹوٹ جائے گا۔ بیوی کہے گی میری ضرورت پوری کر۔ کاروبار کہے گا میں ٹوٹ جاؤں گا۔ میں تیری معیشت کو اور اپنے امر کو مقابلے میں کھڑا کر دوں گا میں تیری ضرورت کو اور اپنے حکم کو

مقابلے میں کھڑا کردوں گا۔ میں تیری نفسانیت کو اور اپنے حکم کو مقابلے میں کھڑا کردوں گا۔ حکومت کو دیکھنا ہے تو میرا امر قربان ہوتا ہے۔ میرے امر کو دیکھنا ہے تو حکومت قربان ہوتی ہے تو کہاں پر جائے گا تنبیہ کے لیے فرمارہے ہیں تنبیہ کیلیے لو آج اسلام گردش میں اپنے بے حرکت ہے۔ تم بھی اس کے ساتھ حرکت میں رہنا۔ گردش میں رہنا ایک وقت آئے گا۔ میری کتاب الگ ہوجائے گی۔ حکومت کے چکر میں مت پڑنا۔ حکومت کے پیچھے مت پڑنا میری کتاب کو پکڑ لینا۔ آزمائش ڈالوں گا اگر اللہ کا امر لیتا ہے تو حکومت گئی۔ ساری تجارت کی چھٹی ہوتی نظر آتی ہے۔

رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا سے ملاقات

رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا کا انتقال ہوگیا تو خواب میں اپنی خادمہ کو ملیں، انہوں نے کہا کہ اماں آپ کے ساتھ کیا ہوا؟ کہا میرے پاس منکر نکیر آئے، مجھ سے کہنے لگے مَنْ رَبُّكَ۔ تیرا رب کون ہے؟ تو میں نے ان سے کہا کہ ساری زندگی جس رب کو نہ بھولی چار ہاتھ زمین کے نیچے آکر اس کو بھول جاؤں گی؟ یہ نہیں کہا کہ ربی اللہ کہا کہ جس رب کو ساری زندگی نہ بھولی اس کو چار ہاتھ زمین کے نیچے آکر کیسے بھول جاؤں گی۔ یہ انہوں نے کہا کہ چھوڑو اس کا کیا حساب لینا۔

کہنے لگی کہ آپ کی گدڑی کا کیا بنا؟ گدڑی ہوتی ہے ایک لمبا سا جبہ جو عرب پہنتے ہیں، ہمارے ہاں اس کا کوئی دستور نہیں تو حضرت رابعہ رحمۃ اللہ علیہا نے کہا تھا کہ مجھ کو کفن میری گدڑی میں ہی دے دینا، میرے لیے نیا کپڑا نہ لانا۔

لیکن ان کی خادمہ نے دیکھا کہ بہت عالی شان پوشاک پہنی ہوئی، کہنے لگی کہ وہ گدڑی کہاں گئی؟ کہا کہ اللہ نے سنبھال کر رکھ دی ہے کہ قیامت کے دن میری نیکیوں میں اس کو بھی تولے گا اس کا بھی وزن ہوگا۔

رقاصہ کا قبول اسلام

کینیڈا ہماری جماعت گئی تھی ، تو وہاں ایک کرنل امیر الدین صاحب ہیں ۔ ہندوستان کے ہیں ۔لیکن وہیں آباد ہیں تو Danvir میں ایک کلب مسلمان کا کلب ۔ جہاں ناچ گانا ہوتا ہے تو وہاں گشت میں گئے ۔ بوڑھے آدمی تھے اس لیے ان کو بھیجا وہاں کیا ہورہا تھا؟ کہ وہاں ایک لڑکی اسٹیج کے اوپر ننگی ناچ رہی تھی اور ایک لڑکا اس کے ساتھ ڈرم بجارہا تھا۔یعنی ساتھ ساز اور دیکھنے والے کون تھے؟ سارے مسلمان بیٹھے ہوئے تھے۔عرب شراب پی رہے ہیں اور یہ ہمارے کرنل امیر الدین صاحب تھے۔ بڑے بارعب آدمی تھے اتنا بڑا چہرہ سفید ڈاڑھی پھیلی ہوئی ہے ویسے رہے بھی فوجی تھے تو انہوں نے جاتے ہی ایک دم زور سے ڈانٹا تو وہ لڑکی بھی چپ ہوگئی اور رقص بھی رک گیا۔ جو شراب پی رہے تھے وہ ایک دفعہ ہل گئے ان کی بارعب شخصیت ۔کیا بات ہے؟ بات سنو میری، ان کو دعوت دی، اور جب وہ دعوت دینے لگے تو وہ جو لڑکی تھی وہ چپکے سے اسٹیج سے اتری اور میز پوش جو ہوٹل میں پڑے ہوتے ہیں وہ اتار اتار کر اس نے اپنے اوپر باندھ لیے ۔ نیچے بھی اوپر بھی اور اس نے اپنا سارا جسم ایسے چھپا لیا انہوں نے دعوت دی ان کی تو سمجھ میں نہیں آئی تو سارے شراب میں مست پڑے ہوئے تھے ان کو پتہ نہیں کہ میرے پیچھے لڑکی آکر کھڑی ہوگئی ہے۔ وہ پیچھے سے بولی کہ جو بات آپ نے ان کو سمجھائی ہے مجھے سمجھ میں آگئی ہے...... ان کو نہیں آئی ۔آپ مجھے بتائیں میں کیا کروں؟ میں یہ زندگی چاہتی ہوں تو انہوں نے کہا بیٹی ہم کلمہ پڑھنے کو کہتے ہیں۔ مجھے پڑھا دیں وہ وہیں اس نے کلمہ پڑھا تو ساتھ کہنے لگی کہ یہ میرا خاوند ہے جو ڈرم بجارہا تھا۔اس کو بھی کلمہ پڑھاؤ۔ دونوں میاں بیوی نے کلمہ پڑھا۔اب ہمیں کیا کرنا ہے۔ کہنے لگے کہ ہماری جماعت یہیں ہے تین دن ہمارے پاس آتی رہو ہم بتاتے رہیں گے۔

تو دونوں میاں بیوی آتے رہے اور یہ کرنل صاحب ان کو بتاتے رہے، پھر جب واپس جانے لگے تو انہوں نے فون نمبر دیا۔ وہاں Danvir میں اسلامک سنٹر کا پتہ بھی

دے دیا کہ جب کوئی ضرورت پڑے تو ہم سے رابطہ کر لینا۔ دو مہینے کے بعد اس لڑکی کا فون آیا۔ Taranto میں تھے۔ ہیلو مسٹر کرنل امیر الدین میرا خیال ہے۔ وہ رقاصہ ہے۔ جن کے ساتھ Danvir میں بات چیت ہوئی تھی۔ ہاں میں وہی ہوں۔ کیا ہوا؟ کہا ایک مسئلہ پیش آ گیا ہے۔ کیا مسئلہ پیش آیا؟ کہنے لگی بہت زبردست مسئلہ ہے بتاؤ تو سہی کیا ہوا ہے؟ تو کہتی ہے کہ جب میں ناچتی تھی تو ایک رات کا پانچ سو ڈالر لیتی تھی یعنی تیس ہزار روپے ایک رات کا لیتی تھی۔ جب اسلام میں آئی تو پتہ چلا کہ اسلام عورت کو باہر نکلنے کی اجازت نہیں دیتا۔ تو اب میں نے اپنے خاوند سے کہا کہ اب تو کما میں گھر میں ہوں۔ تو اس کو کوئی تو شغل نہیں آیا اس نے ایک فیکٹری میں مزدوری شروع کر دی ہے۔ اس کو چالیس ڈالر روپے پر آ گئی۔ ستائیس ہزار روپے ایک دن کی آمدنی گھٹ گئی۔ تو میرا گھر بک گیا۔ گاڑیاں بک گئیں۔ ہمارا چھوٹا سا کرائے کا مکان ہے۔ اس میں رہتے ہیں۔ وہ ایک کمرے کا ہے۔

ہماری پاکستان کی عورت کے سارے بازو ننگے ہوتے چلے جا رہے ہیں اور وہ پوری ننگے ہونے سے ادھر آئی کہ چوتھائی بازو غلطی سے اس کا ہٹا تو میں دوزخی تو نہیں ہو گئی رو پڑی۔ میرے بھائیو اور بہنو! یہ تبلیغ کا کام ہے جو ایسی فاحشہ کو ایسا ولی بنا دے۔ بنانے والا تو اللہ ہے۔ لیکن دنیا دار الاسباب ہے اس سے ہوتا ہے تو انہوں نے کہا کہ بیٹی ایسے غم کی بات نہیں۔ رونے کی کوئی بات نہیں۔ اللہ بہت رحیم و کریم ہے۔ بہت مہربان ہے تم غم نہ کرو یہ تو سہواً ہوا ہے۔ جان بوجھ کر نہیں ہوا ہے اور دوسرا اللہ نے اس کی معافی رکھی ہے کہ اگر غلطی سے ہو جائے تو اس کا ازالہ ہو جائے گا۔

تو اس لیے ہم مردوں کو بھی کہتے ہیں عورتوں کو بھی کہتے ہیں کہ یہ ہو گیا۔

آپ نے کہا تھا کہ ہم اوروں کو جا کر اسلام کی دعوت دیا کریں۔ رشتہ داروں کو دعوت دینا تو مسلمانوں مردوں کا کام ہے۔ عورتوں کا بھی ہے؟ تو کہنے لگی میں اور میرے میاں دونوں جا رہے تھے بس میں تو بس کے پیچھے ایک کو میں نے پکڑا ہوا تھا تو

ایک جگہ بس کی لگی بریک اور مجھے جھٹکا لگا۔ تو میرا جو کرتے کا آستین ہے یہ پیچھے سے ہٹا اور میرے بازو کا چوتھا حصہ ننگا ہو گیا تو اس پر میں دوزخ میں تو نہیں جاؤں گی۔ یہ کہہ کر ٹیلی فون پر رونا شروع کر دیا صرف دو مہینے پہلے وہ لڑکی عورت کے لیے ایک ذلت کا نشان تھی اور صرف دو مہینے کے بعد وہ اس پر وہ رو رہی ہے کہ میرے بازو کا چوتھا حصہ ننگا ہو گیا۔ جماعتوں میں نکل کر یہ صفات سیکھیں جو مختصر میں نے آپ کی خدمت میں پیش کی ہیں۔ کہ جن کو لیے بغیر نہ مرد مرد بن سکتا ہے اور نہ عورت، عورت بن سکتی ہے۔ یعنی نہ اللہ کے راضی کرنے والے مرد نہ اللہ کے راضی کرنے والی عورتیں لوگوں کے سامنے رکھ کر زندگی گزاریں۔ ہماری عورتوں کے لیے نمونہ آج کی عورتیں نہیں ہیں۔

ہماری عورتوں کے لیے تو نمونہ اماں عائشہؓ ہیں۔ اماں خدیجہؓ ہیں، حضرت فاطمہؓ ہیں، حضرت میمونہؓ ہیں۔

سائل ولی کے در پر

حضرت ابوامامہ یعلی رحمۃ اللہ علیہ کے در پر سائل آیا تو ان کے پاس کوئی تیس درہم رکھے ہوئے تھے۔ انہوں نے سارے اٹھا کر اسکو دے دیے۔ ان کی ایک کنیز تھی عیسائی۔ ان کا روزہ تھا۔ ان کی باندی کہتی ہے کہ مجھے بڑا غصہ آیا۔ کہ اللہ کے بندے نے سارے اٹھا کر دے دیے۔ نہ اپنے لیے کچھ چھوڑا نہ میرے لیے کچھ چھوڑا۔ روزہ ہے۔ تو یہ مصیبت خانہ، خود بھی بھوکا مرا مجھے بھی بھوکا مارا، عصر کا وقت آیا تو مجھے رحم آیا میں نے کہا کہ اللہ کا نیک بندہ ہے۔ تو چلو اس کے روزے کا انتظام کروں۔ تو پڑوسن سے ادھار لے کر آئی اور ان کے لیے افطاری کی تیاری کی۔ پھر انکا بستر ٹھیک کرنے لگی۔ جب سرہانہ الٹا تو اس میں تین سو دینار پڑے ہوئے تھے۔ کہنے لگے اچھا اس لیے سارا صدقہ کر دیا۔ یہ چھپا کر رکھے ہوئے ہیں۔ مجھے بتایا نہیں۔

جب شام کو واپس آئے تو کہنے لگی اللہ کے بندے مجھے تو بتا دیتے کہ یہاں پیسے پڑے ہوئے ہیں میں پڑوسن سے ادھار لے کر آئی ہوں۔ تو میں انہیں پیسوں کا سودا لے

کرآتی۔ کہنے لگے کہ کون سے پیسے؟ کہنے لگی کہ وہ جو سرہانے کے نیچے تھے۔ کہنے لگے اللہ کی قسم ایک پیسہ بھی نہیں تھا۔ کہتی ہے کہ کہاں سے آئے۔ کہنے لگے میرے رب کی طرف سے آئے، اور کہاں سے آئے تو ہماری عورتیں بچوں کو بھی اس پر لگائیں۔

ولی کی خیرات

ایک ولی کی بیوی آٹا گوندھ کر پڑوسن کے پاس گئی آگ لینے کے لیے چولہا جلانے کے لیے پیچھے فقیر آ گیا انہوں نے ساری پرات اٹھا کر اس کو دے دی۔ اور گھر میں کچھ تھا ہی نہیں صرف آٹا ہی تھا واپس آئے تو آٹا غائب، بیوی نے کہا کہ آٹا کہاں گیا، کہا ایک دوست آیا تھا اس کو پکانے کے لیے دے دیا ہے۔ تھوڑی دیر گزر گئی تو کوئی بھی نہ آیا۔ کہنے لگی کہ معلوم ہوتا ہے کہ تو نے صدقہ کر دیا ہے۔ کہنے لگے۔ ہاں، کہنے لگی اللہ کے بندے ایک روٹی کا آٹا تو رکھ لیتے، روٹی پکا دیتی۔ آدھی تو کھا لیتا۔ آدھی میں کھا لیتی۔ کہنے لگا کہ بہت اچھے دوست کو دیا ہے فکر نہ کر تھوڑی دیر گزری تو دروازے پر دستک ہوئی تو ان کے دوست آئے، تو ان کے ہاتھ میں گوشت کا پیالہ بھرا ہوا۔ اور روٹیوں کی پرات بھری ہوئی تو ہنستے ہوئے اندر آئے، کہنے لگے کہ میں نے تو صرف دوست کو آٹا بھیجا تھا۔ وہ ایسا مہربان نکلا کہ اس نے روٹیاں پکا کر ساتھ گوشت بھی بھیجا ہے۔

تو ہم اپنے بچوں کو بھی اللہ کے نام پر خرچ کرنا سکھائیں یہ کہتے ہیں بچہ جمع کر، جمع کر بچا کر رکھ، کل تیرے کام آئے گا، پیسے جوڑو، پیسے جوڑو، لگاؤ نہیں، لگا اللہ کی قسم اللہ واپس کرتا ہے۔

عورتیں زکوٰۃ نہیں دیتیں، زیور ہے اس کی زکوٰۃ نہیں دیتیں تو یہی زیور ان کے لیے آگ بن جائے گا۔ کتنے مرد ہیں پیسہ ہے، زکوٰۃ نہیں دیتے، تو زکوٰۃ فرض عین ہے۔ اس کو اوپر دو پھر تماشے دیکھو اللہ کیسے واپس کرتا ہے۔

حضور ﷺ کی دعا کی برکت

حضرت علی رضی اللہ عنہ سردیوں میں باریک کپڑا پہنتے، گرمیوں میں موٹا کپڑا پہنتے۔ابو یعلی کے بیٹے ہیں عبدالرحمان انہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ کیا بات ہے کہ امیر المومنین الٹا کام کرتے ہیں۔گرمیوں میں موٹا لباس پہنتے ہیں۔سردی آتی ہے تو باریک لباس پہنتے ہیں۔تو انہوں نے کہا میں پوچھتا ہوں پوچھ کر بتاتا ہوں تو ابو یعلی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ لوگ پوچھ رہے ہیں۔کہ یہ آپ کیا کرتے ہیں الٹا کام کرتے ہیں۔تو فرمایا کہ تم خیبر میں میرے ساتھ تھے؟ جی ہاں۔کہا کہ جب حضور ﷺ نے مجھے جھنڈا دیا تھا۔تو میرے لیے دعا کی تھی "اَللّٰھُمَّ قِهٖ الْحُرَّ وَالْبَرْدَ" اے اللہ اس کو گرمی سے بھی بچا اور سردی سے بھی بچا۔وہ دن اور آج کا دن نہ مجھے گرمی لگتی ہے نہ سردی لگتی ہے۔۔اللہ جس کی چاہے دور کر دے۔ان کو ضرورت نہیں ہے کہ وہ موٹا کوٹ پہنیں۔اور ضرورت نہیں ہے کہ باریک کپڑا پہنیں۔اللہ نے اندر سے گرمی اور سردی کے نکلنے کی صفت کو نکال لیا۔اپنے نبی کریم ﷺ کی دعا کی برکت سے۔

تو یہ اللہ ہر ایک کے لیے کر سکتا ہے۔سب کے لیے کر سکتا ہے۔یہ دنیا اسباب کی دنیا ہے معجزات کی دنیا نہیں ہے۔یہ کرامتوں کا جہان نہیں ہے۔اسباب کا جہان ہے۔لہٰذا کسی خاص الخاص کے لیے تو یہ کام ہو سکتا ہے۔عام کے لیے نہیں ہو سکتا۔انہیں جرسی پہننی پڑے گی۔جرابیں پہننی پڑیں گی۔انہیں ہیٹر چلانے پڑیں گے۔اسباب کا جہان ہے تو اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے ساری۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا فیصلہ

حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس ایک بچے کا جھگڑا آ گیا،دو بچے کھیل رہے تھے۔ایک جھیل میں گر کر مر گیا۔ایک بیٹھا ہے۔ایک کہتی ہے میرا ہے دوسری کہتی ہے کہ میرا ہے۔گواہ کسی کے پاس کوئی نہیں۔سلیمان علیہ السلام کے پاس لے کر آئیں۔دونوں

کہیں کہ میرا ہے۔ سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ ایسے تو فیصلہ ہو نہیں سکتا۔ تو فرمایا کہ اس طرح کرتے ہیں کہ چھری لاؤ اور دو ٹکڑے کر کے آدھا ایک کو دے دو۔ آدھا دوسری کو دے دو۔ تو جو اصل ماں تھی وہ کہنے لگی کہ اس کو دے دو، اس کو دے دو اس کا بیٹا ہے۔ اس لیے چیخ پڑی کہ اپنا تھا، یہ کٹتا نہیں دیکھ سکتی تھی۔ جس کا نہیں تھا وہ چپ رہی۔ جس کا تھا وہ چیخ پڑی۔

ماں ہو اور وہ اپنے جذبات کا اظہار نہ کرے۔ اور یہ اللہ ہے کہ جو محبتیں ڈالتا ہے اور دل کو نرم فرماتا ہے۔

حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی معافی کا انداز

امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کو ایک شخص نے گالیاں دیں، انہوں نے منہ ادھر پھیر لیا، اس نے سمجھا کہ ان کو پتہ کوئی نہیں، ان کے سامنے آ کر کہنے لگا کہ تمہیں گالیاں دے رہا ہوں، کتنا بڑا جرم ہے، امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کو گالی دینا، یہ تو آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یہ تو اللہ کے رسول کو گالی دینا ہے۔ اس کی تو زبان کھینچ لی جاتی اور وہ جن کو گالی دی جا رہی ہے منہ پھیر کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ کہنے لگا کہ تمہیں گالیاں دے رہا ہوں ارشاد فرمایا میں بھی تمہیں معاف کر رہا ہوں۔

معاف کرنا سیکھو بھائیو! اس گندے معاشرہ نے ہمیں تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے۔ اس لیے معاف کرنا سیکھو، بھائی ہو کر بھائی سے دکان کے لیے لڑے، ایک ماں کی گود میں پل کر پھر پیسے پر لڑے۔

شام کے گورنر کا کھانا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رونا

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ ملک شام کے گورنر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے ملنے گئے اور خیمے میں ملاقات کی۔ ملاقات کے وقت فرمایا ابوعبیدہ! تیرے خیمے میں چراغ کوئی نہیں؟ فرمایا امیر المومنین دنیا میں گزارا ہی تو کرنا ہے دنیا کونسی رہنے کی جگہ ہے گزارہ ہی تو کرنا ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اپنا کھانا تو کھلاؤ۔ تو ابوعبیدہ کہنے لگے میرا کھانا کوئی کھا نہیں سکتا تھا۔ اتنا سخت کھانا تھا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کونے میں سے لکڑی کا پیالہ اٹھایا جس میں روٹی پانی میں بھگوئی پڑی تھی۔ خشک روٹی اس پر تھوڑا سا نمک ڈال کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لقمہ اٹھایا، بے اختیار آنکھوں سے آنسو نکلے۔

ارے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ! ملک شام کے خزانے فتح ہوئے اور تو نہ بدلا۔ انہوں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد کر چکا تھا کہ جس حال پر چھوڑ کے جا رہے ہیں اسی حال پہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملوں گا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، جس حال پر چھوڑ کر جا رہا ہوں، اسی حال میں تم نے میرے پاس آنا ہے۔ دنیا کے چکر میں نہ آنا اور دنیا کے دھوکے میں نہ آنا، مسلمان کے لیے اتنا کافی ہے گزارہ کے لیے اس کے پاس روٹی کھانے کو مل سکے۔

مولانا طارق جمیل کا تبلیغ میں جانا

۱۹۷۱ء میں تین دن کے لیے گیا تھا کالج میں۔ تین دن کے لیے گیا اور وہیں تین دن سے چار مہینے ہو گئے تو ہمارے علاقے میں مشہور ہو گیا کہ بھئی وہ میاں اللہ بخش کے بیٹے کو مولوی اغوا کر کے لے گئے یہ سارے علاقے میں خبر مشہور ہوئی۔ ایک وہ دور تھا کہ تبلیغ میں جانا سمجھتے تھے بھئی اغوا ہو گیا اور پھر جب میں نے کالج چھوڑ کر مدرسے میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو والد نے ڈنڈا اٹھا لیا اور ماں نے کہا تمہیں عاق کر دیں گے۔ تمہیں گھر سے نکال دیں گے۔ تو ملاں بننا چاہتا ہے۔ ہماری ناک کٹوانا چاہتا ہے۔ ہم

کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں۔ تجھے لاہور پڑھایا تجھ پر اتنے ہزاروں روپے خرچ کیے۔اب تو کہتا ہے کہ میں فلاں بنوں گا۔ ہرگز نہیں اس کو برداشت نہیں کریں گے۔ یہ آج سے ۲۶ سال پہلے کا دور بتار ہا ہوں۔آج ایسے گھروں میں اللہ کے دین کی دعوت پہنچا رہا ہے۔شہزادوں کی اولاد اٹھ اٹھ کر ہمارے مدرسوں میں آ کے عرب کی اولاد دین پڑھ رہی ہے۔شہزادوں کے بیٹے چٹائیوں پر بیٹھے ہوئے قرآن پڑھ رہے ہیں۔حدیث پڑھ رہے ہیں یا وہ دور تھا کہ زمیندار کا بیٹا تو اس کے لیے سارے جناب آ جاتے میرے والد کے ڈیرے پر میاں صاحب تیرے بیٹے کو مولویوں نے برباد کر دیا۔ایک دفعہ سیالکوٹ ہماری جماعت گئی 1972ء کی بات ہے ایسے ہی ایک گھر تھا رمضان شریف تھا تو اس تاجر نے ہماری دعوت کی وہ نیک آدمی تھا۔اس نے ہماری افطار کی دعوت کر دی تو اس کے گھر کے دو لان تھے ایک میں اس نے ہمیں بٹھایا نیچے ایک طرف شہر کے تاجر وغیرہ دوسری طرف۔اس وقت میں یہ 1972ء کی بات ہے رمضان شریف نومبر میں تھا۔ہم بیٹھے ہوئے تھے مسکینوں کی طرح اور وہ ہمیں دیکھ دیکھ کر مذاق اڑائیں اور ہنسیں۔اب مجھے غصہ بھی چڑھے کہ انہوں نے کیا سمجھا ہے ہمیں فقیر سمجھتے ہیں اور ہمت بھی نہ ہو کہ ان سے بات کرسکوں تو میں نے اپنے امیر سے کہا امیر صاحب ایسا دن بھی آئے گا کہ ان لوگوں کو بھی ہم دے سکیں مجھ سے کہنے لگے بیٹا غریبوں میں کام کرتے رہو یہیں سے آغاز اللہ تعالیٰ ہر گھر میں پہنچا دے گا۔اللہ کے فضل وکرم سے ادنیٰ سے لے کر اعلیٰ تک کو اللہ تعالیٰ نے اس محنت کو اٹھا دیا ہے۔تو اس کے لیے بتاؤ بھائی نام لکھ کر بھائی ارادے کرو بھائی۔ہاں بھائی بولو۔ بھائی لکھو بھائی کوئی تیار کرو بہنوں کو۔

کون سا عمل فضیلت والا ہے؟

ایک دفعہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہنے لگے میں حاجیوں کو پانی پلاؤں میرے لیے کافی ہے۔حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں بیت اللہ میں بیٹھ کر عبادت کروں میرے لیے کافی ہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بھائی پوچھ لیتے ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم

سے۔ وہ کیا فرماتے ہیں کہ اللہ کو کیا پسند ہے جمعہ کا دن تھا۔ آپ ﷺ خطبے اور نماز سے فارغ ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پوچھا اللہ نے خود جواب دیا اپنے حبیب ﷺ کے جواب دینے سے پہلے:

((اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَايَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ)) (سورۃ التوبہ آیت نمبر۱۹)

کہ میرے راستے میں جہاد کرنے والا اور حاجیوں کو پانی پلانے والا اور بیت اللہ میں عبادت کرنے والا یہ آپس میں برابر نہیں ہیں اور ان کو برابر سمجھنا بھی ظلم ہے ''وَاللّٰهُ لَايَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ'' کا یہ مطلب ہے کہ جو اللہ کے راستے میں پھرنے والے اور مسجد میں بیٹھ کر عبادت کرنے والے کو برابر سمجھتا ہے وہ بھی ظالم ہے اور ظالم کو ہدایت نہیں ملتی۔

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ جو ایمان لائے اور ہجرت کے لیے گھر چھوڑے۔ ''وَجَاهَدُوْا'' اور اللہ کے دین کو زندہ کرنے کے لیے اپنی جان ومال سے جہاد کیا محنت کر کے دین کو زندہ کرنے کے لیے جان ومال کی قربانیاں دیں۔ یہی لوگ بلند مرتبہ والے۔

اس امت کو نبیوں کی طرح عالی شان مقام ملا

اللہ تعالیٰ نے کسی امت کے ذمے یہ نہیں لگایا کہ میرا پیغام تم نے آگے بھی پہنچانا ہے۔ اس امت کے ذمے یہ لگایا کہ نبیوں کی طرح میرے پیغام کو آگے پہنچاؤ اور کسی کے ذمے نہیں لگا ہمارے ذمے لگا جیسے اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو عالی شان مرتبہ عطا کیا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اس امت کو بھی نبیوں کی طرح بہت عظمت عالی شان مقام عطا فرمایا۔ یہ مقام کیوں کس وجہ سے ملا؟

ان کی دعوت کی وجہ سے کہ لوگ اللہ کی طرف بلاتے ہیں۔ اس کے لیے گھر

چھوڑتے ہیں۔کام چھوڑتے ہیں۔ بیوی بچوں کو چھوڑتے ہیں اور ساری دنیا میں پھرتے ہیں یہ سنت انبیاء کی تھی ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کی تھی۔اللہ تعالیٰ نے ضرور آخری نبی بنا کر یہ ذمہ داری امت کی طرف منتقل فرما دی۔اب پھرنے والا اور بیٹھنے والا آپس میں برابر نہیں ہوسکتا۔

ایک رات کا پہرہ دینے سے جنت واجب ہوگی

جنگ حنین کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات پہرہ کون دے گا تو حضرت انس بن مرشد الغنمی رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہرہ دوں گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا جا چلا جا۔اس گھاٹی پر کھڑا ہوجا وہ گئے۔اور رات کا پہرہ دیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی سلام پھیرنے کے بعد پوچھا۔

بھائی وہ ہمارے پہریدار کا کیا بنا تو لوگوں نے کہا ابھی آیا نہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دور سے دیکھا تو مٹی اڑ رہی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا وہ آرہا ہے آپ مصلے سے نہیں اٹھے تھے کہ وہ آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہوگیا۔گھوڑے پر سوار تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیسا رہا جی میں نے ساری رات پہرہ دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا گھوڑے سے اترا کہا جی نہیں اترا نماز پڑھنے کے لیے اترا ہوں یا استنجے کے لیے اترا ہوں اس کے علاوہ نہیں اترا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" مَا عَلَیْهِ اَنْ لَّا یَعْمَلَ بَعْدَهٗ "

آج کے بعد اگر کوئی عمل بھی نہ کرے تو جنت تیرے لیے واجب ہوگئی ایک رات کا پہرہ دینے سے کہا تیرے لیے جنت واجب ہوگئی ساری زندگی گھر میں عبادت کرے اسے جنت کے واجب ہونے کی خوشخبری نہیں لیکن اللہ کے راستے میں ایک رات کا پہرہ دے دے ساری زندگی کے لیے جنت واجب ہوگئی۔

اس عمل کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے تجارت بنا دیا

اگر ایک آدمی بیت اللہ شریف میں حجر اسود کے سامنے کھڑا ہو اور لیلۃ القدر ہو۔پھر

لیلۃ القدر میں حجر اسود کے سامنے ساری رات نفل پڑھے۔ بیت اللہ میں ایک رات ایک لاکھ کے برابر اور وہ ایک رات ہزار مہینے سے زیادہ بہتر تو ادھر ایک لاکھ کو ایک ہزار سے ضرب دی جائے تو دس کروڑ مہینے کی عبادت سے زیادہ بہتر ہے ایک گھڑی اللہ کے راستے میں کھڑے ہو جانا۔

دوسری روایت: ایک گھڑی اللہ کے راستے میں کھڑا ہو جانا۔ ساری زندگی کی عبادت سے بہتر ہے۔

تیسری روایت: ایک گھڑی اللہ کے راستے میں کھڑا ہو جائے تو ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے ایک گھڑی کی جب اتنی قیمت ہے تو بھائی سال کی کتنی ہوگی چار مہینے کی کتنی قیمت ہوگی۔ چلے کی کتنی ہوگی۔ کتنی طاقت ہوگی۔ ایک گھڑی کی جب اتنی ہو گی تو کتنی گھڑیاں بنتی ہیں ایک گھڑی بیس منٹ کی کہتے ہیں لوگ بیس منٹ کو ایک گھڑی کہتے ہیں۔ بیس منٹ کا اتنا اجر تو سال لگانے کا چار مہینے لگانے کا، چلہ لگانے کا، ساری زندگی، دینے کا ہر سال تین چلے دینے کا کتنا اللہ تعالیٰ اجر نصیب فرمائیں گے۔ لہٰذا اس کے برابر اللہ تعالیٰ نے عمل کوئی نہیں بنایا پھر اس عمل کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے تجارت بنایا اور نماز کو تجارت نہیں کہا روزے کو تجارت نہیں کہا حج کو تجارت نہیں کہا زکوۃ کو تجارت نہیں کہا۔ خیرات کو تجارت نہیں کہا، تہجد کو تجارت نہیں کہا۔ بھائی علم سیکھنے سکھانے کو تجارت نہیں کہا اسکو تجارت کہا ہے:

((هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ـ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ـ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ))(سورۃ الصف آیت ۱۰ تا ۱۱)

میں تمہیں ایک تجارت بتاتا ہوں جو تمہیں بڑے عذاب سے بچائے گی۔ میرے اور میرے رسول پر ایمان لاؤ۔ اور اپنی جان و مال کے ساتھ میرے راستے میں پھر کر جہاد کرو۔ یہ تمہارے لیے بڑی اعلیٰ چیز ہے اگر تمہیں پتہ چل جائے۔

پورے ٹین میں تھوڑا سا گھی باقی مٹی

دوراول کی حکومتیں اسلام کے پھیلانے کا ذریعہ تھیں۔ان کی تجارتیں اسلام کے پھیلانے کا ذریعہ تھیں۔ یہ ہماری تجارتیں اسلام مٹانے کا ذریعہ ہیں۔یمن میں ہماری جماعت گشت کر رہی تھی تو کراچی کے عبدالرشید ساتھ تھے وہ گشت میں بات کر رہے تھے۔ ایک تاجر کی بڑی دوکان تھی۔ہم نے اس سے کہا کہ ہم آپ کے بھائی ہیں۔ پاکستان سے آئے ہیں۔اس نے ایک دم گریبان سے پکڑ لیا اور کہا تم پاکستانی ہو اور پھر زور سے جھٹکا دیا تو سارے گھبرا گئے پتہ نہیں کیا چکر ہے؟ اس کو گھسیٹتا ہوا پیچھے سٹور میں لے گیا۔ پیچھے بہت بڑا سٹور تھا۔اس میں گھی کے کنستر لگے ہوئے تھے کہنے لگا یہ سارا گھی پاکستان سے آیا ہے۔اس نے ایک کھولا اور الٹا دیا اوراوپر تھوڑا سا گھی باقی ساری مٹی بھری ہوئی تھی۔اس نے پیسہ تو کما لیا لیکن یہ نہیں سوچا کہ اس کے ساتھ کتنے جہنم کے بچھو میری قبر میں آ گئے۔

میں خوب صورت ہوں میرا خاوند دوسری شادی کرنا چاہتا ہے

حضرت شیخ عبدالقار جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس ایک عورت آئی۔کہا حضرت اگر پردے کا حکم نہ ہوتا تو میں آپ کو چہرہ دکھاتی۔لیکن اللہ نے حرام قرار دیا ہے کہ میں اپنا نقاب اٹھاؤں لیکن اگر اجازت ہوتی تو میں آپ کو اپنا چہرہ ضرور دکھاتی کہ میں اتنی خوب صورت ہوں اس کے باوجود میرا خاوند دوسری شادی کرنا چاہتا ہے۔تو شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ غش کھا کر گر گئے۔لوگ بڑے حیران ہو گئے کہ کس بات پہ غشی آ گئی ہے۔ان کے پاس ایک عورت اپنی غیرت کا تقاضا لے کر آئی ہے۔ جب ہوش آیا تو فرمایا۔اے لوگو۔ یہ مخلوق ہے جو محبت میں غیر کو شریک نہیں کر رہی۔اللہ اپنی محبت میں کسی غیر کی شرکت کیسے برداشت کرے گا۔مخلوق برداشت کرتی نہیں لیکن اللہ نے برداشت کیا ہوا ہے۔اس دل میں کتنے بت بٹھائے ہوئے ہیں۔مگر اللہ کریم ہے کہ برداشت

کر کے چل رہا ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کے نابینا ہونے کی حکمت

حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے باپ سے چالیس برس جدا رکھا پھر چالیس سال کے بعد ملایا۔ درد نے آنکھیں سفید کر دیں" وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ"، سفید ہو گئی آنکھیں۔ جب مل گئے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کہنے لگے بتاؤں کیوں دور کیا تھا کہا کہ بتلایئے۔ ایک دفعہ نماز پڑھ رہا تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام بچہ تیرے پاس لیٹا ہوا تھا نماز کے دوران یہ رونے لگا۔ تیری توجہ مجھ سے ہٹ کر ادھر چلی گئی۔ اس غیرت نے جدا کیا تھا کہ میرا نبی ہو نماز میں کھڑا ہو کر اپنے بچے کو سوچے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کیوں کہا کہ اسماعیل پہ چھری چلا دے۔ (ہمیں بتانے کے لیے) کہ تو نے نبی کے طریقے پر آنا ہے یہی ہماری معراج ہے۔ یہی ہمارا مقصد ہے اس پر جان چلی جائے منظور ہے۔ جان بچ جائے الحمد اللہ۔

ایک ارب فرشتوں کا حافظ قرآن کو اللہ کا سلام

نبوت بھی آپ ﷺ کی مکمل کی جارہی ہے اور کتاب بھی مکمل کی جارہی ہے جن سینوں میں یہ قرآن اترے گا ان کو جہنم کی آگ کھا نہیں سکتی چاہے وہ بدعملی کی وجہ سے جہنم میں جائے لیکن قرآن کے الفاظ کو سینوں میں لینے کی برکت یہ ہو گی کہ آگ اس کو نہیں جلا سکتی، سانپ کاٹے بچھو کاٹے فرشتے پٹائی کریں یہ سب کچھ ہو سکتا ہے کیوں کہ ان کے اندر قرآن کے الفاظ ہیں عمل کوئی نہیں الفاظ کی یہ قیمت ہے الفاظ کو بھی اندر لے لیں اور عمل کو بھی اندر لے لیں۔

((اِنَّ فِي الْجَنَّةِ نَهْرًا اِسْمُهٗ ، رَيَّانٌ عَلَيْهِ مَدِيْنَةٌ مِنْ مَّرْجَانٍ لَهٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ بَابٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّفِضَّةٍ لِحَامِلِ الْقُرْآنِ))

جنت میں ایک نہر ہے جس کا نام ریان ہے جس میں ستر ہزار دروازے ہیں جو

سونے چاندی کے ہیں یہ حامل قرآن کے لیے یہاں حافظ قرآن کے بجائے حامل قرآ
ن فرمایا ہے کہ یہ قرآن کو لے کر چل رہے ہیں اس میں علماء بھی داخل ہو جائیں گے اور
حفاظ کرام بھی داخل ہو جائیں گے جو قرآن کو لے کر چلتے ہیں عمل کی شرط نہیں صرف
الفاظ کی برکت سے جہنم کی آگ نہیں جلائے گی۔ اور اگر عمل کو بھی لے لیا الفاظ کو بھی
لے لیا اور اس کے مطابق زندگی کو ڈال دیا تو "نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ" یہ صرف ایک محل دیا جا رہا
ہے۔ جس کے ستر ہزار دروازے ہیں پھر جب فرشتے اس کو اس محل میں بٹھا دیں گے تو
پہلا دروازہ کھلے گا اس میں ستر ہزار فرشتے نکلیں گے کہیں گے کہ اللہ پاک آپ کو سلام
بھیجتے ہیں اور یہ ہے آپ کا ہدیہ ستر ہزار اس کو پیش کریں گے۔ وہ کہے گا رکھ دو وہ چلے
جائیں گے۔ دوسرا دروازہ کھلے گا اس میں سے ایک لاکھ چالیس ہزار فرشتے آئیں گے
اور آ کر سلام کریں گے اور کہیں گے کہ یہ ہدیے اللہ نے آپ کو دیے ہیں ایک لاکھ
چالیس ہزار ہدیہ۔ وہ فرشتے چلے جائیں گے۔

پھر دروازہ کھلے گا اس میں سے پانچ لاکھ ساٹھ ہزار فرشتے آئیں گے وہ آ کر سلام
کریں گے اور پانچ لاکھ ساٹھ ہزار ہدیے دیں گے وہ کہے گا رکھ دو۔

پھر پانچواں دروازہ کھلے گا اس سے دوگنے اس میں سے نکلیں گے پھر ساتواں اس
سے دوگنے پھر آٹھویں سے اس سے دوگنے پھر سارے ستر ہزار دروازے کھلیں گے تو
اس میں ارب ہا ارب فرشتے داخل ہوں گے اور کتنے ہدیے لے کر آئیں گے اس حامل
قرآن کی یہ قیمت اللہ لگا رہے ہیں۔ لوگ بے شک نہ لگائیں لوگ تو کہیں گے بے چارہ
امام مسجد اور یہ بے چارے مولوی۔ لوگوں کے ٹکڑے کھا کر زندگی گزارتے ہیں لوگوں
میں تو یہ بات چلے گی۔

مساکن طیبہ کیا ہیں؟

ایک آدمی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا مساکن طیبہ کیا ہوتے ہیں؟
آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جنت میں ایک محل ہے جس کے اندر ستر حویلیاں ہیں سرخ

یاقوت کی۔ پھر ہر حویلی میں ستر کمرے ہیں سبز زمرد کے۔ پھر ہر کمرہ میں ستر چار پائیاں ہیں ہر چار پائی اتنی لمبی ہے کہ اس پر ستر بستر لگے ہوئے ہیں۔

ہر بستر پر ایک لڑکی جنت کی حور بیٹھی ہوئی ہے وہ ایسی خوب صورت ہے کہ سورج کو انگلی دکھادے تو سورج نظر نہ آئے سمندر میں تھوک ڈالے تو سمندر میٹھا ہو جائے۔ مردے سے بات کرے تو مردہ زندہ ہو جائے ستر جوڑوں میں اس کا جسم نظر آتا ہے۔ بیمار نہ ہو بڑھاپا نہ آئے۔غم نہ آئے۔ پریشانی نہ آئے۔ پیشاب نہیں پاخانہ نہیں۔حیض نہیں۔ اور اس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے گارے مٹی سے نہیں بنایا مشک وعنبر، زعفران سے بنایا ہے۔ پھر ہر کمرے میں ستر دستر خوان پر ستر قسم کے کھانے ہیں۔ ہر کمرے میں ستر نوکر نوکرانیاں ہیں۔ اتنا لمبا چوڑا ایک گھر ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کیا طاقت دے گا ایمان والے کو دین سے محبت کرنے والے کو۔ اللہ پاک ایمان والے کو دین سے محبت کرنے والے کو ایسی طاقت دے گا کہ آدھے ہی دن میں ساری بیویوں کے پاس جا سکتا ہے۔ سارے کھانے کھا سکتا ہے کچھ بھی نہیں ہوگا۔ طاقت بھی جوان صحت بھی یہ ہے مساکن طیبہ۔

تین براعظموں کا والی اور بیٹیاں کچے پیاز سے روٹی کھائیں

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ گھر میں تشریف لائے تو بیٹیاں کپڑا منہ پر رکھ کر بات کرتی ہیں کہنے لگے کیا کرتی ہو؟ منہ پر کپڑا کیوں رکھا ہوا ہے؟ تو خادمہ رونے لگی کہنے لگی امیر المومنین کیا کچھ خبر ہے تیری بیٹیوں نے کچے پیاز سے روٹیاں کھائی ہے۔ تین براعظم کا والی اور حکمران اور اس کی بیٹیاں کچے پیاز سے روٹیاں کھائیں ہمارے ہاں مزدور کی بیٹی کچے پیاز سے روٹی نہیں کھاتی اتنے بڑے حاکم کی بیٹیاں پیاز سے روٹی کھائیں اور آپ کو بدبو سے نفرت ہے اس لیے کپڑے کو ڈھانپے ہوئے ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ رونے لگے کون چاہتا ہے کہ اس کی اولاد مصیبت میں ہو۔ میری بیٹیو! میں تمہیں بڑے لذیذ کھانے کھلا سکتا تھا، لیکن میں جہنم کی آگ کو برداشت

نہیں کرسکتا صبر کرو اللہ اچھا کھلائے گا فاقوں پر اللہ کا وعدہ ہے کہ اللہ پالتے ہیں نیکی پر اللہ کا وعدہ ہے کہ اللہ پالتے ہیں حرام پر اللہ کا وعدہ نہیں۔ اس پر تو وعدہ یہ ہے کہ ذلیل وخوار کروں گا، ان کی نسلیں روتی ہیں جو حرام کمائی اولاد کے لیے چھوڑ کے مرتے ہیں وہ قبروں میں اولاد کو روتے ہیں اولاد روتی ہے دنیا میں وہ قبروں میں روتے ہیں اب یہاں گزارہ کیسے ہوگا۔

اللہ کی رحمت کتنی وسیع ہے

جب فرعون غرق ہونے لگا تو اس نے کلمہ پڑھا جبرائیل علیہ السلام نے آگے بڑھ کر اس کے منہ میں مٹی ڈال دی کہ کہیں اللہ توبہ قبول نہ کر لے۔ جبرائیل علیہ السلام نے خود حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! جب فرعون نے کلمہ پڑھا تو مجھے یہ ڈر لگا کہ اللہ کی رحمت اتنی وسیع ہے کہ کہیں فرعون کی توبہ قبول نہ ہو جائے اور اس کے ظلم کو دیکھ کر دل نے یہ سوچا کہ یہ خبیث کہیں توبہ کر کے نہ مر جائے۔ میں نے منہ بند کر دیا۔ کہ توبہ نہ کر سکے۔

حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کا بھوک کی وجہ سے تڑپنا اور رونا

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ باغات کے مالک ایک دن گھر آئے تو تمام باغات اجڑے ہوئے ہیں اور گھر میں ایک آدمی کے لیے بھی روٹی نہیں انصار مدینہ تھے اور پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے ہیں یہ ان کا عالم ہے کہ ان کے باغات کیوں الٹ گئے، وہ گھاٹے کیوں پڑے نبی کی ختم نبوت کی محنت اور دین کے کام کا مزاج یہ ہوتا کہ اپنے کاروبار کو بھی ٹھیک رکھو اپنے گھر کے کام سے فارغ ہو جاؤ تو دین کا کام بھی کرو۔ اگر دین کا مزاج یہ ہوتا تو ختم نبوت کا مزاج یہ ہوتا پہلے بیوی بچوں کو روٹی کھلا لو پھر تبلیغ کر لو تو پھر کسی صحابی کو پیٹ پر پتھر باندھنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سات دن کے فاقے کا کوئی دکھ نہیں۔ تو حضرت حسن اور حسینؓ کا بھوک کی وجہ سے

تڑپ تڑپ کے رونا کوئی سمجھ میں نہیں آتا یہ باغات اجڑ گئے گھر کے گھر ویران ہو گئے یہ کیوں ہوا؟ حالانکہ انہیں اعلیٰ اور ادنیٰ کی تمیز نہیں ہے وہ ادنیٰ پر قربان کرتے تھے ہم قربان نہیں کر رہے یہ ختم نبوت کی لائن کا سب سے اعلیٰ کام ہے زد پڑ گئی نقصان آ گیا گھاٹا آ گیا فرض کر و اول تو یہ بہت لوگ ہیں اور جن کے ساتھ یہ ہونا ہے وہ بڑے مقرب لوگ ہیں "اَشَدُّ النَّاسِ بَلَآءُ الْاَنْبِيَآءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ" سب سے زیادہ مشقت میں انبیاء ہوتے ہیں اور یہ نقصان اور گھاٹے بلاعوض نہیں ہیں اس پر اتنا ملے گا کہ اس کی اور نبی کی جنت کے درمیان صرف ایک درجے کا فرق ہوگا۔

محدث وقت کا اثر انگیز واقعہ

حضرت ابوعبداللہ رحمۃ اللہ علیہ محدث وقت تھے تیس ہزار احادیث از بر تھیں۔ لاکھوں انسانوں کے شیخ شبلی اور جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ جیسے جن کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھتے تھے۔ سفرِ حج کے دوران ایک دفعہ عیسائیوں کو دیکھا کہ پتھروں کو پوج رہے ہیں...... دل میں حقارت آ گئی کہ انہیں خبر ہی نہیں اللہ ایک ہے۔، بے خبر پتھروں کو پوج رہے ہیں ......آواز آئی۔

"کیا سمجھتے ہو، تیرے دل میں توحید کیا تیری ذاتی طاقت سے آئی ہے؟

غیبی نظام چلا اور وہیں کنویں پر کھڑے ہو کر ایک عیسائی لڑکی کو دل دے بیٹھے ......ایمان کی بازی ہار گئے...... قافلہ حج کو جا رہا ہے، مرید ساتھ ہیں، شیخ چل نہیں رہے پوچھا، حضرت چلیں؟ پوچھا کیا ہوا کہا دل ہار گیا...... قافلہ بجائے حج کرنے کے واپس چلا گیا۔

بغداد میں صف ماتم بچھ گئی، محفلیں سنسان ہو گئیں، چراغ بجھ گئے،...... محدث وقت ابوعبداللہ مرتد ہو گئے۔...... شادی کے طلبگار ہو کر لڑکی کے گھر پہنچ گئے...... انہوں نے شرط لگائی کہ عیسائی ہو جا اور ہمارے سوروں کو ایک سال تک چرا...... پھر شادی ہو گی۔ کہا منظور ہے...... عیسائی والی زنار پہن لی...... اور سور چرانے لگا جس عصاء پر ٹیک

لگا کر خطبہ دیا کرتا تھا آج اس سے سور ہانکے جا رہے ہیں، سال ختم ہونے کو آ گیا۔ ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں آیا کہ پتہ تو کروں شیخ کا کیا بنا۔ پتہ چلا کہ جنگل میں گئے ہوئے ہیں۔ جنگل میں دیکھا تو عصاء کو ٹیک لگائے ہوئے سور چرا رہے ہیں، انہوں نے پوچھا ابو عبداللہ کیا حال ہے؟ کہا جو دیکھ رہے ہو کہا تو تو حافظ الحدیث تھا، کوئی حدیث یاد ہے؟ کہا سب بھول گئیں، ایک یاد ہے۔ کہ کونسی؟ فرمایا ''مَنْ بَدَّلَ دِیْنَہٗ فَاقْتُلُوْہُ'' جو مسلمان دین بدل دے اس کو قتل کر دو۔ کہا تجھے قرآن یاد تھا، کچھ یاد ہے؟ کہا نہیں سب بھول گیا ایک آیت یاد ہے۔ کونسی؟ فرمایا '' وَمَنْ یَّتَبَدَّلِ الْکُفْرَ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِیْلِ '' جو ایمان کے بعد کفر میں داخل ہو گیا وہ ہلاکت کے راستے پر چل پڑا۔ پوچھا ابو عبداللہ تجھے ہوا کیا ہے؟ کہا کچھ نہ پوچھو، ایک نظر حقارت کی پڑی۔ سب لٹ گیا۔ دل ہار گیا۔ لاکھوں لوگ ان کے لیے دعا مانگ رہے تھے۔ ایک دم جب شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی جانب دیکھا تو رحمت کا جھونکا آیا پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا ایسا روئے کہ سؤر بھی قریب ہو کر چیخنے لگے۔ پھر کہنے لگے۔ ارے میرے مولا مجھے تجھ پر یہ گمان ہرگز نہ تھا کہ اتنا قریب کر کے تو مجھے اتنا دور کر دے گا اللہ تو غنی ہے نا......بس پھر سینہ کھول دے۔ شبلی واپس لوٹے تو یہ ان سے پہلے بغداد میں پہنچ گئے۔ دجلہ میں نہا رہے تھے اور کلمہ پڑھ رہے تھے۔ ابو بکر! میرا ایمان مجھے واپس مل گیا، ابو بکر میرا ایمان مجھے واپس مل گیا۔ شیخ وقت، مفسر دوراں کو یہ سزا ملی کیوں؟ کافر کو حقیر سمجھ لیا۔ ہم آج مسلمانوں کو بھی حقیر سمجھ لیتے ہیں، صرف اس لیے کہ اس کی رائے مختلف ہے، نماز نہیں پڑھتا، سود کھاتا ہے۔ بھائیو! اعتدال اور محبت پیدا کرو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آخری لمحات

حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہ شخصیت ہیں جن کے طفیل بائیس لاکھ مربع میل میں اسلام پھیلا۔ اور وہ شخصیت جن کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر جس راستے سے گزرتا ہے شیطان اپنا راستہ بدل جاتا ہے۔ اور وہ شخصیت ہیں جن کے بارے میں حضور

ﷺ نے میدانِ عرفات میں فرمایا سوالاکھ کا مجمع ہے۔ صحابہ کرام موجود ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ میرے تمام صحابہ پر فخر فرمارہے ہیں اور عمر پر خاص طور پر فخر کیا جارہا ہے۔ تو کتنا بڑا مقام ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ میرے دو وزیر زمین میں ہیں اور دو وزیر آسمان میں ہیں ابوبکر و عمر میرے دنیا کے وزیر اور جبرائیل اور میکائیل میرے آسمان کے وزیر ہیں۔ اور آپ ﷺ نے ایک ہاتھ ابوبکر کا پکڑا اور ایک ہاتھ عمر کا پکڑا اور فرمایا میں اور ابوبکر و عمر قیامت کے دن اس طرح اکٹھے کھڑے ہوں گے کہ میرے دائیں طرف سے ابوبکرؓ نکلے گا اور بائیں طرف سے عمر نکلے گا۔ کتنی بشارتیں میں نے آپ کو سنادیں؟ اور بائیس لاکھ مربع میل پر حکومت، لاکھوں انسان جس کی برکت سے مسلمان ہوئے، اسلام کو ان کی برکت سے عزت ملی۔ بلندی ملی اور انہیں اللہ کے نبی ﷺ نے مانگ کر لیا۔ یا اللہ مجھے عمر دے دے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فجر کی نماز پڑھاتے ہوئے ایک مجوسی نے خنجر مارا۔ شہادت کا اعلیٰ مقام نصیب ہوا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے موت کی آہٹ کو محسوس کیا تو اپنے بیٹے کو بلایا۔ کہا میرے بچے جاؤ، اماں عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھو کہ عمر اپنے ساتھیوں کے پڑوس (روضہ مبارک) میں دفن ہونے کی اجازت چاہتا ہے۔ اگر اجازت مل جائے تو پھر مجھے وہاں دفن کر دینا ورنہ بقیع میں دفن کر دینا اور سنو! یہ نہ کہنا کہ امیر المومنین پوچھ رہے ہیں بلکہ کہنا کہ عمر اجازت مانگ رہا ہے۔ جب حضرت عبداللہ گھر تشریف لے گئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رو رہی تھیں، انہوں نے درخواست پیش کی تو وہ کہنے لگیں یہ جگہ تو میں نے اپنے لیے رکھی تھی لیکن عمر چاہتا ہے تو ان کو مجھ سے زیادہ حق حاصل ہے۔ ''مَرْحَبًا یَا عُمَرُ'' میں ان کو اجازت دیتی ہوں۔ تو انہوں نے آکر عرض کیا۔ ابا جان اَبْشَرُ مبارک ہو اجازت مل گئی۔ کہا دیکھو ممکن ہے میری شرم میں اجازت دے دی ہو۔ میرا جنازہ پڑھ کر چارپائی دروازے پر رکھ دینا اور پھر دوبارہ اجازت مانگنا اجازت ملے تو مجھے اندر لے جانا۔

جب دیکھا کہ آخری سانس ہیں۔فرمایا بیٹا میرا سر زمین پر رکھ دے انہوں نے زمین پر رکھ دیا تو اپنے گالوں کو مٹی پر رگڑنے لگے اور فرمایا" اے عمر تو برباد ہوگیا اگر تجھے تیرے رب نے معاف نہ کیا" یہ کہتے کہتے جان دے دی۔ حضرت صہیب رومیؓ نے جنازہ پڑھایا۔ چارپائی دروازے کے سامنے رکھوادی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے دروازے پر دستک دی۔ ابا جان میرا باپ عمر بن خطاب دروازے پر حاضر ہے اندر آنے کی اجازت چاہتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی چادر اٹھائی اور باہر تشریف لے گئیں۔ لوگ اندر داخل ہوئے قبر کھودی جارہی تھی۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ کسی نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ میں نے پیچھے مڑ کر دکھا تو حضرت علیؓ کھڑے جو رو بھی رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے مجھے یقین تھا عمر اس جگہ تیرے سوا کوئی نہیں آسکتا۔ میں نے بارہا اپنے نبی سے سنا تھا۔ میں ابوبکر و عمر، میں ابو بکر و عمر۔ وہ تو مرتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ اگر میرے رب نے مجھے معاف نہ کیا تو میں برباد ہوگیا۔ اور ہم چار مہینے چند نمازیں پڑھ کر یوں مطمئن ہیں کہ گویا جنت تو تبلیغ کے راستے کی گری پڑی چیز ہے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے آخری لمحات

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ مصر، فاتح فلسطین، جب اسلام لائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ تمتما اٹھا۔ ان کے ساتھ عثمان بن ابی طلحہ اور خالد بن ولید بھی تھے۔ آپ نے فرمایا آج مکے نے اپنے جگر نکال کر پھینک دیے۔ جب ان کی موت کا وقت آیا تو دیوار کی طرف منہ کرلیا" فَبَکٰی طَوِیْلاً " ایسا روئے کہ رونا ہی ختم نہ ہوا۔ ان کے بیٹے عبداللہ ان سے بڑے صحابی تھے مقام میں بھی صحابیت میں بھی علم میں بھی تقویٰ میں بھی۔ انہوں نے کہا ابا جان آپ کیوں رو رہے ہیں؟ آپ کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی خوشخبریاں جنت کی مل چکی ہیں؟ تو آنسو خشک ہوگئے اور ارشاد فرمایا" اِنِّیْ کُنْتُ عَلٰی اَطْبَاقٍ ثَلَاثٍ" میری زندگی میں تین دور آئے ہیں۔ ایک دور تھا میں جب کافر تھا میرے سب سے بڑی تمنا تھی

کہ اللہ کے نبی کو قتل کروں۔ اگر میں اس وقت مرجاتا تو یقیناً دوزخ میں جاتا۔

پھر مجھ پر دوسرا دور آیا کہ میرے دل میں اسلام کی حقانیت اتر گئی اور میں مسلمان ہو کر اللہ کے نبی کے دربار میں حاضر ہوا۔ میں نے اپنا ہاتھ بیعت کے لیے آگے کیا، جب آپ نے ہاتھ بڑھایا تو میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا ہوا؟ عمرو! مالک۔ کیا ہوا کیا" اُرِیْدُ اَنْ اَشْتَرِطُ" میں شرط لگانا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا "تَشْتَرِطُ مَاذَا" کیا شرط لگانا چاہتے ہو کہا "یُغْفِرُلِیْ مَا سَلَفْتُ" جو میں کر چکا ہوں سب معاف ہو جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تجھے پتہ نہیں "اِنَّ الْاِسْلَامَ یَهْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَهٗ" اسلام لانا پچھلے سارے گناہوں کی معافی بھی طے کروالیتا، اس وقت میرا یہ حال تھا کہ میں اللہ کے نبی کے دربار میں نظریں جھکا کے بیٹھا تھا "مَا مُلِئَتْ عَیْنِیْ مِنْهُ حَیَاءً" میں نے حیا کی وجہ سے کبھی آپ ﷺ کے چہرے کو آنکھ بھر نہ دیکھا تھا۔ آج اگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ حضور ﷺ کا حلیہ کیا تھا تو میں بتا نہیں سکتا اگر میں اس دور میں مرجاتا تو مجھے یقین ہے میں جنت میں جاتا۔

اس کے بعد ایک تیسرا دور آیا، ہم پر دنیا کے دروازے کھل گئے، اور ہم نے جو کچھ کیا نہیں معلوم ہمارے ساتھ کیا ہوگا یہ کہہ کر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھادیے "لَا اَبْرِئٌ فَاَعْتَذِرُ" مولا میرا دامن داغدار ہے، نہ کوئی عذر ہے، میں کوئی عذر پیش نہیں کرسکتا۔ "وَلَا قَوِیٌّ فَاَنْتَصِرُ" میں طاقتور نہیں ہوں تو ہی مدد کر۔ "وَلَا مُسْتَنْکِرٌ بَلْ مُسْتَغْفِرٌ" میں اپنے جرموں کا انکاری نہیں پس معاف کردے اور "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہتے کہتے ہاتھ ڈھلک گئے۔ یہ نبی کے صحبت یافتہ لوگوں کا حال ہے۔ اور ہم تو سارے ہی جنت کے ٹھیکدار بنے بیٹھے ہیں۔

ترازو کا کانٹا حلق میں

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک دکاندار صبح صبح اپنی دکان پر آیا اور آتے ہی ترازو کو توڑ دیا، پڑوسی دکاندار نے پوچھا کیوں توڑا ہے؟ کہنے لگا ہمارا پڑوسی

آج مر رہا تھا، ہم نے کہا کلمہ پڑھ لے۔ وہ کہنے لگا مجھ سے پڑھا نہیں جاتا۔ وہ کہنے لگا میری دکان کا کانٹا جو ہے نا وہ میرے حلق میں پھنس گیا ہے، اس لیے مجھ سے کلمہ پڑھا نہیں جاتا۔ ایک دکان دار جب غلط تول کر زیادہ پیسے بچا لیتا ہے اور مرتے وقت کلمہ نصیب نہ ہوا تو کیا ملا؟

تبلیغ، خواتین کی فکر کا نتیجہ

یہ جتنا تبلیغ کا کام ہو رہا ہے یہ چار عورتوں کے حساب میں جا رہا ہے۔ کاندھلہ سے مظفر نگر بارات آئی۔ اس میں یہ چاروں عورتیں آپس میں مشورہ کر رہی ہیں۔ کہ ہمارے خاندان سے علم نکل گیا، سارے انگریزی پڑھ رہے ہیں کیا کیا جائے؟ ایک خاتون نے کہا میری بیٹی جوان ہے۔ یہ جو بارات آئی ہے اس میں تلاش کرو اگر کوئی عالم ہے تو میں اپنی بیٹی کو اس بارات کے ساتھ روانہ کر دیتی ہوں۔ تلاش کیا تو اس میں حضرت مولانا اسماعیل صاحب آئے ہوئے تھے۔ باراتی بن کر، تو ان کی شادی اس لڑکی سے کر دی گئی۔ ان سے پھر دو بیٹے پیدا ہوئے، ایک مولانا یحییٰ جن کے بیٹے مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ تھے جن کی فضائل اعمال پوری دنیا میں چلتی ہے۔ دوسرے بیٹے کا نام الیاس رحمۃ اللہ علیہ تھا جن سے اللہ نے دین کا وہ کام لیا ہے کہ آج پورا عالم اس کی لپیٹ میں ہے۔

رزقِ حلال کے اثرات

کسی مسلمان ملک پر انگریزوں نے حملہ کیا تو بادشاہ نے اپنے بیٹے کو مقابلہ کے لیے بھیج دیا، ایک ہفتے بعد خبر آئی کہ شکست ہو گئی ہے اور بیٹا بھاگ گیا ہے۔ تو وہ ملکہ تھی وہ کہنے لگی حضور یہ خبر ہے۔ ایک ہفتے بعد دوبارہ خبر آئی کہ پہلی خبر غلط تھی، اللہ نے فتح دے دی۔ دشمن بھاگ گیا ہے۔ اب بادشاہ نے اپنی بیوی سے پوچھا، یہ تو نے اندر بیٹھ کر کیسے دعویٰ کیا تھا؟ وہ کہنے لگی جب سے اس محل میں ہوں، میں نے ایک لقمہ حرام تو دور کی بات شک والا بھی نہیں کھایا۔ دو سال سے دودھ پلایا ایک دفعہ بھی بغیر وضو کے نہیں پلایا، پہلے

وضو کیا دو نفل پڑھے پھر اسے دودھ پلایا۔ جو اتنا پاک دودھ پی کر پروان چڑھے وہ کبھی موت کے ڈر سے بھاگ نہیں سکتا۔ آپ یہ کہتے کہ شکست ہوگئی اور بیٹا شہید ہوگیا ہو تا تو میں مان جاتی، لیکن میں کیسے مان جاؤں کہ ایسا پاک دودھ پی کر کوئی بچہ کافر سے موت کے ڈر سے بھاگ جائے۔

اردن میں حجاب کا آغاز

پہلے اردن میں پردے کا کوئی رواج نہیں تھا۔ میں ۱۹۹۱ء میں گیا تو مجھے وہاں سکارف نظر آیا، پورا برقع دکھائی دیا میں نے پوچھا یہ پردہ برقع کدھر سے آگیا؟ کہنے لگے پہلے پورے اردن میں کوئی عورت برقع نہیں پہنتی تھی۔ آدھا لباس ہوتا تھا۔ بنوں کی جماعت آئی پٹھان عورتیں، ان پڑھ نہ کوئی عالمہ نہ فاضلہ نہ کوئی تقریر جانے، چھ نمبر بھی صحیح طرح نہ جانیں۔ تین مہینے وہاں کام کیا اور ستر عورتوں کو وہاں برقع پہنا کر آئیں۔ میں نے پوچھا کرتی کیا تھیں؟ کہا ہماری عورتیں چونکہ سکرٹ پہنتی تھیں اسی لیے ان کے بازو پنڈلیاں ننگی ہوتیں، تو جب وہ اندر آتیں تو یہ عورتیں ان پر بڑی بڑی چادریں ڈال دیتیں اور بیٹھ کر رونا شروع ہو جاتیں "بَنَاتُ الصَّحَابَہ" تم تو صحابہ کی بیٹیاں ہو۔ اس سے آگے انکو کچھ نہیں آتا تھا پھر بس دعا کرتی رہتیں۔ ستر عورتوں نے ان کی برکت سے برقع پہنا۔

ہجرت کا اثر

تقریباً پندرہ سال پہلے کی بات ہے مدینہ منورہ سے ایک عرب آیا، سالمؒ قرطبی اس کا نام تھا۔ وہ پورے مدینے کا سب سے بڑا بنک افسر تھا۔ اور آج سے پندرہ سولہ سال پہلے ایک لاکھ ریال تنخواہ لیتا تھا۔ یہاں جماعت کے ساتھ آ کر بیس دن لگائے، صرف بیس دن، بیس دن کے بعد واپس چلا گیا اور جاتے ہی بنک کی نوکری چھوڑ دی۔ ان کے قانون کی کوئی صورت اس طرح کی تھی کہ فوری وہ نوکری چھوڑ نہیں سکتا تھا۔ تو وہ جرمانہ دیتا تھا یا نوکری کرتا۔ تو اس نے جرمانہ بھرا۔ جس کی وجہ اس کی ساری جائیداد بک گئی۔ اس نے

اپنے آپ کو آزاد کرلیا۔ اور مدینے کے باہر اس کا ایک کچا گھر تھا وہاں وہ شفٹ ہو گیا۔

۱۹۸۹ء میں میں حج پر گیا تو ہم نے اسکے گھر جا کر کھانا کھایا۔ اس نے صحرا میں بکریاں پالیں اور مدینہ کی منڈی میں جا کر انکو بیچا۔ ایک لاکھ ریال کمانے والا جب پانچ سو ریال لے کر گھر آیا تو میاں بیوی خوشی سے رو پڑے۔ کہ آج حلال کی روزی گھر میں آئی ہے۔ کیا اسے مدینہ میں نہیں پتہ تھا کہ سود حرام ہے؟ پتہ تھا لیکن بیس دن کی ہجرت نے اس کے اندر ایمان کی ایک لہر پیدا کی جو ہر چیز کو تنکوں کی طرح بہا کر لے گئی۔ اس لیے کہتے ہیں کہ ہجرت کرو۔ اس سے ایمان کی حلاوت نصیب ہو گی۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی تجارت

حضرت جریر بن عبداللہ نے نوکر کو گھوڑا خریدنے کے لیے بھیجا۔ وہ لے کر آیا تو تین سو روپے میں سودا طے ہوا۔ جب گھوڑے کو دیکھا تو گھوڑا مہنگا تھا۔ مالک کو پتہ نہیں تھا کہ اس چیز کی کیا قیمت ہے۔ تو مالک کو بلوایا فرمایا اگر تیرے گھوڑے کے چار سو درہم تجھے دے دوں؟ کہنے لگا جی بڑی اچھی بات ہے۔ اگر چھ سو کر دوں؟ کہا یہ اس سے بھی اچھی بات ہے۔ کہا اگر سات سو کر دوں۔ اب جو بیچنے والا تھا وہ حیران ہو گیا کہ آخر چکر کیا ہے؟ پھر فرمایا اگر آٹھ سو دے دوں اس نے کہا میں تو تین سو پر راضی تھا۔ فرمایا چلو آٹھ سو لے لو۔ اور یہ گھوڑا دے دو۔ جب وہ چلا گیا تو اس کے غلام نے کہا یہ کیا کیا؟ میں نے تو تین سو میں بات کی تھی۔ یہ پانچ سو کس خوشی میں دے دیے ہیں ارشاد فرمایا یہ گھوڑا آٹھ سو درہم کا تھا میں تین سو کا خرید کر اللہ کو کیا جواب دیتا؟ جبکہ میں نے اللہ کے نبی سے وعدہ کیا تھا کہ جب تک زندہ ہوں گا مسلمانوں کی خیر خواہی کروں گا۔

مثالی عدل

بنو امیہ پر ۱۳۲ء میں زوال آیا۔ بنو عباس غالب آ گئے، بنو امیہ کا ایک نوجوان عبد الرحمٰن بن معاویہ بن ولید بن مروان۔ یہ یہاں سے بھاگا اور ۱۳۷ء میں سپین پہنچنے میں کا

میاب ہوگیا۔ وہاں اس نے دوبارہ اس سلطنت کی داغ بیل ڈالی اوراس طرح بنوامیہ کی ایک شاخ نے پونے تین سوسال تک وہاں حکومت کی ۔اس میں ایک بادشاہ گزرا ہے منذراس کا نام تھا۔اسکے بیٹے نے ایک یہودی کوقتل کردیا۔ ولی عہد بھی تھا۔تو مقدمہ عدالت میں پیش ہوا، خاندان والوں نے پیسے دے کرخوان بہادیا۔صلح ہوگئی۔اس زمانے میں ساری عدالتی رپورٹ بادشاہ تک پہنچائی جاتی تھی۔یہ کیس بھی پہنچااور بتایا گیا کہ یہ فیصلہ ہوا ہے، بادشاہ نے اعلان کردیا کہ کل ایوان میں دربارِعام ہوگا، دربارِعام کا مطلب ہے کھلی کچہری۔کہا کھلی کچہری ہوگی، رعایا بھی آئیں،خواص بھی آئیں،عوام بھی آئیں،اگلے دن سارے آگئے، یہودی کے ورثاء بھی،شاہی خاندان والے اور بیٹا بھی۔ تو بادشاہ نے اعلان کیا۔کہ میں اپنے لیے کوئی برا طریقہ جاری نہیں کرنا چاہتا کہ بادشاہوں کی اولاد حکومت کے تکبر میں رعایا کوقتل کرے اور پھر مال کے زور پر اپنا خون بہا معاف کروالے۔میں یہ بری عادت جاری نہیں کرنا چاہتا لہٰذا بطور چیف جسٹس میں اس فیصلے کو کالعدم قرار دیتا ہوں اوراپنے بیٹے کے قتل کا حکم صادر کرتا ہوں۔اور یہودی کے ورثاء کی طرف سے یہ فریضہ میں خودسرانجام دیتا ہوں۔یہ کہہ کروہ تخت سے اترا۔تلوار سونتی اور بیٹے سے مخاطب ہوا۔مجھے پتہ ہے تیرے بغیر ہم بھی زندہ نہیں رہ سکیں گے۔اور تیری ماں کو مجھ سے زیادہ دکھ ہوگا۔لیکن میں تجھے اللہ کی شریعت میں قربان کرتا ہوں۔یہ کہہ کراپنے ہاتھ سے بیٹے کی گردن اڑادی۔۔اس صدمے میں وہ نیم پاگل ہوگیا۔دو ہفتے سونہیں سکا۔ساری رات خلا میں گھومتا رہتا۔اسی صدمے میں انتقال کرگیا لیکن اپنا کردار ایسا زندہ کرگیا کہ آج ہزار برس بعد بھی اس کی کہانی آپ کوسنارہا ہوں۔

سواونٹوں کی قربانی

عبدالمطلب کے بڑے بیٹے تھے حارث۔ان کوخواب آیا کہ مبارک کنواں کھودا، انہوں نے پوچھا کہاں ہے؟ کہا کل حرم میں ایک کوا چونچ مارے گا وہاں کھدائی کرنا۔عبد المطلب حرم میں جاکے بیٹھ گئے،تھوڑی دیر کے بعد ایک کوا آیا اوراس نے ایک جگہ

ٹھونگیں ماریں اوراڑ گیا۔تو عبدالمطلب نے قریش سے کہا کہ آؤ یہاں کنواں کھودیں۔
انہوں نے جواب دیا کہ ہمارا دماغ خراب ہوگیا ہے کہ یونہی پتھر پھاڑیں انہوں نے
اپنے بیٹے حارث کولیا۔دونوں باپ بیٹے کھودکھودکر تھک جاتے ،کوئی ساتھ نہ دیتا۔تو
کہنے لگے وہ بھی کوئی آدمی ہے جس کی کوئی اولاد نہ ہو۔اگر میرے دس بیٹے ہوں تو میں
ایک کواللہ کے نام پر ذبح کردوں گا۔اللہ تعالیٰ نے دس بیٹے پورے کردیے۔عبداللہ
دسویں بیٹے تھے۔انہوں نے سب بیٹوں کواکٹھا کیا اور کہا دیکھو بچو! میں نے منت مانی
ہے تم سے ایک کوذبح کرنا ہے۔اب میں قرعہ ڈالوں گا،جس کا نام نکلے گا وہ تیار رہے
سب نے کہا جی جس کا قرعہ نکلے وہ تیار رہے۔جب قرعہ نکالا تو حضرت عبداللہ کا نام نکلا۔
چوں کہ یہ چھوٹے تھے۔عبدالمطلب کے بھی چہیتے،بہن بھائیوں اور پھوپھیوں کے بھی
لاڈلے۔شور مچ گیا،ابوطالب کے سگے بھائی تھے،انہوں نے سب سے زیادہ احتجاج
کیا کہ یہ نہیں ہوسکتا کسی اور کا ہوتا تو ٹھیک تھا،بڑا ہنگامہ ہوگیا،سارا عرب اکٹھا ہوگیا۔
عبداللہ سر جھکائے کھڑے تھے کہ میں تیار ہوں جب چاہیں چھری چلالیں۔آخر بڑی
ردوقدح کے بعد یہ طے ہوا کہ جوفلاں کاہنہ ہے اس کے پاس فیصلہ لے چلتے ہیں اس
کاہنہ کے پاس پنچائیت گئی،اس نے کہا تمہارے ہاں قتل کا عوض کیا ہے؟ تو انہوں نے
کہا کہ دس اونٹ۔اس نے کہا اس طرح کرو ایک پرچی لکھو دس اونٹ اور ایک پرچی پر
لکھو عبداللہ۔جتنی دفعہ عبداللہ کا نام نکلے اتنی دس اونٹ بڑھاتے جاؤ،جب اونٹوں کا نام
نکل آئے تو اتنے اونٹ ذبح کردو۔عبداللہ بچ جائے گا۔یہ بات سب نے پسند کی۔

اب ایک پرچی پر عبداللہ کا نام لکھا گیا اور دوسری پر دس اونٹ۔قرعہ ڈالا تو حضرت
عبداللہ کا نام نکل آیا،دس اونٹ بڑھادیے اسی طرح نام نکلتا گیا اور اونٹ بڑھتے گئے۔
جب سو اونٹ ہوگئے تو قرعہ ڈالا اور اونٹوں کا نام نکل آیا۔سب نے کہا شکر ہے ٹھیک ہو
گیا مگر عبدالمطلب بولے نہیں نہیں،میں دوبارہ کروں گا،دوبارہ قرعہ ڈالا تو اونٹوں کا نام
نکلا،کہا نہیں ایک دفعہ اور کروں گا،تیسری دفعہ بھی اونٹوں کا قرعہ نکلا تو اس طرح حضرت

عبداللہ بچ گئے، اسکے بعد عرب میں خون کی قیمت سو اونٹ قرار دے دی گئی۔ اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں۔ اسماعیل ذبیح اللہ اور عبداللہ ذبیح اللہ،
"اَنَا بْنُ الذَّبِیْحَیْنِ"

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مہمان

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مہمان آیا تو انہوں نے اس کے سامنے کھانا رکھا۔ اس نے نوالہ توڑا اور کھانا شروع کر دیا، بسم اللہ نہیں پڑھی، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا بسم اللہ تو پڑھو۔ اسنے کہا میں تو اللہ کو جانتا ہی نہیں ہوں۔ انہوں نے آگے سے روٹی اٹھائی اور کہا دوڑ جا! میں کافر کو نہیں کھلاتا، ابھی وہ دو چار قدم ہی گیا تھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آگئے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ آگئی کہ تجھے یہ کس نے حق دیا ہے کہ اس کے آگے سے روٹی اٹھائے، ستر سال سے میرا منکر ہے میں نے اسکی روٹی بند نہ کی تو کیسے اس کی روٹی بند کرے گا، جاؤ اس کو بلا کے لاؤ اور کھانا کھلاؤ۔ یہ میرا اور اس کا معاملہ ہے تیرے پاس تو کھانا کھلانے کے لیے بھیجا ہے۔

پادری کی وصیت

۱۹۷۸ء میں ایک پادری رائے ونڈ آیا، عبدالمجید اس کا نام تھا۔ فرانس میں رہتا تھا، تیونس کی ایک جماعت کو دیکھ کر مسلمان ہو گیا، اس جماعت کے امیر کا نام عبدالمجید تھا۔ تو اس نے اپنا نام بھی عبدالمجید بتایا تھا تو اس نے کہا میں تیس سال سے قرآن پڑھ رہا تھا۔ لیکن قرآن کے مطابق کسی کو نہیں دیکھتا تھا۔ یہ ٹھیک ہے کہ قرآن حق ہے۔ لیکن کوئی نظر نہیں آتا تھا تو یہ جماعت اسے مل گئی، ان کو اپنے گرجے میں ٹھہرایا خود مسلمان ہو گیا۔ پھر وہ کہنے لگا آپ کو میں دو باتوں کی وصیت کرتا ہوں، ایک تو یہ کہ آپ کا جو لباس ہے۔ پگڑی ہے، داڑھی ہے، کرتا اور شلوار ہے، اس کو نہ چھوڑیں خواہ آپ کہیں بھی ہوں۔ آپ کے ظاہری حلیے میں جو طاقت اور سحر ہے، وہ کسی چیز میں نہیں، دوسری بات یہ کہ

جب آپ یورپ میں پھریں تو با جماعت نماز اذان دے کر ادا کریں۔ یہ دو باتیں خنجر کی طرح سینے میں لگتی ہیں۔ پچھتر سال جو پادری رہا ہو، یہ اس کا نچوڑ بتا رہا ہے۔ پھر دعا کرتا تھا یا اللہ میری فرانس میں موت نہ آئے کسی مسلمان ملک میں موت آئے، تو چلے میں گیا ہوا تھا۔ تیونس، وہیں اس کا انتقال ہوا اور وہیں دفن ہوا۔

پل صراط کے پار

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو ایک دفعہ کسی نے گالیاں دیں۔ کہنے لگے بیٹا آگے پل صراط آ رہا ہے۔ اگر وہ پار کر گیا تو مجھے تیری گالیوں کی کوئی پرواہ نہیں اور اگر پار نہ کیا تو جو تو کہہ رہا ہے اس سے بھی زیادہ برا ہوں۔

احساس محرومی

ایک جماعت ایڈنبرا گئی۔ تو وہاں جب مغرب کی نماز پڑھی تو ایک لڑکی آ گئی اس نے پوچھا تمہیں انگلش آتی ہے؟ کہا ہاں آتی ہے۔ لڑکی نے پوچھا تم نے یہ کیا کیا ہے؟ اس آدمی نے کہا ہم نے اپنی عبادت کی ہے۔ اس نے کہا آج تو اتوار نہیں ہے، نماز پڑھنے والے نے کہا۔ ہم دن میں پانچ مرتبہ اللہ کی عبادت کرتے ہیں وہ کہنے لگی یہ تو بہت زیادہ ہے۔ پھر اس کو دین کی دعوت دی، کہنے لگی، اچھا ٹھیک ہے۔ جب جانے کے وقت اس نے مصافحے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا۔ تو اس نوجوان نے ہاتھ پیچھے کر لیا۔ کہا کہ میں آپ کو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ اس نے پوچھا کیوں؟ تو نوجوان نے کہا یہ ہاتھ صرف میری بیوی کو چھو سکتا ہے، یہ اس کی امانت ہے۔ تو اس لڑکی کی چیخ نکل گئی اور وہ روتی ہوئی زمین پر گر گئی۔ کہا وہ عورت کیسی خوش قسمت جس کا تو خاوند ہے۔ یہ مغرب کی احساس محرومی ہے۔

شادی شدہ کی جنت

ایک اللہ کے نیک بندے تھے۔ انہوں نے شادی نہیں کی۔ بڑے ان کے مرید

اور معتقد تھے۔ جب وہ فوت ہو گئے تو خواب میں کسی کو نظر آئے پوچھا حضرت کیا معاملہ ہوا کہنے لگے میری مغفرت ہو گئی ہے، لیکن ایک شادی شدہ مسلمان جو اپنی بیوی بچوں کو کما کر کھلاتا ہے اس میں جو پریشانیوں کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے جنت اس کے لیے بنائی ہے۔ اس جنت کی مجھے ہوا بھی نہیں لگی۔

محبوب خدا کی خانگی زندگی

چھ ہجری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہؓ سے نکاح کیا تھا۔ ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھلی، پیشاب کا تقاضا ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر باہر چلے گئے، حضرت میمونہؓ کی اچانک آنکھ کھل گئی، جب ادھر ادھر دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں موجود نہ تھے۔ تو ان کے اندر وہ سوکن پن جاگا کہ اوہو، مجھے چھوڑ کر کسی اور بیوی کے پاس چلے گئے ہیں، انہوں نے اٹھ کر دروازے کو کنڈی لگا دی کچھ دیر بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دستک دی، فرمایا دروازہ کھولو وہ کہنے لگی بالکل نہیں کھولوں گی۔ پوچھا کیا ہوا؟ کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے چھوڑ کر اوروں کے پاس چلے گئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی بندی میں اللہ کا نبی اور میں خیانت نہیں کرتا۔ اب یہ نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوتا اٹھا کر پٹائی شروع کر دی کہ تو ایسی گستاخ اور بدتمیز ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور چارپائی پر جا کر آرام فرمانے لگے۔

تبلیغی جماعت کی قربانیاں

پاکستان کا پہلا شخص جو اللہ کے راستے میں کسی دوسرے ملک میں جا کر فوت ہوا۔ وہ فیصل آباد کا تھا اللہ بخش مرحوم اس کا نام تھا۔ اور پہلی خاتون جو پاکستان سے اردن میں اللہ کے راستے میں گئیں اور وہیں انتقال کر گئیں وہ بہاول پور کے مولانا اشرف صاحب کی اہلیہ تھیں۔ وہ اپنے داماد اور بیٹی کے ساتھ وہاں گئی ہوئیں تھیں۔ دوسرے گھر میں جانے کے لیے بس سے اتر کر وین میں بیٹھی تو تھوڑی دیر بعد دیکھا کہ اللہ کے پاس پہنچ گئی ہیں۔ پاس بیٹھنے والوں کو بھی پتہ نہیں چلا کہ ان کا انتقال ہو گیا، نہ حرکت، نہ بول،

چال، نہ کوئی غیر معمولی بات۔ وہاں مدینۃ الحجاج جو عمان کا مرکز ہے۔ وہاں ان کا عظیم الشان جنازہ ہوا۔ تل دھرنے کو جگہ نہ تھی، وہیں دفن کیا گیا۔ اس طرح مرنے والوں کا پوسٹ مارٹم کیا جاتا ہے۔ لیکن ان کے اعزاز میں پوسٹ مارٹم بھی نہیں کیا گیا۔ یہ تبلیغی جماعت کی قربانیاں ہیں۔

تربیت اولاد کا انوکھا انداز

ہمارے ایک دوست ہیں جو جرمنی ہیں۔ ان کی بیوی نومسلم ہے۔ یونانی لڑکی ہے، انہی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ہے۔ اس نے اپنے بچوں کی ایسی تربیت کی ہے کہ چار سال کے بچے کا یہ حال ہے کہ کوئی عورت گھر میں آجائے تو وہ بھاگ کر کمرے میں چلا جاتا ہے کہ عورت آگئی ہے۔ میں نے پردہ کرنا ہے، جب ان کے بچے شرارت کریں تو ماں کہتی ہے۔ اگر تم باز نہیں آؤ گے تو میں تمہیں ڈاکٹر بناؤں گی۔ تو بچے رونے لگ جاتے ہیں نہیں نہیں ہم نے عالم بننا ہے، اب ہم شرارت نہیں کریں گے۔ وہ کہتی ہے کہ اب اگر تم نے کوئی شرارت کی تو میں تمہیں انجینئر بنادوں گی، تو وہ منتیں کرتے ہیں، نہیں اماں ہم کوئی شرارتیں نہیں کریں گے۔ یہ ایک نومسلم عورت ہے جس نے اپنے بچوں کی کس طرح تربیت کی ہے۔

تربیت کا اثر

ہمارے ایک ساتھی ہیں مولوی بلال۔ ہم اکٹھے رائیونڈ میں پڑھتے رہے ہیں۔ انکے والد بنگلہ دیش میں رہتے تھے 60-1955ء میں ان کی ٹیکسٹائل مل تھی، جب لوگوں کے پاس بہت کم ملیں تھیں، مولوی بلال کہنے لگا کہ ایک دفعہ مجھ سے بیس ہزار کھوگئے، غلطی میری اپنی تھی، تو میں کئی دن ڈرتا رہا کہ اب سزا ملی۔ لیکن میرے والد صاحب نے ایک مرتبہ بھی نہیں پوچھا، مسجد میں عشاء کے بعد تعلیم ہوئی تھی، ایک دن تعلیم میں نہیں بیٹھا اور گھر آگیا، مسجد سے آتے ہی والد صاحب نے مجھے اتنا ڈانٹا کہ تو

تعلیم میں ہی نہیں بیٹھتا۔ تو میرے دل میں خیال آیا کہ تعلیم میں بیٹھنا بیس ہزار سے زیادہ قیمتی ہے، کہ اس کا تو پوچھا بھی نہیں اور تعلیم پر ایسی ڈانٹ تو میرے دل میں تعلیم کی اہمیت بیٹھ گئی۔ یہ تربیت کا اثر ہے۔

ہر حال میں اچھے

ایک جماعت کی کارگزاری آئی کہ بیرون ملک گئے، وہاں آپس میں کچھ جھگڑا ہو گیا تو اس وقت حج بھی ساتھ ہوتا تھا۔ یہ جماعت مدینہ منورہ میں پہنچی۔ مولانا سعید احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس وقت زندہ تھے اور ان کی بڑی وہاں مہمان نوازی ہوتی تھی۔ تو ان جماعت والوں نے مدینہ کی شوریٰ والوں سے کہا کہ ہم اکٹھے نہیں رہنا چاہتے۔ ہمیں الگ الگ کر دو۔ ہم نے آگے جا کر حج کرنا ہے، ہمارے دلوں میں ایسی نفرتیں ہیں کہ ہمارا حج بھی صحیح نہیں ہوگا۔ شوریٰ والوں نے بہت سمجھایا لیکن وہ نہ مانے۔ تو شوریٰ والے ایک ساتھی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، ارشاد فرمایا! انہیں جدا نہ کرنا، یہ مجھے ہر حال میں اچھے لگتے ہیں، لڑ کر بھی اچھے لگتے ہیں اور جڑ کر بھی اچھے لگتے ہیں۔

عجیب پیشین گوئی

ابوشجاع مچھلیاں پکڑنے والا ماہی گیر تھا۔ اس کے تین بیٹے تھے ایک دن مچھلیاں پکڑ رہا تھا۔ ایک نجومی گزرا تو ابوشجاع نے کہا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے اس کی تعبیر تو بتا اس نے کہا کیا خواب ہے؟ کہنے لگا میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں نے پیشاب کیا ہے اور اس میں سے آگ نکلی جو اوپر جا کر شعلہ بن گئی اور پھر اس کے تین شعلے بن گئے اور پھر ان شعلوں پر چھوٹے چھوٹے اور شعلے بن گئے۔ نجومی کہنے لگا ایک دن آئے گا کہ تیرے تینوں بیٹے بادشاہ بنیں گے۔ ابوشجاع نے اپنا جوتا نکالا اور اپنے بیٹوں سے بھی کہا کہ اس کو مارو یہ ہماری غریبی کا مذاق اڑاتا ہے۔ تو چاروں باپ بیٹوں نے مل کر اس کی خوب ٹھکائی کی کہ یہ ہماری غربت کا مذاق اڑاتا ہے۔ وہ کہنے لگا مارنا ہے تو مار لو بادشاہ بنو گے۔ تو ان

کوترس آگیا اور اسے مچھلی دے کر بھگا دیا۔ بیس برس بعد تینوں بیٹے اسلامی سلطنت کے بادشاہ بن گئے۔ رکن الدولہ معز الدولہ اور عز الدولہ۔ انہوں نے اور انکے خاندان نے ایک سو بیس برس تک حکومت کی اور انتہائی کامیاب بنے۔ تو ماں باپ اولاد کا نصیب تھوڑا ہی بناتے ہیں۔ تم بس اخلاق سنوارو۔ رزق اللہ خود عطا کرے گا۔

بابا انعام دین کی نماز

ہمارے گاؤں میں ایک بوڑھا تھا۔ بابا انعام دین نام تھا اس کا، بڑا پکا نمازی تھا، ہم چھوٹے چھوٹے ہوتے تھے۔ گاؤں میں بس اسی کی دوکان تھی۔ وہ نماز پڑھنے آجاتا اور کبھی چابی وغیرہ اس کی جیب میں رہ جاتی۔ تو اس کا بیٹا آکر کھانستا اور وہ نماز کے دوران ہی چابی نکال کر دے دیتا، یہ معاملہ ہم نے خود دیکھا۔ تو آج سارے بابا انعام دین والی نماز پڑھتے ہیں۔ اکثر مرد عورتیں نماز پر بڑا ظلم کرتی ہیں۔

حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کی توبہ

حضرت یونس علیہ السلام کی قوم نے سرکشی کی۔ انہوں نے اللہ کے عذاب کی بددعا کردی۔ کچھ عرصے بعد حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے نکلے تو اللہ نے کہا کہ تیری قوم نے توبہ کرلی ہے، اب تو ان کے پاس جا، جب وہ جا رہے تھے تو راستے میں انہوں نے دیکھا کہ ایک کمہار گھڑے بنا رہا تھا مٹی کے۔ تو اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اس کمہار سے کہو کہ ایک گھڑا توڑ دے ۔ حضرت یونس علیہ السلام نے کمہار سے کہا کہ بھائی ایک گھڑا توڑ دے، اس نے کہا کہ کس لیے؟ اپنے ہاتھ سے بنایا ہے خود ہی توڑ دوں؟ حضرت یونس علیہ السلام نے کہا یا اللہ یہ تو گھڑا توڑنے کے لیے تیار نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دیکھ یہ گھڑا توڑنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ اور تو میرے بندوں کو جنہیں میں نے پیدا کیا مجھ ہی سے مروانا چاہتا ہے۔ جا دیکھ انہوں نے توبہ کرلی ہے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا پُر اثر انتقال

حضرت فاطمہؓ نے حضرت اسماء بن عمیسؓ سے فرمایا کہ دیکھو میرے جنازے کا اس طرح انتظام کرنا کہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ نبی کی بیٹی چھوٹی تھی۔ یا لمبی تھی۔ نبی کی بیٹی پتلی تھی یا موٹی تھی۔ میرے پردے کا ایسا انتظام کرنا کہ جب میں حبشہ ہجرت کر کے گئی تھی تو میں نے دیکھا تھا وہاں جب عورت مرتی تھی تو اس کی چارپائی پر لکڑیاں چاروں طرف لگا کر اور درمیان میں ایک چوب لگا کر اوپر کپڑا ڈال دیتے تھے تا کہ پردہ برقرار رہے۔ فرمایا بس ٹھیک ہے میرا ایسا ہی انتظام کر دینا۔ یہ وفات سے پہلے کا واقعہ ہے۔

عذاب کا ڈر

حضرت زینب رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی سب سے بڑی بیٹی تھیں۔ جب ان کی وفات کے بعد آپ ﷺ قبر میں اتارنے لگے آپ ﷺ بڑے غمگین تھے۔ جب آپ باہر نکلے تو چہرہ کھلا ہوا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ پہلے آپ ﷺ بڑے غمگین تھے اور اب آپ ﷺ باہر آئے ہیں تو بڑے خوش ہیں کیا معاملہ ہے؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے عذاب قبر سے ڈر تھا۔ میں نے اللہ سے راحت کی دعا کی تھی۔ اللہ نے میری دعا کو سن لیا اور میری بیٹی کی قبر کو ٹھنڈا فرما دیا۔ ورنہ اگر قبر کسی کو پکڑے اور اس کی دیواریں آپس میں مل کر کسی کو جھکا دیں تو اس میں جھٹکے کی آواز مشرق و مغرب میں سنائی دیتی ہے۔ قبر ہے کوئی مٹی کا گڑھا نہیں ہے۔ یہیں سے نظام جزا و سزا چلتا ہے۔

پندرہ پاروں کا حافظ بچہ

حضرت بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کو ماں سبق پڑھانے کے بعد مدرسہ میں لے گئی اور جب استاد نے پڑھا الف، ب، ت تو انہوں نے...... الٓمّٓ ...... ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ...... سے پڑھنا شروع کر دیا اور پندرہ سپارے سنا دیے۔ استاد نے کہا بیٹا تیری

ماں نے مجھ سے مذاق کیا ہے وہ گھر آ گئے اور کہنے لگے مائی! آپ نے کیا کیا۔ آپ کا بچہ تو پندرہ پارے کا حافظ ہے۔ اس کو آپ الف، ب، ت پڑھانے بھیج رہی ہیں۔ تو ان کی والدہ نے فرمایا کہ جب میں دودھ پلاتی تو قرآن پڑھ پڑھ کر پلاتی رہی۔ آپ کو پتہ ہے بچے کا ذہن صاف ہوتا ہے۔ اس لیے قرآن اس کے دل پر نقش ہو گیا۔ اور اگر بچہ دودھ پی رہا ہو اور کمرے میں گانے لگے ہوں تو پھر کیا توقع رکھی جا سکتی ہے؟

اللہ سے دوستی

حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ کو ان کی والدہ نے کہا۔ جا بیٹا تجھے اللہ کے دین کے لیے وقف کر دیا ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا۔ جب مائیں کہتی تھی۔ بیٹا ہم تو چراغ سحری ہیں تو اللہ کے راستے میں جا، تیرے ذریعے دین زندہ ہو گا۔ ہماری کوئی بات نہیں، حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ گھر سے نکلے اور انیس برس کے بعد واپس آئے۔ رات کا وقت تھا دروازے پر دستک دی۔ اندر سے ماں نے پوچھا کون؟ کہا آپ کا بیٹا ہوں سفیان! فرمایا بیٹا جب کوئی چیز کسی کو ہدیہ کر دی جاتی ہے تو واپس لینا مناسب نہیں ہوتا۔ میں تجھے اللہ کو دے چکی ہوں اب واپس لینا میری غیرت کے خلاف ہے۔ لہٰذا اب یہ دروازہ دنیا میں نہیں کھلے گا، آخرت ہی میں ملاقات ہو گی، جب مائیں ایسی سربلند ہوں تو بچے کیسے پارسا پیدا ہوتے ہیں۔

حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ نے برملا ابو جعفر منصور کے خلاف فتویٰ دے دیا۔ ابو جعفر منصور نے کہا میں مکہ آ رہا ہوں اور میرے آنے سے پہلے سولی تیار رکھی جائے۔ جب میں آؤں تو سفیان کو سولی پر لٹکا دیا جائے۔ یہ فضیل بن عباس کی گود میں سر رکھے لیٹے ہوئے تھے۔ اتنے میں سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ بھاگتے ہوئے آئے اور کہنے لگے سفیان! غضب ہو گیا۔ پوچھا کیا غضب ہو گیا انہوں نے کہا ابو جعفر نے تجھے سولی پر لٹکانے کا حکم دے دیا ہے۔ تیرے لیے پھانسی کا حکم آ چکا ہے۔ اللہ کے واسطے یہاں سے نکل جاؤ پوچھا کیا واقعتاً اس نے یہی کہا ہے۔ کہا ہاں۔ فرمایا میں بھاگ جاؤں واہ یہ

بھی کوئی بات ہے۔ وہاں سے سیدھے ملتزم پر آئے اور ملتزم کو پکڑ کر فرمایا۔ اے مولا اگر تو نے ابوجعفر کو مکے میں داخل ہونے دیا تو پھر دوستی نہ رہے گی۔ ابوجعفر کو مکہ میں نہیں طائف میں بھی داخلہ نصیب نہ ہوا۔ اور وہ ظالم راستے میں ہی مر گیا۔

حضرت بہلول رحمۃ اللہ علیہ سے ایک بچے کی گفتگو

حضرت بہلول رحمۃ اللہ علیہ بازار سے گزر رہے تھے۔ کچھ بچے کھیل رہے تھے اور ایک بچہ رو رہا تھا۔ انہوں نے سمجھا شاید اس کے پاس اخروٹ نہیں، کیوں کہ دوسرے بچے اخروٹ سے کھیل رہے تھے۔ بہلول رحمۃ اللہ علیہ نے اس بچے سے کہا بیٹا تو رو نہیں میں تجھے اخروٹ لے کر دیتا ہوں تم بھی کھیلنا۔ بچہ کہنے لگا، بہلول! کیا ہم کھیلنے کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔ بہلول بہت حیران ہوئے کہ میں تو سمجھا تھا کہ شاید اسکے پاس اس کے اخروٹ نہیں ہیں اس لیے رو رہا ہے۔ انہیں چونکہ ایسے جواب کی توقع نہیں تھی۔ اس لیے فرمایا بیٹا تو ہم کس لیے پیدا کیے ہیں۔ وہ کہنے لگا ہم تو اللہ کی عبادت کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔ بہلول رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے تیری کوئی عمر ہے ان باتوں کو سوچنے کی؟ تو وہ بچہ آگے سے کہنے لگا بہلول! مجھے دھوکہ نہ دے، میں نے اپنی ماں کو دیکھا ہے جب وہ چولہے میں آگ جلاتی ہے پہلے چھوٹی چھوٹی لکڑیاں ڈالتی ہے مجھے ڈر ہے کہ اللہ کہیں دوزخ کی آگ ہم بچوں سے روشن نہ کرے۔

قیامت کا پہلا مقدمہ

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جو پہلا فیصلہ فرمائیں گے وہ قاتل اور مقتول کا ہوگا۔ معاملات کی پہلی کچہری جو اللہ کے دربار میں لگے گی اس میں پہلا مقدمہ قابیل اور ہابیل کا ہوگا، قابیل اور ہابیل اس حال میں ہوں گے کہ ہابیل کی گردن قابیل کے ہاتھ میں ہوگی۔ اور ہابیل نے قابیل کا گریبان پکڑا ہوگا۔ قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تھا۔ ہابیل عرض کرے گا یا اللہ اس سے پوچھ اس نے مجھے کیوں قتل کیا تھا؟ پھر قابیل سے، لے کر

آج تک جتنے لوگ قتل کر رہے ہیں اور قیامت تک جتنے بھی قتل ہوں گے یہ سب ظالم اس طرح پکڑے جائیں گے کہ ہر مقتول کی گردن قاتل کے الٹے ہاتھ میں ہوگی اور مقتول کا ہاتھ قاتل کے گریبان میں ہوگا۔ اور وہ اسے اللہ کے عرش کے نیچے لاکر سوال کرے گا، یا اللہ پوچھو اس سے کہ اس نے مجھے کیوں قتل کیا ہے؟

جنت کے بدلے میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ ایک شخص آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا ایک پڑوسی ہے۔ اس کے گھر میں جو کھجور لگی ہوئی ہے وہ ہمارے گھر میں جھکی ہوئی ہے۔ اسکی چند شاخیں میرے گھر میں بھی آتی ہیں۔ کھجور کے زمانہ میں جب کھجوریں پک کر گرتی ہیں تو میرے بچے بھی اٹھا کر کھا لیتے ہیں۔ یہ دوڑ کر آتا ہے اور ان کے منہ سے نکال لیتا ہے۔ تو اس سے کہیں کہ بچوں کا کیا ہے۔ ان پر اتنی سختی تو نہ کیا کر، اگر وہ دو چار کھجوریں گری ہوئی اٹھا کر کھا لیتے ہیں تو کیا حرج ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت اچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پڑوسی کو بلوایا اور فرمایا کہ کہ ہاں بھئی ایک سودا کرتے ہو؟ اس نے کہا کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ایک کھجور مجھے دے دو۔ میں اسکے بدلے میں تمہیں جنت میں کھجوریں لے کر دوں گا۔ اس نے کہا یہ کھجور مجھے بڑی پسند ہے۔، اس کا پھل بڑا مزیدار ہے۔ میرا باغ اور بھی ہے۔ لیکن یہ کھجور دینے کو میرا جی نہیں چاہتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ یہ شخص صحابی نہیں تھا بلکہ منافق تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقوں سے بھی مسلمانوں والا معاملہ کیا۔ سوائے حضرت حذیفہؓ کے کسی کو ان کا نام تک بھی نہیں بتایا۔ انہیں بھی اس لیے بتایا کہ اگر نقصان پہنچائیں تو کوئی تو نشاندہی کرنے والا ہو۔ اور وصیت فرمائی کہ یہ راز مرتے دم تک کسی کو نہیں بتانا۔

اسی مجلس میں ایک صحابی اور بھی تشریف فرما تھے۔ حضرت ابو دوحؓ نام تھا۔ ان کا کہنے لگا یا رسول اللہ اگر میں یہ کھجوریں آپ کو لے کر دے دوں آپ میرے ساتھ وعدہ کرتے ہیں کہ جنت میں درخت لے کر دیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بالکل وعدہ ہے

۔وہ ان منافقوں کے پاس چلے گئے کہنے لگے یہ کھجور بیچتے ہو؟ وہ کہنے لگا جاؤ کام کرو، میں نے اللہ کے رسول کونہیں بیچی تمہیں کیا بیچوں گا۔تو کہنے لگے جو قیمت تیرے منہ میں آئے گی میں اسی پر خریدنے کو تیار ہوں۔حضرت ابودحؓ کا ایک باغ تھا جس میں چھ سو کھجوریں لگی ہوئی تھیں آپ تاجر ہیں آپ کو ان کی صحیح قیمت کا اندازہ نہیں ہوسکتا۔میں زمیندار ہوں مجھے پتہ ہے ان چھ سو کھجوروں کی مالیت کتنی ہے۔منافق نے کہا اپنا باغ دے دو۔کھجور لے لو۔ایسی قیمت لگا ی جو ادا ہی نہ کرسکیں تو جب کوئی آدمی سستا سودا کر لے تو دوسرا تو اسے پکا کرتا ہے تاکہ کہیں پھر نہ جائے۔کیوں کہ جو گھاٹے میں رہے وہ پھر بھی جاتا ہے۔اب بظاہر تو حضرت ابودوحؓ کا سارا باغ گیا اور صرف ایک کھجور ملی وہ بھی کسی اور شخص کو دینی ہے خود نہیں لینی تو پھرنا تو ان کو چاہیے تھا، کہ نہیں بھئی اتنا بڑا سودا میں نہیں کرسکتا۔تم دس کھجوریں لے لو، یا بیس لے لو۔وہ کہنے لگا میرا دماغ خراب ہے۔جو میں پھروں گا، کہنے لگے چلو ڈن ہوگیا۔باغ تیرا کھجور میری۔سودا کرنے کے بعد دوڑے ہوئے آئے یارسول اللہ! میں نے کھجور لے لی ہے۔سودا ہوگیا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا کتنے میں لی۔کہنے لگے سارا باغ دے دیا کھجور لے لی۔آپ ﷺ نے فرمایا پھر ہمارا ابھی پہلا سودا کینسل ہوگیا، اب ایک کھجور نہیں جنت میں تیرے لیے کھجورں کے بے شمار باغات لگ گئے ہیں اور بے شمار محل اللہ نے تیرے لیے بنائے ہیں۔پھر وہ باغ کے اندر نہیں گئے کہ کہیں نیت نہ بدل جائے۔باہر کھڑے ہوکر بیوی کو پکارا کہ باہر آجاؤ بچوں کو بھی لے آؤ، وہ کہنے لگیں۔کیوں؟ انہوں نے کہا ہم نے باغ فروخت کردیا ہے۔پوچھنے لگیں کس کو بیچا ہے۔ابودوحؓ نے کہا کہ اللہ کے نبی کو دے دیا ہے۔اس کے بدلے میں جنت میں ہمارے باغ لگ گئے ہیں گھر تعمیر ہو چکے ہیں۔عورتیں تو اس معاملے میں کمزور ہوتی ہیں۔لیکن ان کے بیوی بجائے شور مچانے کے کہنے لگیں مبارک ہو، آپ نے بڑا اعلیٰ سودا کیا ہے۔

بارات کی واپسی

ساہیوال کے ایک دھوبی کے بیٹے نے چلّہ لگایا، اس کی منگنی ہو چکی تھی۔ شادی کی تاریخ طے ہونے کے بعد وہ چلّے کے لیے گیا۔ جب چلّے سے واپس آیا تو داڑھی رکھی ہوئی تھی۔ بارات دلہن کے گھر پہنچ گئی، ہمارے ہاں دستور ہے کہ گاؤں کا زمیندار بھی شادی میں شریک ہوتا ہے تو اس گاؤں کا زمیندار بھی شادی پر موجود تھا جب بارات پہنچی تو ہنگامہ کھڑا ہو گیا۔ انہوں نے کہا جب ہم نے دولہا کو دیکھا تھا تو اس کی داڑھی نہیں تھی۔ اب اس کی داڑھی ہے۔ داڑھی منڈاؤ تو نکاح کریں گے۔ ساری بارات والے، ماں کیا، بھائی کیا، رشتہ دار کیا، سب کہنے لگے، پتر ہن منوا چا کوئی گل نئیں۔ بعد وچوں رکھ لئیں، ہن ساڈھی عزت دا سوال اے۔ اس نے کہا۔ اک پاسے تہاڈی عزت اے، اک پاسے رسول دی عزت، ہن دسوں تساں آپ ہی ہن کی کراں؟ جب آنکھوں پہ پردے پڑ جائیں تو دل پتھر ہو جاتے ہیں۔ کیا کروں کیسے سمجھاؤں؟ کہاں سے الفاظ لا کر دل میں اتاروں کہ یہ سب دھوکہ ہے اس کا انجام ہلاکت ہے، تو سب کہنے لگے، کوئی بات نہیں پتر اللہ بڑا غفور رحیم اے، اللہ بڑا مہربان اے، ہن منا دے۔ اس نے کہا گردن تو کٹ سکتی ہے داڑھی نہیں کٹ سکتی۔ لڑکی والوں نے کہا ہم لڑکی نہیں دیتے۔ اس نے کہا نہ دو۔ اللہ کے رسول کو ناراض نہیں کر سکتا ہوں، ساری دنیا کو آگ لگا سکتا ہوں۔ وہ زمیندار اس سارے ہنگامے کو دیکھ رہا تھا، اچانک وہ کھڑا ہوا اور کہا۔ ساری بارات لے کر میرے بوہے تے آجاؤ۔ میں خود زمیندار کا بیٹا ہوں، دھوبی کے لڑکے کو بیٹی دینا کوئی آسان ہے؟ اس نے سارے بارات اپنے ڈیرے پر بلالی اور اپنی بچی کا نقد نکاح کر کے ساتھ بھیج دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم کا کُرتا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے پاس ایک کرتا تھا۔ جس کی قیمت

پانچ درہم تھی، مدینے میں جب کسی بچی کی شادی ہوتی تو وہ مجھ سے کرتا مانگ کر لے جاتی، اور شادی کی رات پہن کر اگلے دن مجھے واپس کر دیتی۔ اس ایک کرتے میں مدینے کی پچاس بچیوں کی شادی ہوگئی، آج پانچ پانچ لاکھ روپے میں ایک سوٹ بنتا ہے۔ آپ کو پتہ نہیں کہ یہ سوال ہونے والے "عَنْ مَّالِهٖ مِنْ اَیْنَ اِکْتَسَبَهٗ" کہاں سے کمایا تھا "فِیْمَا اَنْفَقَهٗ" کہاں خرچ کیا تھا؟

نبی رحمت کی صلی اللہ علیہ وسلم کی قناعت پسندی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر ایک عورت آئی۔ دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضائی پھٹی ہوئی تھی۔ وہ گھر گئی اور ایک نئی پھول دار رضائی بھیجی اور کہا یہ میری طرف سے قبول فرمالیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بہت خوش ہوئیں کیوں کہ عمر میں بھی ابھی بہت چھوٹی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، پوچھا عائشہ یہ کیا ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی رضائی پھٹی ہوئی دیکھ کر فلاں انصاری بہن نے یہ تحفہ بھیجا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ میں چاہتا تو احد پہاڑ سونا بن کر میرے سامنے حاضر ہو جاتا، میں نے خود اس زندگی کو ٹھکرادیا ہے، یہ رضائی واپس کروادی۔

محبوب خدا کی مشقت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک دفعہ بھوک کی شدت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کروٹیں بدل رہے ہیں۔ نیند نہیں آرہی۔ بھوک کی شدت سے آپ کبھی دائیں کروٹ بدلتے کبھی بائیں طرف کروٹ بدلتے پیٹ کمر کے ساتھ لگ گیا۔ آخر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری جان آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان! آپ کا تو ایک اشارہ سب کچھ حاضر کر سکتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا دکھ کیوں سہہ رہے ہیں؟ اتنی مشقت کیوں برداشت کر رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا میں اپنے بھائیوں کے طریقوں پر چلنا چاہتا ہوں، مجھ سے پہلے جتنے نبی آئے انہوں نے ایسے ہی فاقے بر

داشت کیے۔ میں چاہوں تو احد پہاڑ میرے سامنے سونا بن کر حاضر ہو جائے۔ لیکن میں نہیں چاہتا کہ اپنے ساتھیوں کی راہ چھوڑ دوں اور ان کے طریقوں سے ہٹوں۔

آخرت کا احساس

ملک محمود، مظفر گجرات کا بادشاہ تھا، اس کی سلطنت بڑی طاقتور تھی۔ اس نے اپنے دربار میں ایک آدمی مقرر کیا ہوا تھا۔ جس کے ہاتھ میں کفن رہتا تھا۔ اس کو کافور لگا ہوا تھا۔ اس شخص کی ڈیوٹی یہ تھی کہ جب تم دیکھو کہ میں کوئی ظلم کا فیصلہ سنا رہا ہوں تو تم کھڑے ہو کر اس کفن کو لہرا دینا۔ تو جب بھی وہ کوئی غلط فیصلہ سناتا تو وہ کفن لہرا دیتا۔ بس کفن کا لہرانا ہوتا کہ ملک محمود بے ہوش کر تخت پر گر جاتا۔ اور جب ہوش میں آتا تو اپنا فیصلہ واپس لے لیتا۔ یہ آخرت کا احساس تھا۔

موت کا وعظ

ہشام بن عبد الملک نے ایک باندی خریدی۔ بے حد خوب صورت تھی ایک لاکھ دینار میں اس کو خریدا۔ تو کہا اس کے لیے ایک محل بناؤ۔ ایک الگ قصر اس کے لیے تعمیر کیا گیا۔ تو جب وہ اس کے پاس خلوت میں گیا تو باہر سے شور اٹھا، کھڑکی کھولی تو ایک جنازہ جا رہا تھا، تو جنازے کو دیکھ کر اس کے جذبات ایسے پست پڑ گئے۔ کہنے لگا ''کَفیٰ بِالْمَوْتِ وَاعِظًا'' موت سے بڑا واعظ کوئی نہیں یہ اس زمانے کا جابر بادشاہ کا حال ہے۔ آج تو ریڑھی والا بھی جنازہ گزرتا دیکھ کر موت کو یاد نہیں کرتا۔

تیرا یہی جہاد ہے

ایک صحابی آئے کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یمن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جہاد اور ہجرت پر بیعت کرنے آیا ہوں۔ ماں باپ کو روتا چھوڑ کر آیا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی واپس چلا جا اور جیسے ماں باپ کو رلا کر آیا ہے ویسے ہنسا تیرا یہی جہاد ہے۔ تیری یہی ہجرت ہے۔

توبہ کی قبولیت

ایک اور صحابی آئے اور کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے۔ میری توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ آپ ﷺ نے پوچھا تیری ماں زندہ ہے؟ اس نے جواب دیا کہ نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا تیری خالہ زندہ ہے؟ اس نے کہ جی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا جا خالہ کی خدمت کر توبہ قبول ہوجائے گی۔ ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے کہا تیرے ماں باپ زندہ ہیں؟ اور دوسری روایت میں صرف ماں کا پوچھا کہ وہ زندہ ہے کہ نہیں، پھر خالہ کا پوچھا تو صحابی فرمانے لگے جی ہاں، تو آپ ﷺ نے اس سے کہا جاؤ خالہ کی خدمت کرو اللہ تعالیٰ تیرے گناہ معاف کردے گا۔

تبلیغ والوں کو تنبیہ

حسن اخلاق کے سب سے زیادہ حقدار والدین ہیں۔ پھر بیوی ہے جس کے ساتھ آدمی زندگی گزارتا ہے۔ عام سے عام آدمی کھانا پوچھتا ہے اور چائے پوچھتا ہے۔ یہ تبلیغ والے باہر جاتے ہیں لوگوں کے پتھر کھاتے ہیں، گالیاں سنتے ہیں اور لوگ ان کو دھکے دیتے ہیں۔ تو یہ آگے سے کہتے ہیں کہ ان کی ہدایت کی دعا کرو۔ بیوی تھوڑی سی کام میں سستی کرے تو اسی کو گالیاں دے رہا ہوتا ہے۔ وہ بیوی کی دعا کیوں نہیں کرتا؟ باہر والوں کے لیے کہتا ہے کہ ان کی ہدایت کی دعا کرو۔

ایک سانس کا حق

ایک بدو نے ماں کو کندھے پر سوار کروادیا خود اپنا طواف بھی کافی مشکل ہوتا ہے۔ پھر کسی کندھے پر بٹھا کر طواف کروانا اور مشکل ہے۔ وہ ہانپ گیا اور تھک گیا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سے جا کر کہا حضرت! کیا میں نے ماں کا حق ادا کردیا؟ تو انہوں نے کہا تیری ماں نے تجھے پالتے ہوئے جو لاکھوں سانس لیے ان میں سے ایک سانس کا بھی حق ادا نہیں ہوا۔ یہ نہیں کہا کہ ایک سانس کا حق

ادا ہو گیا بلکہ فرمایا ابھی تو ایک سانس کا حق ادا نہیں ہو سکا۔

شوگرمل کے مالک کی سچ بیانی

ہمارے ایک دوست ہیں اب اللہ کے فضل سے تبلیغ میں لگ گئے۔ شوگرمل ہے ان کی اور میرے خیال میں وہ پہلا شوگرمل والا ہے۔ جس کے تین چلے لگ گئے۔ اس نے ساری کہانی سنائی کہ کس طرح ہیرا پھیری سے میں نے اسی کروڑ روپیہ بنکوں سے لیا۔ ہاتھ میں پچاس لاکھ تھا اور کوئی بنک والوں کی شرط ہوتی ہے۔ کہ اتنے فیصد ہونا چاہیے۔ مالک کے پاس تو اس کے مطابق قرضہ ہوتا ہے، ایسے وہ ہر ایک کو تھوڑا دیتے ہیں، کہا میرے پاس ٹوٹل پچاس لاکھ تھا۔ اسی کروڑ کا قرضہ لیا، کسی کو ساتھ ملا، کسی کو دانہ ڈالا۔ کسی کو بے وقوف بنایا، پھر آگے واپس کرنے کا بھی کوئی خیال نہ تھا۔ یہی کہیں گے کہ ہم تو دیوالیہ ہو گئے ہیں۔ وہ تو اللہ نے تین چلے لگوا دیے۔ تو کہنے لگا مولوی صاحب اب کیا کروں؟ مر گیا تو اگلے سال موت آ گئی تو کیا کروں گا۔ میں نے کہا نیت کرو کہ یا اللہ توبہ اور آئندہ نہیں کروں گا تو انشاء اللہ معافی ہو جائے گی۔ اور دو کام کرو کوئی جائیداد خرید و، کاروبار مت بڑھاؤ جتنا نفع آئے اتارنا شروع کر دو۔ کہنے لگا ہاں یہ بات سمجھ آئی ہمیں تو شیطان یہ چکر دیتا ہے ناں ایک پروجیکٹ اور لگا لو تو ہماری اگلی نسلیں بھی اس پروجیکٹ میں پھنس جاتی ہیں۔ کہنے لگا مجھے اس میں پانچ برس لگیں گے نکلنے کے لیے۔ اس سال ملاقات ہوئی، کہنے لگا، ایک سال اور ہے ان شاء اللہ تعالیٰ مجھے پاک کر دے گا۔

مچھر قدرتِ الٰہی کا مظہر

یہ جو مچھر ہے ناں اگر یہ آنکھوں سے جنازہ دیکھتا تو ہم تو بڑے چالاک ہیں ہم نے تو اندھیرا کر دیا تھا۔ ہمیں روشنی میں سونے کی عادت نہیں۔ وہ تو بیچارہ دیواروں میں ہی ٹکریں مارتا رہتا۔ اللہ نے اسے اندھیرے سے اجالے میں برابر کر دیا، سو جاؤ بے شک بالکل گھپ اندھیرا کر دو، کہ اب تو کوئی اس کو نظر نہیں آئے گا، تھوڑی دیر بعد پتہ چلے گا،

کان کے پاس بھوں بھوں ہورہی ہوگی۔ ارے تو خبیث کہاں سے آ گیا؟ ہم نے تو بالکل اندھیرا کیا تھا۔ یہ کہاں سے آ گیا اور اس کی آنکھیں بھی اتنی چھوٹی ہیں لیکن اللہ نے اس کی ناک تیز کردی۔ آنکھوں میں نہیں آتا خوش بو پہ آتا ہے۔ ہمارے جسم کی خوش بو پہ آتا ہے۔ پھر اتنے سخت اندھیروں میں اس میں مسام میں دیکھ لیتا ہے کہ یہاں سے میرا کام بن سکتا ہے تو پھر وہ وہاں ہمیں کاٹتا ہے۔ جب وہ کاٹتا ہے تو وہاں سے خون باہر آجاتا ہے چونکہ چھوٹا سا سوراخ ہوتا ہے فوراً اللہ تعالیٰ نے ہمارے اندر جو سسٹم بنایا ہے ردعمل کا تو خون کے اندر ایک مادہ ہے جو ایک دم اس کو جما دیتا ہے، بند کر دیتا ہے اگر یہ مادہ نہ ہوتا تو ایک زخم لگتا اور سارا خون نکل جاتا تو ایسا طاقتور سسٹم اللہ نے ہمارے اندر بنایا ہے کہ ادھر زخم لگا خود ہی وہ مادہ جو خون جما دیتا ہے وہ مادہ فوراً چاروں طرف سے بھاگتا ہوا آتا ہے اور فوراً لیپ کر دیتا ہے تو جب یہ مچھر کاٹتا ہے تو ایک دم اوپر لیپ ہوجاتا ہے تو اس اللہ نے اس مچھر کو اتنی chemsistry سکھائی ہے کہ اب مجھے کونسا کیمیکل استعمال کرنا ہے کہ یہ سسٹم فیل ہوجائے تو وہ اپنے منہ سے ایک سکریشن چھوڑ دیتا ہے اور اس کو وہاں پھینکتا ہے جہاں وہ جیلی آچکی ہوتی ہے وہ مچھر کیا اور مچھر کی اوقات کیا اور اس کے نکلنے نے وہ سکریشن کیا وہ کوئی ملی لیٹر کا ہزارواں حصہ جونہی جا کر خون سے ٹکراتا ہے تو ہمارا سسٹم فیل ہوجاتا ہے اور خون پھر وہاں سے چلنا شروع ہوجاتا ہے۔ یہ آرام سے اپنی سونڈ بھرتا ہے اور ہمارا مذاق اڑاتا ہوا چلا جاتا ہے کہ روک لو بڑے آئے تھے سسٹم بنانے والے۔ یہ دیکھو میرے رب نے مجھے تجھ ہی کو کھلا دیا۔ جو اللہ مچھر کو پالنے کے لیے اتنی کیمسٹری اس کو سکھا دے وہ اللہ یہ جو بیٹھے ہوئے ان کو بھول جائے گا؟ ان کو نہیں کھلائے گا کیا ان کو ضروری بنکوں میں پیسے رکھ کے کھاتا ہے اور کیسا خوب صورت نام دیا ہے سیونگ اکاؤنٹ اللہ کے بندو! اڑ گیا سب کچھ کہتے ہو Save ہوگیا تو سارا ہی برباد ہوگیا۔، بربادی ہوگئی بربادی کہہ رہا ہے۔

شیر قدموں میں

ابوالحسن الظاہر نے احمد طولون کو نصیحت کی، اس کو غصہ چڑھ گیا۔تو اس نے شیر کے سامنے ڈلوادیا۔ ہاتھ پاؤں بندھوا کے بھوکے شیر کے سامنے ڈلوادیا اور سب کو اکٹھا کیا کہ بادشاہوں کیساتھ گستاخی کرنے والوں کا انجام دیکھا جائے۔ جب اکٹھے ہو گئے۔ شیر کو جب چھوڑا تو وہ آیا، جائزہ لیا اور پھر پاؤں کی طرف آ کے بیٹھ گیا اور آپ کے پاؤں چاٹنے لگا جیسے جانور پیار سے اپنے بچے کو چاٹتا ہے۔ بادشاہ پر بھی لرزہ طاری ہو گیا کہ میں تو برباد ہو گیا، شیر کو باہر نکالا گیا، ان کو باہر لائے لوگ کہنے لگے کہ حضرت شیر آپ کے ہاتھ پاؤں کی طرف بیٹھ گیا تو وہ کھا بھی سکتا تھا۔تو اس وقت آپ کیا سوچ رہے تھے؟ کہنے لگا میں سوچ رہا تھا کہ شیر میرے پاؤں چاٹ رہا ہے پتہ نہیں میرے پاؤں پاک ہیں یا ناپاک ہیں۔آج ہم بکریوں سے ڈرتے ہیں اور اللہ سے نہیں ڈرتے۔

حدود اللہ کے نفاذ کے ثمرات

حضرت شاہ عبد العزیز نے سارے عرب میں سے چوری کو ختم کر دیا اور سارے چوروں کو ان کی گردنیں کاٹ کر ان کے جسموں کو سولیوں پر لٹکا دیا۔ چوکوں میں ان کی لاشیں لٹکا دیں۔ مدینے میں ریاض میں، مکے میں ہر طرف ان کی لاشیں لٹکا دیں سارے عرب میں ایک پائی کا چور نہ رہا۔ ایک سعودی کہنے لگا سلطان عبد العزیز مکے میں آتا اور بیت اللہ کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ جاتا اور اسکے ہاتھ میں تلوار ہوتی روئے جا رہا۔ کہنے لگا میرا جو استاد تھا جن سے میں نے قرآن مجید پڑھا تھا۔انہوں نے ہی عبد العزیز کو قرآن پڑھایا تھا۔ایک دن میں نے اپنے استاد سے کہا: استاد جی! یہ سلطان روتا کیوں ہے؟ کہنے لگے، آؤ تمہیں اسی سے پوچھ کے بتا دیتا ہوں۔ مجھے لے کے چلے گئے۔ چونکہ استاد تھے ان کا بڑا احترام کیا تو کہا۔ سلطان یہ بچہ میرا شاگرد ہے، پوچھتا ہے آپ روتے کیوں ہیں؟ آپ صبح آتے ہیں تو روتے رہتے ہیں روتے رہتے ہیں شام کو

آتے ہیں تو روتے رہتے ہیں۔ تو اس نے روکر ہی کہا کہ میں نے سب کو چوری سے تو منع کر دیا، امن تو قائم کر دیا۔ اب انہیں روٹی کہاں سے کھلاؤں تو اللہ کے سامنے آ کر رو رہا ہوں کہ یا اللہ تیرا حکم تو میں نے پورا کر دیا اب روٹی کہاں سے کھلاؤں؟ نہ یہاں کوئی غلہ ہوتا ہے، نہ یہاں کوئی تجارت ہے، روٹی کہاں سے کھائیں گے؟ اللہ کے لیے قربانی دی اور رورو کر اللہ سے مانگا۔ اللہ نے بٹھا کے کھلانا شروع کیا۔ سات سمندر پار سے مخلوق آئی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی زمین میں سے چشمے تیل کے نکالے۔ آج وہ اپنے مال سے خود پریشان ہیں کہ اب اس مال کو کیا کریں۔ اس مال کو کہاں لگائیں یہ ایک حکم کو زندہ کرنے کی برکت ہے۔ جب حرام چھوڑا اوروں کو بھی حرام سے بچایا تو اللہ تعالیٰ نے بٹھا کے کھلایا، بغیر محنت کے، بغیر تجارت کے، بغیر کاروبار کے، بغیر کسی کوشش کے، اب بھی کوئی یہ کہے کہ کمائیں گے نہیں تو کھائیں گے کہاں سے؟ جاؤ جا کے دیکھو کہ اللہ ان کو عربوں کو کہاں سے کھلا رہے ہیں؟

ماں کی نافرمانی کی نحوست

ایک صحابی کا انتقال ہو رہا تھا اور اس کے منہ سے کلمہ نہیں پڑھا جا رہا تھا۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ فلاں آدمی کلمہ نہیں پڑھ رہا۔ صحابی انبیاء علیہم السلام کے بعد دنیا کے افضل ترین انسان ہیں، ان جیسا کوئی آ ہی نہیں سکتا۔ آپ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً اس کی ماں کو بلوایا جب وہ آ گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اماں اپنے بیٹے کو معاف کر دے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں معاف نہیں کروں گی۔ اس لیے کہ اس نے مجھے بہت دکھ دیا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر میں اس کو آگ لگا دوں۔ اس نے کہا یہ مجھے برداشت نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو نے اس کو معاف نہ کیا تو یہ سیدھا دوزخ میں جائے گا۔ اس نے کہا اچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اسے معاف کرتی ہوں ادھر اس کے منہ نکلا معاف کرتی ہوں اور ادھر اس کی زبان سے کلمہ جاری ہو گیا اور ساتھ ہی جان نکل گئی اور اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جنازہ پڑھایا۔ جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب تھی۔

اس نے بھی جب ماں کی نافرمانی کی تو اس کی نحوست بھی سب کے سامنے کھل گئی۔ یہ وہ نحوست ہے جس کے بارے میں اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا شرک کے بعد سب سے کبیرہ گناہ ماں باپ کو دکھ دینا۔ اور ماں باپ کی نافرمانی ہے۔ یہ آج گھر گھر میں ہو رہی ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک دن پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! قیامت کب آئے گی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کو پتہ کب آئے گی۔ لیکن جب تم دیکھو کہ ماؤں کے ساتھ اولاد نوکر جیسا سلوک کر رہی ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ قیامت کے نظارے پر چوٹ پڑنے والی ہے۔

شفا من جانب اللہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیٹ میں درد ہوا۔ کہنے لگے، یا اللہ پیٹ میں درد ہے۔ اللہ نے کہا ریحان کے پتے ابال کے پی لو۔ ریحان ایک چھوٹا سا پودا ہوتا ہے، تو وہ اس کو رگڑ کے پی گئے تو ٹھیک ہو گئے۔ کچھ دنوں بعد پھر درد ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے نہیں پوچھا خود ہی گئے ریحان کے پتے پی گئے تو درد تیز ہو گیا۔ یا اللہ! یہ کیا ہو گیا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو کیا سمجھا اس میں شفاء ہے؟ مجھ سے کیوں نہیں پوچھا؟ ”وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ“ تیرا رب شافی ہے۔ ریحان نہیں، ڈسپرین نہیں،، تیرا رب شافی ہے۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام کی ترس خواہی

اللہ تعالیٰ نے حضرت عزرائیل علیہ السلام سے فرمایا، تجھے کبھی کسی پر رحم بھی آیا؟ اتنے لوگوں کی جو تو نے جان لی کبھی کسی پہ رحم بھی آیا؟ کہنے لگا دو دفعہ آیا تھا۔ کہا کس پر؟ کہا ایک کشتی ٹوٹ گئی تھی، اس میں ایک عورت حاملہ تھی۔ وہ ایک تختے پر سوار ہوئی، اس نے اس حال میں بچہ جنا کہ موجیں اس کو اٹھا کر پھینک رہی تھیں۔ تو آپ نے کہا، اسکی ماں کی جان نکال لو مجھے بچے پر بڑا رحم آیا کہ بچے کا کیا بنے گا؟ دوسری مرتبہ جب شداد نے جنت بنائی۔ تین سو برس وہ ظالم جنت ہی بناتا رہا۔ جب بن گئی مکمل ہو گئی۔ دیکھنے چلا، ایک قدم

اندر ایک باہر آپ نے کہا اس کی جان نکال لو۔ تو میں نے دروازے پر جو اس کو گرادیا تو مجھے اس پر بڑا رحم آیا۔ کہ بدبخت دیکھ ہی لیتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا شداد کا پتہ ہے کون ہے ؟ کہا نہیں، فرمایا یہ وہی بچہ ہے جس کی ماں کی تو نے تختے پر جان نکالی تھی۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں پکڑ لیے اور چومنے لگے۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی تو حکم دیں کہ اسے پورا کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرلوں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ رہے ہیں۔، میں راضی ہوں، کہا نہیں نہیں کوئی تو حکم دیں کہ اسکو پورا کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرلوں،، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا جاؤ اماں کو قتل کردو، ایک دم اٹھے تلوار نکالی، بھاگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سے بلایا۔ آجاؤ، آجاؤ! ارے میں تو صلہ رحمی کے لیے تھا۔ جب یہ مرجائے تو مجھے بتایئے، میں جنازہ خود پڑھاؤں گا۔ انہوں نے کہا میرے بارے میں نہ بتانا، رات کا وقت ہے، آرام بھی خراب ہوگا اور راستے میں یہودی بھی رہتے ہیں۔ ممکن ہے تکلیف پہنچائیں۔ مجھے دفن کر کے فجر کے وقت جا کے بتادینا کہ طلحہ کو ہم نے دفن کردیا ہے۔ تو ان کو دفن کر کے فجر کی نماز میں شریک ہوئے۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلحہ اللہ کے پاس چلے گئے ہیں۔ کہا مجھے کیوں نہ بتایا؟ میں نے جو پہلے ہی کہا تھا مجھے بتانا میں جنازہ خود پڑھاؤں گا۔ کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! انہوں نے خود روکا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف کی خاطر، کہا مجھے اس کی قبر پر لے چلو۔ تو قبر پر تشریف لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے دعا مانگی کہا، اے میرے اللہ! جب طلحہ تیری بارگاہ میں حاضر ہو تو اسے دیکھ کر مسکرایا ہو اور یہ تمہیں دیکھ کر مسکرا رہا ہوں۔ "اَللّٰهُمَّ الْحَقَّ طَلْحَةَ يَضْحَكُ اِلَيْكَ وَتَضْحَكُ اِلَيْهِ" اے اللہ جب طلحہ سے تیری ملاقات ہو تو اسے دیکھ کر مسکرا رہا ہو اور یہ تجھے دیکھ کر مسکرا رہا ہو۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کا ایک سوال

حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے کہا کہ میں نے بچی کی منگنی کر دی ہے۔تو حضرت نے پوچھا بچے کے اخلاق کیسے ہیں کہا جی نمازی ہے۔ پھرانہوں نے پوچھا بچے کے اخلاق کیسے ہیں؟ کہا جی نمازی ہے۔تو شاہ صاحب غصے میں آ گئے، وہ کبھی غصے میں نہیں آتے تھے۔کہا میں نماز نہیں پوچھ رہا ہوں اخلاق پوچھ رہا ہوں۔گھر نمازوں سے نہیں آباد ہوتے بلکہ اخلاق سے آباد ہوتے ہیں۔میٹھے بول سے گھر آباد ہوتے ہیں۔سونے چاندی میں تولنے سے گھر آباد نہیں ہوتے۔فیکٹریاں چلانے سے گھر آباد نہیں ہوتے، گھر ہمیشہ اچھی سوچ سے آباد ہوتے ہیں۔

ہمارا فقر

لوگ رو رہے ہیں کہ پاکستان مقروض ہو گیا۔پاکستان پر قرضے چڑھ گئے۔ پاکستان کی معیشت ٹوٹ گئی۔میرے بھائیو! میرے رب کی قسم یہ بات رونے کی نہیں ہے۔یہ فقر ہے کہ ہماری نسل آوارہ ہو گئی، ہم فقیر ہو گئے۔جس قوم کی نوجوان نسل آوارہ ہو جائے، گانے کی عادی ہو جائے، ناچ گانا ان کی زندگیوں میں شامل ہو جائے۔ نوجوان بچیاں پردے سے باہر آئیں۔وہ نسل لٹ گئی۔وہ نسل فقیر ہو گئی۔وہ قافلہ اجڑ گیا۔وہ کشتی ڈوب گئی۔وہ سفینہ کنارے نہ لگا وہ قافلہ منزل تک نہ پہنچا۔وہ کشتیاں گھاٹ پر نہ لگیں۔ان کے لیے ڈوبنا ہی مقدر ہے۔جس قوم میں مرد وعورت موسیقی کے رسیا ہوں۔بچے بچیاں گانے سننے کے عادی ہو جائیں۔ماؤں کو آنکھیں دکھائیں۔ باپ سے بدتمیزی کریں۔بازاروں میں سود چلے ناپ تول کے پیمانے غلط ہو جائیں۔ حکمرانوں میں ظلم آ جائے۔عدالتوں میں انصاف فروخت کر دیا جائے۔چند ٹکوں پر ظالم چھوٹ جائیں۔مظلوم پیسے کے بغیر انصاف نہ لے سکتا ہو۔ایسے دیس کا زمین پر رہنا۔ لوگوں کا اٹھنا، کھانا اور پینا ہی غنیمت ہے۔ورنہ اگر یہ دنیا جزا وسزا کا جہاں ہوتا تو کب کا

غرق ہو چکا ہوتا۔ایک عورت جب بازار میں کھڑی ہو کر گھنگھرو باندھ کرناچتی ہے تو اس چھن چھن میں اتنی طاقت ہوتی ہے کہ ہمالیہ پہاڑ کو آگ لگ جائے ۔ دریا خشک ہو جائیں ۔سبزے صحرا بن جائیں۔شہر ویران ہو جائے ۔لیکن چونکہ میرے اللہ نے دنیا کو جزاء وسزا کی جگہ نہیں بنایا بلکہ یہ امتحان کی جگہ ہے جزاوسزا کا جہاں آگے آرہا ہے جس دن آنکھیں پھٹ جائیں گی۔ کلیجے منہ کو آئیں گے۔ مائیں بچوں کو بھول جائیں گے۔ بیویاں خاوند کو بھول جائیں گی ۔خاوند بیویوں کو بھول جائیں گے۔ بھائی بھائی کو بھول جائے گا وہ تو اگلا جہاں ہے یہ تو موت پر یہ فیصلے ہو جاتے ہیں۔جس حال میں زندگی گزرتی ہے۔اسی حال میں موت آتی ہے۔جس حال میں انسان دنیا میں زندگی گزارتا ہے اسی حال میں موت کا فرشتہ اسکے پاس پیغام لے کر آتا ہے۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ایمان افروز قصہ

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آج آپ کے صحابہ میں سے کون فوت ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیوں کیا بات ہے؟ کہا جب ایمان والے کی روح قبض ہوتی ہے تو سیدھی عرش کے نیچے جا کر سجدہ کرتی ہے۔حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ کا عرش خوشی سے جھوم رہا ہے کہ کوئی آرہا ہے" اِستَبشَرَ بِمَوتِهٖ اَهلُ السَّمَآءِ " ساتوں آسمان کے فرشتے خوشیاں منارہے ہیں کوئی آرہا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا۔ہائے میرا سعد چلا گیا۔آپ کو پتہ چل گیا کیوں کہ وہ زخمی تھے۔تو آپ ایک دم تیزی سے مسجد سے نکلے آپ اتنا تیز چلے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پیچھے تیز دوڑ رہے تھے اور آپ چل رہے تھے۔ان کی جوتیوں کے تسمے ٹوٹنے لگے انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ذرا آہستہ چلیں۔آپ نے ہمیں تھکا دیا آپ ﷺ نے فرمایا جلدی چلو کیوں کہ مجھے ڈر ہے کہ ہمارے پہنچنے سے پہلے کہیں فرشتے سعد کو غسل نہ دے دیں اور ہم محروم رہ جائیں ۔،اس لیے جلدی چلو۔ بھاگے بھاگے پہنچے تو دیکھا حضرت سعد کی میت کمرے میں پڑی ہے اور کمرہ خالی ہے

صحابہؓ کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ اندر گئے، اندر کیسے گئے۔ جیسے اگر اب سامنے سے کوئی آدمی میری طرف آئے تو سیدھی چال تو نہ چل سکے گا کوئی قدم ادھر رکھے گا اور کوئی قدم ادھر کیوں کہ راستے میں لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ صحابہؓ نے دیکھا کہ حضور ﷺ کبھی ادھر قدم رکھتے ہیں کبھی ادھر قدم رکھتے ہیں۔ کبھی پاؤں پورا رکھتے ہیں اور کبھی آدھا رکھتے ہیں۔ پھر سعد رضی اللہ عنہ کے سرہانے سکڑ کر بیٹھ گئے صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ نظر تو کوئی آنہیں رہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کمرہ فرشتوں سے اس طرح بھرا پڑا ہے کہ پاؤں رکھنے کی جگہ بھی نہیں ہے اور ابھی ایک فرشتے نے اپنے پر کو سکیڑا۔ اور میرے لیے بیٹھنے کی جگہ بنائی ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ لمبے چوڑے تھے۔ لیکن جب آپ کا جنازہ اٹھایا گیا تو اس کا وزن بھی نہیں تھا ایسے لگ رہا تھا کہ اوپر میت ہی نہیں ہے تو منافق بکنے لگے۔ دیکھا ناں یہ بھی منافق تھا اس لیے اس کا وزن ہی نہیں رہا۔ آپ ﷺ تک جب بات پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا ان کی زبانیں بند کرو۔ اور انہیں بتاؤ کہ سعد رضی اللہ عنہ کو تم لوگوں نے نہیں فرشتوں نے کندھا دیا ہوا تھا تم تو خالی چل رہے ہو، تو نیچے فرشتے ہیں۔ جن پر جنازہ جا رہا ہے۔۔

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے
محبوب کی گلیوں سے ذرا گھوم کے نکلے

قارون موسیٰ علیہ السلام کے روبرو

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں قارون نامی ایک شخص تھا۔ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بدکاری کی تہمت لگانے کا پروگرام بنایا مگر جس عورت نے رقم وصول کر کے الزام لگانا تھا۔ اس کے دل میں اللہ کا خوف آ گیا اور اس نے اصل حقیقت سے لوگوں کو آگاہ کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جلالی پیغمبر تھے۔ غصے سے کانپنے لگے اور دعا کی کہ اے اللہ میں تیرا پیغمبر ہوں اور مجھ پر یہ الزام؟ اللہ نے فرمایا، اے موسیٰ زمین تیرے تابع ہے۔ تیرا حکم مانے گی۔ موسیٰ نے کہا زمین اس کو پکڑ لے زمین پھٹی اور

قارون کے پاؤں زمین کے اندر دھنس گئے۔ اس نے معافی مانگی، موسیٰ نے کہا اور پکڑ گھٹنوں تک چلا گیا۔ پھر رویا اور معافی مانگی، آپ علیہ السلام نے فرمایا اور پکڑ۔ تو کمر تک زمین میں چلا گیا، پھر بہت رویا اور معافیاں مانگتا رہا۔ آپ نے فرمایا اور پکڑ۔ پھر گردن تک اندر چلا گیا پھر بہت زیادہ رویا اور بہت زیادہ معافیاں مانگیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اور پکڑ قارون سارا زمین کے اندر دھنس گیا اور زمین اوپر سے بند ہو گئی۔ اللہ نے فرمایا اے موسیٰ! بڑا مضبوط ہے تیرا دل جس طرح رو کر گڑگڑا کر یہ تجھ سے معافیاں مانگتا رہا۔ اگر اسی طرح ایک دفعہ بھی مجھ سے معافی مانگ لیتا تو میں معاف کر دیتا۔

پرحکمت بات

ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیں۔ وہ اسکے پیچھے گئے۔ دروازے پر دستک دی کہا بھائی! جو کچھ آپ نے کہا ہے اگر یہ سچ ہے تو میرے لیے مصیبت ہے اور اگر تو نے غلط کہا تو اللہ تجھے معاف کر دے۔ تو وہ قدموں میں گر گیا نہیں، نہیں میں نے بکواس کی۔ آپ مجھے معاف کریں یہ ہے اخلاق نبوت۔

ایک صحابی آئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے پڑوس میں ایک عورت ہے جو دن کو روزہ رکھتی ہے۔ رات کو تہجد پڑھتی ہے لیکن دوسرے پڑوسیوں کو تنگ کرتی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے کوئی بھلائی نہ کی یہ دوزخ میں جائے گی۔

خونِ دل دے کر......

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ امیر تھے۔ جب رومیوں کے قدم اکھڑے اور مسلمان آگے بڑھے تو ہشام بن العاص ان کے بڑے بھائی، بڑے صحابہ میں سے ہیں۔ وہ شہید ہو کے راستہ میں گر پڑے۔ گزرنے کا راستہ جہاں تھا وہاں اس کی لاش گر پڑی۔ سب کے قدم رک گئے کہ ہشام بن العاص رضی اللہ عنہ صحابی بھی بڑے ہیں۔ اور امیر کے بھائی بھی ہیں۔ تو حضرت عمر بن العاص نے فرمایا، ارے بھائی کی لاش تمہیں

آگے بڑھنے سے نہ روک دے، یہ اللہ کے پاس پہنچ گیا ہے اور خود ان کی لاش پر گھوڑے کو دوڑایا اور پیچھے سب کو دوڑایا کہ میرے پیچھے آؤ اور میرے بھائی کو مت دیکھو اس وقت اللہ کے دین کو دیکھو۔ جب اس مہم سے فارغ ہوئے پھر لوٹ کے آئے اور ایک ایک بوٹی اپنے بھائی کی اٹھاتے تھے اور بوری میں ڈالتے تھے۔ یہ اسلام یہاں ایسے نہیں آگیا، ذرا تاریخ اٹھاؤ بھائی کی لاش پر گھوڑے دوڑانا کوئی آسان کام ہے؟ ارے چلہ دے کر ہم مبلغ ہو گئے؟ سال کے چار مہینے دے کر ہم مبلغ ہو گئے؟

دشت تو دشت......

حضرت عقبہ بن نافع رضی اللہ عنہ افریقہ میں داخل ہوئے۔ تیونس کے ساحل پر اترے۔ وہاں پر قوم آئی تھی۔ ان سے جہاد کیا، ان کو اسلام کی دعوت دی پھر ان سے پوچھتے آگے کوئی ہے تو وہ بتاتے بھی نہیں پھر ان سے آگے چلے اور مراکش تک پہنچ گئے۔ ہزاروں کلومیٹر کا سفر صحرائے اعظم کا بھی آتا ہے، اس کو بھی پار کیا اور سمندر جب سامنے دیکھا تو ایک ٹھنڈی آہ نکلی اور کہنے لگے۔ اس سمندر نے میرا راستہ روک لیا اگر مجھے پتہ ہوتا کہ اس سے آگے اللہ کے بندے ہیں تو میں ان کو بھی جا کے اللہ کا پیغام سناتا۔ اور وہاں سے واپسی پر شہید ہوئے، قبر بنی آج بھی الجزائر میں اس اللہ کے بندے کی قبر بتا رہی ہے۔ کہاں مکہ کہاں مدینہ کہاں حجاز! وہاں سے نکل کر اپنی قبر یہاں بنوائی۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال

حضرت فاطمہؓ کا جب انتقال ہونے لگا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیمار تھیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کسی کام سے باہر گئے ہوئے تھے۔ اپنی خادمہ کو بلا کر فرمایا میرے لیے پانی تیار کیا۔ پھر فرمایا مجھے غسل کروا، غسل کروایا گیا۔ پھر اس کے بعد کپڑے پہنے پھر فرمایا، میری چار پائی درمیان میں کر دے۔ پھر لیٹ گئیں اور قبلے کی طرف منہ کر لیا پھر فرمایا اب میں مر رہی ہوں میرا غسل ہو چکا ہے خبردار میرے جسم کو کوئی نہ دیکھے بس

یہی میرا غسل ہے اور یہ کہہ کر انتقال فرما گئیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اشعارِ درد

حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو دیکھا کہ کہانی ختم ہو چکی ہے۔ چوبیس سال کی عمر میں انتقال فرمایا، تو ان کی خادمہ نے قصہ سنایا، تو فرمایا اللہ کی قسم ایسا ہی ہو گا جیسا کہ فاطمہ کہہ گئیں۔ جب قبر میں دفن کر دیا لوگ بھی کھڑے ہوئے ہیں اب ایک منظر قائم کیا۔ آواز دی یا فاطمہ دو تین مرتبہ آواز دی:

مَالِیَ وَقَفْتُ عَلَی الْقُبُوْرِ مُسَلِّمًا
قَبْرُ الْحَبِیْبِ فَلَا یَرُدُّ جَوَابِ
اَحِیْبُ مَالَكَ لَا تَرُدُّ جَوَابَنَا
اَنَسِیْتِ بَعْدِیْ خُلَّ الْاَحْبَابِ
لِکُلِّ اجْتِمَاعٍ مِنْ خَلِیْلَیْنِ فُرْقَۃٌ
وَکُلُّ الَّذِیْ قَبْلَ الْمَعَاتَ قَلِیْلٌ
اِنَّ افْتِقَادَ فَاطِمَۃَ بَعْدَ اَحْمَدَ
دَلِیْلٌ عَلٰی اَنْ لَّا یَدُوْمَ خَلِیْلٌ

یہ فاطمہ کو کیا ہوا؟

یہ تو......میری ایک پکار پر
تڑپ کے اٹھ کھڑی ہو جاتی تھی۔

آج......میری صدا، صدائے بازگشت بن چکی ہے۔

اور جواب نہیں آرہا۔

یہ جواب کیوں نہیں آرہا

یہ جواب کیوں نہیں آرہا؟

ارے محبوب!

صرف قبر میں جاتے ہی ساری محبتیں بھول گئے۔

ہائے! کوئی کب تلک ساتھ رہتا ہے

آخر ساتھ ٹوٹ ہی جاتے ہیں۔

میں انہی ہاتھوں سے

اپنے محبوب نبی کو دفن کیا۔

آج نے انہی ہاتھوں سے

میں نے فاطمہ کو گم کر دیا

مٹی میں کھودیا

مجھ پہ یہ بات کھل گئی

کہ یہاں کسی کی دوستی سلامت نہیں رہ سکتی۔

اور ایک دن مجھ پر بھی یہ رات آنی والی ہے

جس دن میرا بھی جنازہ اٹھ جائے گا

تو رونے والیوں کا رونا میرے کس کام کا؟

ہمیں کیا جو تربت پہ میلے رہیں گے

تہہ خاک ہم تو اکیلے رہیں گے۔

موت کا درد

حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لے جا رہے تھے۔ تو ایک قبر کو دیکھ کر فرمایا یہ ہے حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے سام کی قبر ہے۔ جب طوفان نوح آیا سارے مر گئے، تین بیٹوں سے پھر نسل چلی، سام، حام اور یافث۔ ہم سارے سام کی اولاد ہیں سارے یورپ والے یافث کی اولاد ہیں۔ سارے افریقہ والے حام کی اولاد ہیں۔ تو انہوں نے کہا یہ سام کی قبر ہے۔ انہوں نے کہا یا نبی اللہ! ان کو زندہ کریں۔ کیوں کہ عیسیٰ علیہ السلام کے کہنے سے اللہ تعالیٰ زندہ فرما دیتے تھے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں حکم دیا وہ قبر سے

زندہ ہو کر باہر آ گئے۔ کوئی بات چیت فرمائی، پھر کہا واپس چلا جا۔ کہا اس شرط پر واپس جاتا ہوں کہ مجھے دوبارہ موت کی تکلیف نہ ہو کیوں کہ موت کا درد آج تک میری ہڈیوں میں موجود ہے۔

حجاج بن یوسف نے کہا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے، ابھی تیرا سر اڑانے لگا ہوں۔ کہنے لگے تھے اگر موت کا مالک سمجھتا تو تجھے ہی معبود بنا لیتا، میرا رب فیصلہ کر کے فارغ ہو چکا ہے کہ مجھے مرنا ہے۔

دنیا سے بے رغبتی

ہشام بن عبدالملک شامی خلیفہ طواف کر رہا تھا۔ اس کے ساتھ حضرت سالم بن عبداللہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پوتے بھی طواف کر رہے تھے۔ تو ہشام نے کہا، سالم کوئی ضرورت ہو تو بتاؤ میں پوری کروں؟ سالم نے کہا "اِتَّقِ اللّٰہَ" اللہ سے ڈرتا نہیں، میں اللہ کے گھر میں موجود ہوں تو پھر بھی مجھے اپنی طرف متوجہ کرتا ہے۔ ہشام چپ ہو گیا۔ جب باہر نکلے تو کہا اب بتاؤ؟ کہنے لگے...... دنیا کی بتاؤں یا آخرت کی بتاؤں؟ ہشام نے کہا دنیا کی بتا؟ آخرت کی خواہش میں پوری ہی نہیں کر سکتا...... تو فرمانے لگے "مَاسَأَلْتَ مَنْ یَجْعَلُھَا مَنْ لَّا یَمْلِکُھَا" دنیا میں نے دنیا بنانے والے سے نہیں مانگی ...... تجھ سے کیا مانگوں گا۔

نبی رحمت

عبداللہ بن ابی کھلا منافق تھا۔ اس کا بیٹا جو پکا مسلمان تھا۔ وہ کہنے لگا اے اللہ کے نبی ﷺ! مجھے معلوم ہے کہ میرے باپ نے آپ ﷺ کو بڑی تکلیفیں دی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس کی گردن اڑا دوں، آپ ﷺ کسی اور کو نہ کہیں آپ ﷺ نے منع فرمایا جب مر گیا تو بیٹا کہنے لگا۔ آپ ﷺ میرے باپ کا جنازہ پڑھا دیں، فرمایا، جنازہ تو کیا کفن بھی دوں گا، تو آپ ﷺ نے اپنا کرتا اتار کر دے دیا

کہ اس کو کفن پہنا دو کہ شاید بخشا جائے۔ جب جنازہ پڑھانے لگے تو عمرؓ آ گئے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کس کا جنازہ پڑھا رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ نہیں کہ یہ پکا منافق ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیچھے ہٹ جاؤ۔ ابھی میرے اللہ نے روکا نہیں، اگر روکے گا تو پھر نہیں پڑھاؤں گا کہ شاید بخشا جائے۔ جب قبر میں رکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ نکلوایا اور کہا اسے باہر نکالو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا کہ شاید بخشا جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے کہا نہیں میرے محبوب آج کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم منافق کا جنازہ نہیں پڑھ سکتے۔ آپ ستر مرتبہ جنازہ پڑھیں تو بھی معاف نہیں کروں گا......تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے لگے، اے اللہ اگر آپ ستر مرتبہ جنازہ پڑھنے سے اسے معاف کر دیتے تو میں ستر مرتبہ اس کا جنازہ پڑھتا۔

کھجور کے تنے کا فراق نبوت میں رونا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ دینے کے لیے ایک کھجور کے تنے پر ٹیک لگایا کرتے تھے پھر مجمع کی زیادتی کی وجہ سے لوگوں نے کہا، اس تنے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نظر نہیں آتے۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر بنائیں تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلندی سے نظر آ سکیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ دینے کے لیے کھجور کے تنے کے آگے سے گزرے۔ اور پھر منبر کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو کھجور کے بے جان تنے نے چیخ ماری۔ ساری مسجد گونج اٹھی ''حسن حنین العشار'' وہ ایسا چیخا جیسے حاملہ اونٹنی چیختی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ ہچکیاں لے رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نیچے اترے اور اس کو سیدھے ہاتھ سے سینے لگالیا اور کہا کہ تو میرے ساتھ ایک سودا کر۔ میں تجھ سے جدا ہو جاتا ہوں اور اس کے بدلے میں جنت میں تجھے اللہ سے کہہ کر درخت بنواتا ہوں......کیا تو اس پر راضی ہے؟ پھر وہ کھجور کا تنا چپ ہوا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ اگر میں اسے سینے سے نہ لگاتا تو یہ قیامت تک جدائی پر روتا رہتا، جس کی جدائی پر بے جان درخت روئے، ہم نے خود اس کے طریقوں کو جدا کر دیا۔

اللہ کی قربت

حضرت ابراھیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ دریا کے کنارے بیٹھے تھے۔ جیب کٹ گئی پیسے نہیں۔ اللہ! ایک دینار چاہیے۔ اتنے میں سامنے دریا میں سے آٹھ دس مچھلیوں نے منہ باہر نکال دیا اور ہر مچھلی کے منہ میں ایک دینار تھا۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا جذبہ

ترکی کے دروازہ پر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی قبر بنی۔ جب ان کا انتقال ہونے لگا تو انہوں نے امیر کو بلایا۔ کہا دیکھو جب میں مرجاؤں تو وہیں دفن نہ کرنا بلکہ جہاں تک دشمن کی طرف بڑھ سکتے ہو...... مجھے لے چلنا تمہارے جب قدم رک جائیں۔ بس وہاں میری قبر بنا دینا۔ مردہ بھی اللہ تعالیٰ کے راستے میں چلے اور زندہ بھی اللہ کے راستے میں...... تو استنبول جس کو قسطنطنیہ کہتے ہیں۔ وہاں ان کی قبر بنی۔ قسطنطنیہ پہلا عیسائی بادشاہ تھا جس نے یہ شہر بنایا...... اس لیے اس کو قسطنطنیہ کہتے ہیں۔ پھر وہ مکمل نہیں کر سکا، مرگیا۔ تو اس کے بیٹے نے اس کو مکمل کیا، بیٹے کا نام استنبول تھا۔ اس لیے اس کو استنبول بھی کہتے ہیں اور قسطنطنیہ بھی کہتے ہیں۔

کانا کافر

میں نے آپ سے ایک بات کی تھی کہ علم تو کل ہے، باقی تو ایک جزو ہے، اس پر ایک لطیفہ سناتا ہوں، پتہ نہیں سچی ہے یا جھوٹی لیکن کتابی بات ہے مگر بے سند ہے۔ رنجیت سنگ کا وزیر مسلمان تھا، رنجیت سنگھ نے کہا بھائی سنا ہے تمہارے قرآن پاک میں ہر چیز ہے؟ اس نے کہا جی ہاں، پھر میرا نام قرآن پاک میں کہاں ہے؟ علماء سے پوچھ کر بتاؤ وہ ایک میراثی کے پاس گیا وہ کہنے لگا مجھے لے جائیں۔ کہنے لگا تو کیسے جواب دے گا؟ کہا تم مجھے لے جاؤ، تو اگلے دن وہ اسے لے گیا، کہاں ہاں بھائی مل گیا جواب؟ بول بھائی میرا نام تمہارے قرآن میں ہے؟ (راجہ کی ایک آنکھ لڑائی میں ضائع ہوگئی تھی)

اس نے کہا جی ضرور ہے کہاں ہے؟ کہا ایک دفعہ بتاؤں، دس دفعہ بتاؤں؟ کہا ایک دفعہ بتادے۔ کہا ہمارا قرآن پاک پکار پکار کہہ رہا ہے" وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِيْنَ " ایک کانا ہوگا جو کافروں میں سے ہوگا۔ تو بھائی ہمارے پاس تو ایسا توکل ہے جو رنجیت سنگھ کو بھی کھا گیا وہ لاجواب ہو گیا، یہ تو خیر پتہ نہیں کہاوت سچ ہے یا جھوٹی، بہر حال ہے کتابی چیز۔

شیر اور بکری ایک گھاٹ پر

ساری سلطنت کا نقشہ پلٹ دیا۔ شیر بکری کو ایک گھاٹ پر پانی پلا دیا، ایک بھیڑیئے نے بکری پر حملہ کیا اور اسے اٹھا کر لے گیا۔ تو گڈریا رونے لگا، دوسرے نے پوچھا کیوں رو رہے ہو؟ یہ تو ہوتا ہی رہتا ہے۔۔ کہا اس لیے رو رہا ہوں کہ جب سے عمر خلیفہ بنا ہے۔ کسی بھیڑیئے نے میری بکری پر حملہ نہیں کیا۔ مجھے یوں لگتا ہے کہ آج وہ نیک آدمی دنیا سے اٹھ گیا ہے۔ اس کے ساتھ برکتیں بھی اٹھ گئیں، ٹھیک اسی دن ان کا انتقال ہوا تھا۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا صبر

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سبق پڑھا رہے تھے، ایک خارجی آ گیا، کہا ابوحنیفہ تیری ماں سے شادی کرنا چاہتا ہوں، لوگ اسے مارنے کے لیے بڑھے، فرمایا بیٹھ جاؤ۔ پھر اسے کہا، میری ماں عاقل و بالغ ہے اس سے پوچھتا ہوں، اگر مان گئی تو تجھ سے نکاح کر دوں گا، تو بڑا ہنستا ہوا کھڑا ہوا، سیڑھیوں سے نیچے اترنے لگا، پاؤں پھسلا، سر کے بل گرا گردن ٹوٹ گئی اور مر گیا، تو امام صاحب نے فرمایا کہ ابوحنیفہ کے صبر نے اس کی جان لے لی۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ

حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے امرتسر کے اسٹیشن پر ایک لڑکا ننگا ہو گیا اور حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ کو تھپڑ مارا، حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ خاموش رہے اسے کچھ

نہیں کہا، جب اسکے کالج کے پرنسپل کو اس بات کا پتہ چلا، تو اس نے کہا یہ لڑکا اب ختم! اگر وہ بھی کچھ کہہ دیتے تو شاید بچ جاتا، اب یہ بچ نہیں سکتا۔ تو جب ۱۹۵۳ء کی تحریک چلی تو ایک ڈی ایس پی تھا۔ اس نے لڑکے کو اٹھوا کر زندہ بھٹے کی چمنی میں ڈلوا دیا، اسکی لاش ہی نہیں ملی۔ صبر کر جانا اور سہہ جانا اللہ کے انتقام کو حرکت میں لاتا ہے، یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔

ساہیوال میں ایک ہمارا امام قتل ہو گیا تھا، پورے شہر میں غلغلہ مچ گیا کہ بدلہ لیں گے، رائیونڈ والوں نے کہا کہ معاف کر دو۔ جن لوگوں نے قتل کیا تھا، سارے قتل ہو گئے۔

دوزخ کا ہولناک منظر

دوزخ کا ایک پتھر ساتوں براعظموں کے پہاڑوں پر رکھا جائے تو سارے براعظم سیاہ پانی میں تبدیل ہو جائیں۔ اور دوزخ کی ایک چٹان ساری دنیا کے پہاڑوں سے زیادہ وزنی اور بڑی ہے۔ دوزخ میں سوئی کے برابر سوراخ ہو جائے تو اس کی آگ سارے جہان کو جلا کر راکھ کر دے، دوزخ میں سے ایک آدمی نکال کر دنیا کے ایک لاکھ آدمیوں کے سامنے بٹھا دیا جائے اور وہ سانس لے تو اس کی سانس سے ایک لاکھ آدمی جل کر راکھ ہو جائیں گے۔ یہ قید خانہ ہے، معمولی چیز نہیں ہے، ایسا مسئلہ نہیں ہے کہ دو چار تھپڑ لگیں گے پھر جنت میں چلے جائیں گے، اھر دھلائی ہو گی تو بڑی زبردست ہو گی۔

ادنیٰ درجے کے جنتی کی دلچسپ سرگزشت

ادنی درجے کا جنتی جب جنت میں جائے گا اس کے لیے ایک دروازہ کھل جائے گا تو جو اس کا خادم دروازہ کھولے گا یہ اسکے حسن و جمال کو دیکھ کر سر جھکائے گا۔ سمجھے گا، یہ فرشتہ ہے کہے گا آپ کیا کر رہے ہیں؟ پوچھے گا تم فرشتے ہو؟ وہ جواب دے گا نہیں میں تو آپ کا خادم و نوکر ہوں، اس کے لیے جنت میں کارپٹنگ ہو گی، چالیس سال تک اس

پر چل سکتا ہے، اور اس کے دونوں طرف اسی ہزار خدام ہوں گے، اور کہیں گے اے ہمارے آقا آپ نے اتنی دیر لگادی؟ کہے گا شکر کرو میں آگیا ہوں تمہیں کیا خبر کہا پھنسا ہوا تھا ایسی دھلائی ہورہی تھی۔

ساری امت ہی مفتی

حضرت مفتی زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دارالعلوم فیصل آباد کہتے ہیں کہ میں ریل گاڑی میں سفر کررہا تھا کہ مغرب کی نماز کا وقت ہوگیا۔ تو میں قبلہ رخ دیکھنے کے لیے باہر جانے لگا ایک آدمی کہنے لگا! صوفی جی ہر جگہ نماز ہو جاتی ہے سیٹ پر بیٹھ کر پڑھ لو۔ جیسے آپ نے دیکھا ہوگا ریل گاڑی میں لوگ سیٹ پر بیٹھے بیٹھے نماز پڑھ رہے ہیں، نہ قبلہ رخ نہ قیام حالانکہ یہ دونوں فرض ہیں، لوگ کہتے ہیں ہو جاتی ہے، ناپاک سیٹ پر بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ ان کو کہو نماز نہیں ہوتی تو کہتے ہیں تمہیں کیا خبر؟ ہو جاتی ہے مفتی صاحب کہنے لگے کہ بھائی ابھی میں نے فتوے کا کام تمہارے سپرد نہیں کیا۔ وہ قبلہ رخ دیکھ کر نماز پڑھنے لگے تو اس نے کسی سے پوچھا کہ یہ کون ہے تو کہا یہ مفتی زین العابدین ہیں فیصل آباد کے ہیں اور وہ آدمی بھی فیصل آباد کا تھا۔ وہ ان کے نام کو جانتا تھا۔ لیکن ان کو شکل سے نہیں جانتا تھا وہ جب نماز پڑھ کے آئے تو کہنے لگا معاف کردیں مجھے پتہ نہیں تھا کہ آپ ہیں انہوں نے کہا آپ کا قصور نہیں ہے۔ آج ساری امت ہی مفتی ہے۔

آزادی کا نتیجہ

ہالینڈ میں ایک لڑکی گھر کی سیڑھی پر بیٹھی رو رہی تھی۔ کسی نے پوچھا تم کیوں رو رہی ہو؟ کہنے لگی میرے باپ نے مجھے گھر سے نکال دیا ہے۔ وہ کہتا ہے پہلے کرایہ جمع کراؤ پھر گھر میں رہنا، تو وہاں اس آزادی کا یہ نتیجہ نکلا کہ عورت کو خاوند نہیں ملتا اور خاوند کو بیوی نہیں ملتی۔ وہاں سارے روپ ختم ہیں۔ صرف ایک شکل باقی ہے محبوب اور محبوبہ۔ جب تک محبوب کا دل نہیں بھرتا۔ اس کا نفع باقی ہے اور جب دل بھر جاتا ہے تو استعمال شدہ

اوراق کی طرح پھینک دیا جاتا ہے۔

حسنِ یوسف اور حسنِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کہ یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر عورتوں نے ہاتھ پر چھریاں چلائیں تھیں۔ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتیں تو سینے پر چھریاں چلا بیٹھتیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، چودہویں کا چاند چمک رہا تھا۔ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سرخ دھاری دار چادر پہنے ہوئے، مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحن میں بیٹھے تھے، ہم کبھی چاند کو دیکھتے۔ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو دیکھتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا جمال چودہویں رات کے چاند سے زیادہ روشن ہے۔

تو الفاظ ہی کوئی نہیں، لیکن چونکہ تعبیر الفاظ سے ہوتی ہے۔ لہٰذا الفاظ ہی بیان کیے جائیں۔ اللہ کی عظمت آئے گی تو تب اللہ کی مان کر چلے گا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت آئے گی۔ تو تب اس کی سنت پر چلے گا۔ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کوئی نہیں جانتا کہ اللہ نے آپ کو کتنا عالی مقام بنایا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں اونٹوں کا ذبح ہونے کا شوق

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی ذی الحجہ کی دس تاریخ کو تشریف لاتے ہیں۔ اور سو اونٹ لائے جا چکے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ مشترکہ تھے تو پانچ اونٹ آگے لائے جاتے تھے۔ ایک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا کیا جاتا تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ذبح فرماتے تھے کھڑے کھڑے کو، پھر دوسرا لایا جاتا تھا۔ اس کو ذبح کرتے تھے۔ جب پانچ اونٹوں میں سے ایک اونٹ آگے آجاتا تھا۔ ذبح ہونے کے لیے تو پیچھے چار اونٹوں میں سے آگے ہر ایک بڑھ کر کہتا کہ پہلے میں ذبح ہو جاؤں، ایک دوسرے کو کاٹتے تھے اور ایک دوسرے کو دھکا دیتے تھے۔ یہ منظر کائنات نے دیکھا کہ قربان ہونے کے لیے اونٹ آگے بڑھ رہے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے بالوں کی برکت

پھراس کے بعد آپ ﷺ نے معمر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کو بلرایا۔ان کو بلوایا۔ ان کے سامنے ایسے بیٹھ گئے۔اس طرح اور سہی۔کہ رسول ﷺ نے اپنا سر تیرے آگے کردیا ہے۔بال کٹوانے کے لیے اور استرا تیرے ہاتھ میں ہے۔وہ کہنے لگے اس میں میرے اللہ اور میرے رسول ﷺ کا احسان ہے یا رسول اللہ ﷺ اس میں میرا کوئی کمال نہیں ہے۔تو اس سے آپ ﷺ نے بال منڈوائے،سامنے ابوطلحہ کھڑے تھے سارے ان کو ہدیہ کردیے۔ابوطلحہ پہ جھپٹا مارا خالد بن ولیدؓ نے اوران سے پیشانی کے بال چھین لیے۔اور پھر وہ بال انہوں نے اپنی ٹوپی میں رکھ لیے تھے۔جب کبھی کسی بھی لڑائی میں شرکت کرتے پہلے ٹوپی سر پر رکھتے،پھراوپر لوہے کا خود رکھتے،پھر حملہ کیا کرتے تھے۔

اور علماء فرماتے ہیں کہ بڑے سے بڑے لشکروں سے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ٹکرائے، اوران کو ایسے گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا اور اس میں برکت اللہ کے نبی ﷺ کے بالوں کی تھی۔

یرموک کی لڑائی میں حملہ ہوگیا۔اور ردی سر پر چڑھ آئے۔حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا میری ٹوپی دیکھو،ٹوپی ملی نہیں۔تو سارے سردار جو ساتھ تھے کہنے لگے۔دشمن سر پر آچکا ہے۔آپؓ کو ٹوپی کی فکر پڑی ہوئی ہے۔تو ٹوپی کو بعد میں دیکھ لینا۔ہم نے ان کے حملے کا جواب دینا ہے۔سر کو چھوڑ وہ خیموں پر بھی چڑھ آئے۔اور آپؓ ہیں کہ ٹوپی دیکھو وہ بھاگ دوڑا افراتفری میں پرانی میلی ٹوپی نکل آئی،سارے کہنے لگے کہ اس معمولی سی ٹوپی کے لیے تم نے اتنا خطرہ مول لیا ہے۔دشمن سر پر چڑھ چکا ہے۔کہنے لگے کہ اللہ کے بندو پتہ بھی ہے اس ٹوپی میں کیا ہے؟اس ٹوپی میں اللہ کے نبی ﷺ کے بال ہیں۔اس ٹوپی میں اللہ کے نبی کے بال ہیں۔میں نے اس کے بغیر کبھی تلوار نہیں اٹھائی۔

تذکرہ دو پیغمبروں کا

حضرت یحییٰ، زکریا علیہما السلام یہ وہ نبی ہیں جن سے اللہ پاک نے قرآن پاک میں خطاب کیا۔ سوا لاکھ نبیوں میں سے پچیس نبیوں کا نام قرآن میں ہے۔ پچیس میں سے نو نبیوں سے اللہ نے بات کی ہے۔ یا آدم یا نوح، یا ابراہیم، یا موسیٰ، یا داوٗد، یا زکریا، یا یحییٰ، یا عیسیٰ ابن مریم، یا ایھا النبی۔ نو نبیوں سے اللہ نے بات کی ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ آٹھ نبی اور ہیں جن سے اللہ نے خطاب کیا ہے۔ سارے نبیوں کا خلاصہ پچیس ہیں۔ اور نو کا خلاصہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

تو یحییٰ اور زکریا وہ باپ بیٹا ہیں۔ جن سے قرآن خطاب کرتا ہے "یَا زَکَرِیَّا اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامِ ٍ اسْمُهٗ، یَحْیٰی خُذِ الْکِتَابَ بِقُوَّةٍ" ایک باپ سے خطاب، ایک بیٹے سے خطاب، لمبا سلام چلتا ہے:

((ذِکْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَکَرِیَّا اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِیًّا ، قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَیْبًا وَّلَمْ اَکُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِیًّا وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآئِیْ وَکَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا یَّرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِیًّا))

اللہ بولا، پیچھے زکریا کی دعا، یہ سارا قرآن، اللہ بولے:

((یَا زَکَرِیَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامِ ٍ اسْمُهٗ یَحْیٰی لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا)) (سورۃ مریم آیت ۳ تا ۷)

تجھے بیٹے کی بشارت ہو، نام بھی میں رکھتا ہوں، یحییٰ یہ نام کسی نے نہیں رکھا، میں رکھتا ہوں۔ دونوں باپ بیٹا اتنے اونچے اتنے اونچے ایک نبی پھر اللہ کا خطاب، پھر قرآن میں ان کا تذکرہ بار بار۔

ان دونوں باپ بیٹے کا کیا ہوا؟ یہود کے دربا میں حضرت یحییٰ کو اس طرح ذبح کیا

گیا کہ جیسے بکرے کو ذبح کیا جاتا ہے؟ سر الگ کر دیا گیا۔ تو کیا یحییٰ ناکام ہو گئے؟ شکست ہوئی ہے، ناکام نہیں ہوئے۔ اور یہودی کامیاب ہو گئے؟ نہیں نہیں فتح پائی ہے کامیاب نہیں ہوئے۔ اور باپ کے ساتھ کیا ہوا؟ زکریاؑ کے سر پر آرا رکھا۔ اور یوں چیر دیا گیا جیسے لکڑی کو چیرا جاتا ہے۔ دو ٹکڑے کر کے پھینک دیا۔ کیا یہ ناکام ہو گئے؟ ناکام نہیں ہوئے شکست ہوئی ہے؟

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا شکر

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو سنو؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے یا اللہ تیرا شکر ہے تو نے ہدایت اپنے ہاتھ میں رکھی۔ اگر ہوتی تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تو پہلے بنو ہاشم کو دیتا۔ پھر قریش کو دیتا، پتہ نہیں بلالؓ کا نمبر آتا یا نہ آتا۔ پہلے بنو ہاشم لیتے پھر قریش پھر مکے والے لیتے پھر عرب لیتے پتہ نہیں بلالؓ کا نمبر آتا کہ نہ آتا، میرے مولیٰ تیرا کرم ہے تو نے اپنے ہاتھ میں رکھی، جسے چاہا دے دیا۔

درخت کی گواہی

درخت کو بلایا نہیں اور سنو، ایک بدو آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مانتے ہو۔ کہنے لگا نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جو کھجور کا درخت ہے وہ ٹہنی، اگر میں اسے کہوں کہ آ کر میری گواہی دے تو پھر مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مانے گا۔ کہنے لگا ہاں مانوں گا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت کو نہیں بلایا، اس ٹہنی کو اشارہ کیا، آجا، وہ ٹہنی اپنی جگہ سے ٹوٹی اور کھجور کے تنے کیساتھ لگ کر ایسے اتری کہ جیسے انسان کرتا ہے اور پھر اپنے سرے پر چلتی ہوئی، آئی اور آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایسے کھڑی ہو گئی۔ ایک ٹہنی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مَنْ اَنَا'' کہا'' اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ'' میں گواہی دیتی ہوں کہ تو اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ پوچھا اس نے تین دفعہ کہا تو اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم، تو اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم، تو اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان ٹوٹی ٹہنی کو کون جوڑے؟

وہ جو فصل خزاں میں گئی شجر سے ٹوٹ
ممکن نہیں ہری ہو اصحاب بہار سے

صحابہ کے لیے درندوں کا جنگل خالی کرنا

حضرت عقبیٰ بن نافع رضی اللہ عنہ داخل ہوئے افریقہ میں تیونس کے ساحل پر اور وہاں سے واپسی پر وہیں شہید ہوئے، وہیں قبر بنی آج بھی الجزائر میں اس اللہ کے بندے کی قبر بتا رہی ہے کہ کہاں مدینہ، کہاں حضاز، وہاں سے نکل کر اپنی قبر یہاں بنوائی، اللہ کے بندوں کو دین میں داخل کرنے کے لیے اور تیونس میں انہوں نے چھاؤنی بنائی۔ جب یہ اللہ کے کام میں تھے تو اللہ ان کے ساتھ تھے۔ تیونس میں چھاؤنی بنائی وہاں جنگل تھا۔ ۱۱ کلومیٹر میں پھیلا ہوا۔ تو وہاں چھاؤنی بنائی۔ تو اس بارہ ہزار لشکر میں ۱۹ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ ان کو لیا اور ایک اونچی جگہ پر کھڑے ہو گئے اور اعلان کیا۔

اے جنگل کے جانورو! ہم اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں۔ تین دن کی مہلت ہے جنگل سے نکل جاؤ۔ اسکے بعد جو جانور ملے گا ہم اس کو قتل کر دیں گے۔

تین دن میں سارے افریقہ نے دیکھا کہ شیر بھاگ رہے ہیں، چیتے بھاگ رہے ہیں، سانپ بھاگ رہے ہیں، اژدھے بھاگ رہے ہیں، بھیڑیئے بھاگ رہے ہیں، ہاتھی بھاگ رہے ہیں، زیبرے بھاگ گئے، زرافے بھاگ گئے، جنگل تین دن میں خالی ہوا۔ کتنے ہزار بربر قوم اس منظر کو دیکھ کر مسلمان ہو گئے۔ کہ ان کی تو جانور بھی سنتے ہیں۔ ہم کیوں نہ سنیں؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے جانوروں کا بولنا

حضرت عاصم ابن عمر انصاری رضی اللہ عنہ کو سعد ابن وقاص رضی اللہ عنہ نے بھیجا مسلمانوں کی طرف اور ساتھ کہا کہ راستے میں لشکر کے لیے غلہ بھی لے کر آؤ۔ کھانے کا سامان بھی لے کر آؤ۔ ایرانیوں کو پتہ چلا کہ انہوں نے اپنے گائیں کے ریوڑ اور بکریاں سب جنگل میں چھپا

دیں۔ جب مسلمان پہنچے تو کچھ بھی نہیں تو ان سے کہنے لگے ایرانیوں سے کہ بھائی یہاں ہمیں کچھ جانور مل جائیں گے؟ انہوں نے کہا کہ یہاں کچھ بھی نہیں ملتا تو جنگل سے آواز آئی جانوروں کی۔ ھُھنا نَحنُ ھُھنا نَحنُ ھُھنا نَحنُ ۔ آؤ ہمیں پکڑ لو ہم جنگل میں کھڑے ہوئے ہیں۔ تو وہ ایرانی بھی حیران ہوئے جب گئے تو سب کھڑے ہوئے۔

جب حجاج بن یوسف کے سامنے یہ واقعہ بیان کیا گیا۔ اس نے کہا کہ میں نہیں مانتا کہ ایسا ہوسکتا ہے۔ اس نے کہا کہ ایک آدمی اس لشکر کا ابھی بھی زندہ ہے اسکو بلا کر پوچھو۔ تو اس آدمی کو بلوایا بڑی دور رہتے تھے۔، ان کو بلوایا، اس نے کہا سنائیں قصہ کیسے ہوا؟ انہوں نے سارا قصہ سنایا۔ تو اس پر حجاج کہنے لگا کہ یہ اس وقت ممکن ہے۔ ہوسکتا ہے۔ جب پورے لشکر میں کوئی اللہ کا نافرمان نہ ہو، تو پھر یہ سب کچھ ہوسکتا ہے۔ تو وہ حجاج سے کہنے لگے ان کے اندر کا حال تو میں نہیں جانتا لیکن میں ان کے ظاہر کا حال تمہیں بتاتا ہوں کہ ان سے زیادہ راتوں کو اٹھ کر رونے والا کوئی نہ تھا۔ اور ان سے زیادہ دنیا سے بیزار کوئی نہ تھا۔

اس لشکر میں تین آدمیوں پر شک کیا گیا۔ کہ ان کی نیت ٹھیک نہیں۔ یہ وہ لوگ تھے کہ جو پہلے مسلمان تھے۔ پھر مرتد ہو گئے۔ پھر دوبارہ مسلمان ہوئے۔ قیس ابن مکتوع۔ عمر ابن معدی کرب، طلحہ بن خویلد۔ یہ تینوں بڑے لوگ تھے۔ تو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو یہ مرتد ہو گئے۔ پھر دوبارہ اللہ نے توبہ کی توفیق دی۔ پھر مسلمان ہو گئے۔ تو حضرت عمرؓ نے کہا تھا کہ ان پر نگاہ رکھنا، اور ان کو امارت نہ دینا تو اس لشکر میں ان تینوں کو، ان کے حالات معلوم کرنے کے لیے حضرت سعدؓ نے جو تحقیق کروائی۔ تو وہ راوی کہتے ہیں کہ وہ تین جن کے بارے میں شک تھا۔ ان کا حال یہ تھا کہ ان جیسا کوئی رات کو روتا نہیں تھا۔ اور ان جیسا دنیا سے کوئی بیزار نہیں تھا۔ جن پر شک تھا ان کا یہ حال تھا۔ جو شروع سے بھی پکے چلے آرہے تھے۔ وہ کہاں پہنچے ہوں گے؟

اگر وہ پوری دنیا کی بخشش مانگتا تو میں معاف کردیتا

ایک قصہ سنا کر بات ختم کرتا ہوں بنی اسرائیل میں ایک نوجوان تھا۔ بڑا بدمعاش شرابی جواری جیسے ہوتے ہیں تو شہریوں نے اسے شہر سے نکال دیا کہ نکال دو۔ برے آدمی کو جب برا کہا جائے گا تو وہ اور برا ہو جاتا ہے۔

نبیوں کا طریقہ یہ ہے کہ برے کو برا نہ کہو اس سے محبت کرو، اس کو قریب کرو۔ پھر اس کو سمجھاؤ گے تو سمجھ جائے گا۔ انسانی فطرت یہ نہیں ہے کہ اس کو ڈنڈے مارو کہ تو یہ کرتا ہے، یہ کرتا ہے۔ انسانی فطرت یہ ہے کہ تم اس سے محبت کرو، محبت کے ساتھ اس کو بات سمجھاؤ، بہت سے لوگ بے دینی پھیلا رہے ہیں۔

مولانا یوسف رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ بہت سے دیندار بے دینی پھیلا رہے ہیں۔ جو نفرت کرتے ہیں تو اس سے اور دور ہو جاتے ہیں، لوگوں سے محبت کرو گے تو لوگ قریب آجائیں گے لوگوں نے اس کو شہر سے نکال دیا انہوں نے کہا ٹھیک ہے میں بھی پکا اپنی بات پر جا کر اس نے ڈیرہ لگا دیا باہر اور وہاں نہ کوئی ساتھی نہ سنگی، نہ کوئی غذا، نہ کوئی دوا تو آہستہ آہستہ اسباب ٹوٹے بیمار ہو گیا پھر مرنے لگا تو موت کے آثار محسوس کیے تو آسمان کو دیکھا دائیں دیکھا، بائیں دیکھا، کچھ نہیں نظر آیا پھر آسمان کو دیکھ کر کہنے لگا۔

اے اللہ! اگر مجھے یہ پتہ ہوتا کہ مجھے عذاب دینے سے تیرا ملک زیادہ ہو جائے گا۔ اور معاف کر دینے سے تیرا ملک گھٹ جائے گا۔ تو یا اللہ میں تجھ سے معافی نہ مانگتا اور اگر مجھے عذاب دینے سے تیرا ملک زیادہ نہیں ہوتا تو مجھے عذاب نہ دے، معاف کر دے اور معاف کرنے سے تیرا ملک گھٹتا نہیں ہے تو اے اللہ مجھے معاف کر دے اے اللہ میرا کسی نے ساتھ نہیں دیا، اے اللہ سب نے جو ساتھ چھوڑ دیا۔ یا اللہ تو، تو مت چھوڑ یہ کہہ کر اس کی جان نکل گئی۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو ارشاد فرمایا کہ میرا ایک دوست فلاں جنگل میں مر گیا۔ اس کو جا کر غسل دو، کفن دو، جنازہ پڑھو اور سارے شہر میں اعلان کر دو۔ آج جو جو

اپنی بخشش چاہتا ہے اس کے جنازے میں شرکت کرے اس کو بھی معاف کرتا ہوں۔

سارے لوگ بھاگے آئے، آگے جا کر دیکھا تو وہی شرابی جواری، زانی، ڈاکو، بدمعاش، لوگ کہنے لگے۔ یا موسیٰؑ آپ کیا کہہ رہے ہیں یہ تو ایسا تھا کہ ہم نے تو اسے شہر سے نکال دیا تھا یہ آپ کا رب کیا کہہ رہا ہے۔ کہ یہ تو میرا دوست ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ یا اللہ تیرے بندے کہہ رہے ہیں کہ یہ تیرا دشمن ہے تو کہہ رہا ہے کہ میرا دوست ہے آخر یہ بات کیا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ بھی ٹھیک کہہ رہے ہیں میں بھی ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ یہ ایسا ہی تھا۔ میرا دشمن تھا۔ لیکن موت کے وقت جب اس نے دیکھا پڑا ہوا ہوں۔ دائیں دیکھا ''فَلَمْ یَرَ اَقْرِبَاءَ'' کوئی بھی رشتہ دار نظر نہیں آرہا۔ تو جب چاروں طرف سے اس کو بے بسی نظر آئی۔ تو اس نے مجھے پکارا تو مجھے شرم آئی کہ اس اکیلے تنہا کو میں اس کے گناہوں کی وجہ سے پکڑوں، وَعِزَّتِیْ، مجھے میری عزت کی قسم تو تو چھوٹا سوال کر بیٹھا اگر اس وقت وہ مجھ سے پوری دنیا کی بخشش مانگتا تو میں سب کو معاف کر دیتا۔

ایسی کریم ذات سے ہمارا واسطہ ہے۔ اس لیے اللہ کے واسطے توبہ کرو، یہاں رہتے ہوئے مسلمان بن کے رہو اور ایمان کی دعوت دیتے ہوئے چلو گے تو اللہ دنیا بھی بنائے گا اور آخرت بھی بنائے گا۔ اللہ ہم سب کو عمل کی توفیق بخشے۔ آمین۔

میرے والد (مولانا طارق جمیل صاحب) جنت کے تختوں پر

میرے والد کبھی کبھی رویا کرتے تھے کہ ہم نے تمہیں جنا کس کام آیا؟ ایک بیٹی فیصل آباد، ایک لاہور، تو ہر وقت تبلیغ میں، اور چوتھا ڈاکٹری میں، کبھی ملتان، کبھی کہیں، کبھی کہیں، ہم دونوں اکیلے کے اکیلے۔ مجھے بھی کبھی کبھی، رونا آجاتا۔ میں ان سے کہتا ابا جان! بس چند دنوں کی بات ہے، پھر اللہ ایسا اکٹھا کرے گا کہ جس کے بعد کبھی جدائی نہ ہوگی۔ جب ان کا انتقال ہوا تو ہمارے ساتھی نے ان کو خواب میں دیکھا کہ جنت میں ایک خوب صورت گنبد نما بارہ دری ہے جس میں بیٹھے ہیں۔ انہوں نے کہا: میاں

صاحب! آپ کہاں چلے گئے؟ (اچانک انتقال ہوا تھا) انہوں نے فرمایا: ''فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقَبِلِیْنَ'' ہم تو بھائی جنت کے تختوں پر ہیں۔ آمنے سامنے بیٹھے ہیں۔ انہوں نے کہا: آپ ہمیں چھوڑ کر چلے گئے۔ کہنے لگے نہیں نہیں عنقریب ہم سب اکٹھے ہوجائیں گے۔

اصل زندگی جنت کی زندگی ہے

مولوی فاروق صاحب سنانے لگے وہ ہمارے ساتھی ہیں اکثر سال، چھ سات مہینے اللہ کے راستے میں رہتے ہیں کہ میری بیوی نے ایک دفعہ بڑا گلہ کیا، تم نے تو گھر کو اچھا مسافر خانہ بنا رکھا ہے، ادھر آئے ادھر چلے گئے، یہ کوئی زندگی ہے، تو میں نے اس سے کہا، اللہ کی بندی گھبرا نہیں، جنت میں جانے کے بعد پہلے تین سو سال کوئی مجھ سے ملنے گلنے کے لیے نہ آئے گا تو بتا، یہ تین سو سال ہیں، یہ ساٹھ ستر سال کی زندگی کوئی زندگی ہے۔ آج مرے کل مرے۔ کہا تین سو سال کہیں نہیں جاؤں گا، تیرے پاس ہی بیٹھا رہوں گا، سارے گلے شکوے دور ہوجائیں گے۔ تو بیٹھنے کی جگہ بھی جنت ہے، رہنے کی جگہ بھی جنت ہے۔ آرام کی جگہ بھی جنت ہے۔ راحت کی جگہ بھی جنت ہے۔ کھانے پینے کی جگہ بھی جنت ہے اور لطف اندوز ہونے جگہ بھی جنت ہے۔ جوانی کامل بڑھاپا نہیں، زندگی کامل، موت نہیں، صحت کامل، بیماری نہیں خوشیاں کامل، غم نہیں محبتیں کامل، نفرتیں نہیں۔ خوشیاں ہی خوشیاں ہیں۔ ایک ذرہ برابر پریشانی کوئی نہیں، غم کوئی نہیں پیشاب کوئی نہیں، پاخانہ کوئی نہیں، تھوک کوئی نہیں، حکم کوئی نہیں بلغم کوئی نہیں، یہ کوئی زندگی ہے، جس کے پیچھے فقر کا ڈر موت کا ڈر، بیماری کا ڈر، دشمن کا ڈر، نفرتوں کا ڈر، ڈر ہی ڈر میں مارے پڑے ہیں، یہ کوئی زندگی ہے۔

زندگی تو وہ ہے جہاں اللہ بھی پردے ہٹادے بیٹھے بیٹھے جنت میں نور کی چمک اٹھ رہی ہو آنکھیں اوپر اٹھ رہی ہیں۔ کیا دیکھ رہے ہیں کہ عرش کے دروازے کھلتے چلے جا رہے ہیں عرش کے پردے اٹھے چلے جا رہے ہیں، اٹھتے اٹھتے اللہ اپنے حسن و جمال

کے ساتھ فرما رہے ہیں "سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ "فرشتوں کے سلام تو تم نے لے لیے اب اپنے رب کا سلام بھی قبول کر لو۔ اپنے رب کا سلام بھی لے لو کہ تمہارا رب تمہیں سلام کہتا ہے۔ تو اس زندگی کے چاہنے والے بن جائیں، اس کے لیے پھرنے والے بن جائیں۔

امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کی فریاد

حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کہا کرتے تھے اے ہندوستان والو: (یہ تقسیم سے پہلے کی بات ہے) تمہیں اتنا قرآن سنایا کہ:

میں صرصر کو سناتا تو صبا بن جاتی، میں پتھروں کو سناتا تو موم ہو جاتے، میں دریاؤں کو سناتا تو طوفان تھم جاتے اور میں موجوں کو سناتا تو ان کی طغیانی رک جاتی۔

پتہ نہیں تم کس چیز سے بنے ہو؟ کس خمیر سے بنے ہو؟ تمہارے سینوں میں دل نہیں ہیں پتھر ہیں اور پتھر سے بھی کوئی زیادہ سخت ہیں۔ پتھر کے متعلق قرآن میں ہے "اَشَدُّ قَسْوَةً مِّنَ الْحِجَارَةِ" پتھر بھی اللہ کی ہیبت سے لرزتا ہے اور کانپتا ہے پر تم کون سے انسان ہو، کیسے سینوں میں دل لیے پھرتے ہو؟ کہ پانچ دفعہ اتنا بڑا بادشاہ تمہیں پکارے "حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ" ایک تھانیدار پکارے لاہور والوں کو سارا لاہور بھاگے ڈی۔ سی پکارے تو کام چھوڑ کے بھاگے اور تمہارا زمین آسمان کا بادشاہ تمہیں دن میں پانچ دفعہ پکارے اور کانوں پر جوں نہ رینگے اور آٹھویں دن مسجد کو آ رہے ہو کیا آٹھویں دن کھانا کھایا ہے؟ کیا آج ہی پانی پیا ہے؟ کیا آج ہی چائے پی ہے؟ یہ ایسی جفا اپنے آپ سے کرتے، شیطان سے کرتے، ملک و مال سے کرتے۔ اپنی دو کانوں سے کرتے یہ بے وفائی اللہ سے کیوں کی ہوئی ہے؟

عزت اور سکون ان چیزوں میں نہیں بلکہ عزت تو محمدی بننے میں ہے۔

اگر قبر حشر کی منزلوں کو عزت کے ساتھ اور سلامتی کے ساتھ طے کرنا ہے تو محمدی بننا پڑے گا، اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سانچے میں ڈھلنا ہوگا،

اپنے سانچے توڑنے ہوں گے۔

انسانی مزاج کی رعائیت رکھنے پر ایک وزیر کا واقعہ

مشتاق گورمانی صاحب ہمارے ہاں پنجاب کا گورنر تھا۔ انگریز وزیر اعظم برطانیہ کا آرہا تھا۔ اس لیے پہلے معلوم کروایا کہ پتا کرو اسکو پسند کیا ہے۔ پتا چلا اس کو کتوں کا بڑا شوق ہے۔ اس کے آنے سے پہلے پہلے گورمانی صاحب نے کتوں کی ساری قسموں کا مطالعہ کیا۔ پھر اس کو کونسی پسند ہے اس کا مطالعہ کیا۔ جب وہ سفر سے واپس گیا تو لکھ گیا تھا کہ پورے پاکستان میں ایک پڑھا لکھا آدمی ہے وہ گرمانی، کیوں؟ اس نے اس کے مزاج کی رعایت کی۔ کیا ہم اس طرح لوگوں کے مزاج پہچان کر ان کے قریب ہونے کی کوشش کرتے ہیں لیکن وہ اللہ جو میرے کام بنانے بلکہ ہر قسم کے کام اگر میرا کام مقدمہ کا ہے تو وکیل اور جج کے متعلق ہے وہ ڈاکٹر حل نہیں کر سکتا۔ اگر میرے پیٹ میں درد ہے تو وکیل کوئی کام نہیں آسکتا۔ اگر دیوار گرگئی ہے تو جج کوئی کام نہیں آسکتا۔ ہر ضرورت کے لیے ہمیں الگ الگ تعلق کی ضرورت ہے۔ تب ہماری گاڑی چلتی ہے اور اللہ وہ ذات ہے جو ہر قسم کی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے اکیلا کافی ہے۔ تو اس سے ہمیں کتنا تعلق چاہیے۔ جو تمام کام ہمارے کرنے پر قدرت رکھتا ہو پھر اس کی صفت یہ ہے کہ اس کو کچھ کرنے کے لیے کچھ بھی نہیں کرنا پڑتا اور دینے کے لیے کسی کو کہنا نہیں پڑتا۔

ایک بدو کا سوال کہ جنت میں کھجور ہے

ایک بدو آیا یارسول اللہ ﷺ جنت میں بیر ہیں اور اس میں کانٹے ہوتے ہیں، کانٹے تکلیف دیتے ہیں اور جنت میں تکلیف دہ کوئی چیز نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ارے اللہ کے بندے اللہ کانٹوں کو ہٹائے گا اس پر پھل لگائے گا وہ پھل پک کر پھٹے گا اور اس کے بہتر ٹکڑے ہو جائیں گے ہر ٹکڑے کا رنگ الگ، ذائقہ الگ اور خوش بو بھی الگ ہوگی۔ کھاؤ گے تو پیشاب و پاخانہ نہیں۔

ایک بدو آیا یا رسول اللہ ﷺ جنت میں گھوڑے ہیں فرمایا یاقوت کے ایسے گھوڑے ہیں جو تجھے لے کر ہوا میں اڑیں گے۔ دوسرا بولا یا رسول اللہ ﷺ جنت میں اونٹ ہیں۔ فرمایا ایسے ستاروں کی طرح چمکتے ہوئے کہ تجھے لے کر ہوا میں اڑیں۔ تیسرا بولا یا رسول اللہ ﷺ جنت میں کھجوریں ہیں فرمایا ہاں جس کا ایک دانہ بارہ ہاتھ لمبا ہے جس کا تنا سونے کا شاخیں زمرد کی اور جس کا پتا جنت والوں کے لیے سو سو جوڑا بن کر گرے گا۔ ایک بولا یا رسول اللہ ﷺ جنت میں صحرا ہے آپ ﷺ نے فرمایا ہاں صحرا ہے۔ لیکن ریت کا نہیں مشک اور یاقوت کا ہے۔ یہ عرب صحرائی لوگ ہیں آج بھی ان کے محلات میں جائیں تو ایک کونے میں ریتے پتھر اور کنکر رکھے ہوئے ہیں۔ یہ وہ بدو ہی ہیں۔ پانچواں بولا یا رسول اللہ ﷺ جنت میں گانا بجانا ہے۔ دنیا میں تو حرام ہے۔ آگے اجازت ہوگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے بندے تو کیا کہتا ہے۔ جنت میں ایک درخت ہے جس کا نام فیض ہے لوگ گانے بجانے کی خواہش کریں گے۔ تو ایک ہوا چلے گی۔ جس کا نام مسیرہ ہے وہ پتوں اور ٹہنیوں کو ٹکرائے گی ان میں ایسی خوب صورت موسیقی نکلے گی۔

"لَمْ يَسْمَعِ الْخَلَائِقُ مِثْلَهَا" لوگوں نے کبھی ایسا گانا سنا نہ ہوگا۔ اور "يَسْتَفْرِغُ قُلُوبَهُمْ عَنْ نَعِيْمِ الْجَنَّةِ" اس گانے کو سن کر اللہ کی قسم جنت والوں کو جنت بھول جائے گی۔ بیوی کو خاوند بھول جائے گا۔ خاوند کو بیوی بھول جائے گی۔ اگر وہ درخت ہزار سال گاتا رہے گا تو ایک دوسرے کو پوچھیں گے نہیں تم کہاں ہو میں کہاں ہوں۔ ایسی جاذبیت ہے۔ اچھا اس گانے کو چھوڑ دو۔

جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے

اصحاب کہف کو خدا نے تین سو برس بعد اٹھایا، کتنا عرصہ سوئے؟ بھئی آدھا دن سوئے ہیں۔ اچھا بھائی اب بھوک لگی ہے۔ اللہ اکبر، تین سو برس میں تو بھوک نہیں لگی، اب اٹھتے ہی بھوک لگی، بھائی کوئی بھوک کا انتظام کرو۔ انہوں نے کہا بھائی ایسا کرو، جانا اور وَلْيَتَلَطَّفْ نرمی سے بات کرنا۔ کسی کو پتہ نہ چلے، کہیں پکڑے گئے تو مارے

جائیں گے، انہیں کیا خبر کہ باہر تین سو برس گزر چکے ہیں۔

مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ اور فکر امت

حضرت مولانا الیاس رحمتہ اللہ علیہ صاحب دین کی تبلیغ کے سلسلے میں بہت بے چین رہتے۔ بعض اوقات ماہی بے آب کی طرح تڑپتے اور فرماتے میرے اللہ میں کیا کروں۔ کچھ ہوتا نہیں، کبھی کبھی دین کے اس درد اور اس فکر میں بستر پر کروٹیں بدلتے اور بے چینی بڑھتی تو اٹھ اٹھ کر ٹہلنے لگتے۔ ایک مرتبہ دورانِ تبلیغ حضرت مولانا الیاس رحمتہ اللہ علیہ نے ایک شخص (کے کندھے) پر ہاتھ رکھ دیا۔ وہ آگ بگولا ہو گیا اور کہنے لگا کہ اگر اب تم نے ہاتھ لگایا تو میں لات ماردوں گا۔

مولانا محمد الیاس رحمتہ اللہ علیہ صاحب نے فوراً اس کے پاؤں پکڑ لیے اور فرمایا، پاؤں پکڑنے پر مارنے کا تو نہیں کہا تھا۔ اس کا غصہ کافور ہو گیا اور فوراً نرم پڑ گیا۔

فلسطین کے مفتی اعظم کا واقعہ

ایک جماعت فلسطین گئی، وہاں کے جو مفتی اعظم تھے وہ جماعت کو دیکھتے تھے۔ اور بہت روتے تھے۔ ان سے پوچھا کیا بات ہے؟ تو انہوں نے بتلایا کہ میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تیزی سے تشریف لا رہے تھے۔ میں نے مصافحہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے مہمان آرہے ہیں، میں ان کے پاس جارہا ہوں۔

وہ جماعت کے افراد کو دیکھ دیکھ کر کہتے تھے میں نے اس شخص کو بھی دیکھا ہے، اس کو بھی دیکھا ہے۔ خواب میں ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مہمان فرمایا اور ان کے مصافحے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جارہے ہیں۔

نظر حفاظت کی برکت

گلاسکو میں ہمارا ایک ساتھی تھا، بیمار ہوگیا۔ ہسپتال میں داخل ہوا، تین دن تک داخل رہا۔ چوتھے دن نرس اس سے کہنے لگی جو اٹینڈنس تھی، آپ مجھ سے شادی کرلیں۔

اس نے کہا کیوں؟ میں مسلمان ہوں، تیرا میرا ساتھ نہیں ہوسکتا۔

کہنے لگی میں مسلمان ہوجاؤں گی، کیا وجہ ہے؟ کہا میری جتنی سروس ہے۔ ہسپتال میں، میں نے آج تک کسی مرد کو کسی عورت کے سامنے آنکھیں جھکاتے نہیں دیکھا سوائے تیرے تم میری زندگی میں پہلے شخص ہو جو عورت کو دیکھ کر نظر جھکا لیتے ہو۔ میں آتی ہوں تو تم اپنی آنکھیں بند کرلیتے ہو۔ اتنی حیاداری سچے دین کے سوا کسی میں نہیں دیکھی جاسکتی۔

جعلی قرآن لکھنے والے کا واقعہ

ایک ایرانی عالم گزرا ہے اس کو عیسائیوں نے بہت پیسے دیے کہ تم قرآن کے مقابلے میں ایک کتاب لکھو، اس نے کہا تم ایک سال کی روزی میرے بچوں کو دو پھر میں

لکھتا ہوں، ایک سال کی خوراک انہوں نے وافر مقدار میں دے دی، گھر بھی دے دیا۔ اور کتابوں کے ڈھیر لگا دیے اور چھ مہینے کے بعد اسے جا کر پوچھا تو اس نے ایک سطر بھی نہیں لکھی، جب سورۂ کوثر اتری تو عرب میں ایک بڑا شاعر تھا اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا ''ھذا قول البشر'' یہ کسی انسان کا کلام نہیں، ایسا عظیم الشان قرآن اللہ نے اتارا ہے، ہمارے اپنے گھروں کے اندر دولت پڑی ہے۔

قدرت کا غیبی نظام

غیبی نظام کیسے چلا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حج پر پہنچے ہوئے ہیں حضرت عبد اللہ بن، مسعود رضی اللہ عنہما سے طلب مشورہ کوئی چیز تھی، تو ان سے کہلوا بھیجا کہ بیٹھے ہو تو کھڑے ہو جاؤ۔ اور کھڑے ہو تو چل پڑو۔ ہر حال میں مکہ آ کر مجھ سے ملو، تجھ سے مشورہ کرنا ہے ملے یا نہ ملے اس کی فکر نہ کرو، لیکن فوراً مکہ پہنچ جاؤ۔

ظاہری سبب تو یہ بنا لیکن اندر کا سبب حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا جنازہ بنا کہ ان کا جنازہ کون آ کے پڑھے گا۔ تو ان حضرات نے عمرے کا احرام باندھا ہوا تھا تو یہ حضرات سواریوں سے اترے اور دوڑتے ہوئے آئے ابوذر اسی اطمینان میں ہیں۔ پہلے ہی پتہ تھا کہ کوئی آئے گا، جب ان کے پاس آئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور خشوع وخضوع

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ران میں تیر لگا اور تیر نوکدار تھا اندر پھنس گیا، نکالنا چاہا نکل نہیں سکا۔ بڑی تکلیف ہوئی تو انہوں نے کہا چھوڑ دو۔ نماز پڑھیں گے تو نکال لیں گے۔ تشریف لائے مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے۔ نماز شروع کی لوگ آئے اور انہوں نے بڑے جھٹکے سے اس کو نکالا ہوگا ویسے تو نکل نہیں سکتا تھا لیکن جسم سے روح کٹ کر اللہ سے جڑی ہوئی تھی۔

سلام پھیرنے کے بعد پوچھا کہ تیر نکالنے آئے ہو؟

کہا کہ تیر تو ہم نے نکال لیا جی۔

کہا کہ مجھے تو پتہ ہی نہیں چلا۔

یقیناً ہماری نماز یہاں تک نہیں پہنچ سکتی لیکن میں قسم کھانے کو تیار ہوں کہ یہاں تک ہماری آسکتی ہے کہ اللہ اکبر سے لے کر سلام پھیرنے تک کسی کا خیال نہ آئے' ہم اس کی محنت ہی نہیں کرتے۔ ہماری ساری محنت کا رخ اپنے ظاہر کو بنانے پر ہے اور اپنی چیزوں کو سنوارنے پر ہے۔ آج جو گاڑیاں چل رہی ہیں۔ ۱۹۳۵ء میں بھی یہی گاڑیاں ہوتی تھیں۔ ۱۹۳۵ء کا ماڈل دیکھیں۔ اور آج کا ماڈل دیکھیں، ۱۹۳۵ء کے گھر اور آج کے گھر ایک ہیں۔

میرے بندے تو میرے لیے کیا لایا ہے؟

ایک بزرگ کا انتقال ہوا کسی کو خواب میں ملے، پوچھا کیا ہوا تیرے ساتھ۔ کہنے لگا اللہ ہی نے مہربانی فرمادی ورنہ میں تو ہلاک ہو گیا تھا۔

پوچھا وہ کیسے؟

فرمایا: اللہ نے پوچھا میرے لیے کیا لائے ہو؟

میں نے عرض کیا یا اللہ میں تیرے لیے ستر سال کی توحید لایا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اچھا، فلاں رات تیرے پیٹ میں درد ہوا تھا، پوچھنے والے نے پوچھا تھا یہ درد کیوں ہوا؟ تم نے کہا دودھ پیا جس کی وجہ سے درد ہوا۔ اس وقت یہ توحید کہاں چلی گئی تھی۔ میرے بھائی ہمیں تو کہتے ہوئے ڈر لگتا ہے۔ ورنہ ہمارے اندر شرک کی جڑیں پتہ نہیں کہاں تک گہرائیوں میں جا چکی ہیں۔

مخلوق کی خدمت کا انعام

بخاری شریف میں روایت ہے کہ ایک آدمی نے بادل میں سے آواز سنی۔ امستری بستان فلاں۔ جاؤ فلاں آدمی کے باغ پر پانی برساؤ۔

یہ حیران ہو گیا کہ بادل میں سے آواز آئی، تو اس نے دیکھا کہ وہ بادل ایک پہاڑی پر برسا، آگے ایک پہاڑ تھا اس پر برسا، وہاں سے دو نالے کی شکل میں نیچے آیا، ایسے ہی نالیوں سے ہوتا ہوا، ایک نالی میں اکٹھا ہو گیا تو اس کے پانی کے ساتھ پڑا۔

آگے دیکھا تو ایک آدمی کا باغ ہے جو کسی کندھے پر رکھ کر کھڑا ہوا ہے۔ اور دیکھ رہا ہے پانی کی طرف۔ اتنے میں پانی اس کے باغ کے قریب آیا۔ اس نے کاٹ کر اپنے باغ کی طرف پھیر دیا۔

اس نے پوچھا کہ بھئی تیرا نام کیا ہے؟

اس نے کہا میرا نام یہ ہے یہ وہی تھا جو اس نے بادلوں سے سنا تھا۔

کہنے لگا کہ بھائی میں نے بادل میں سے سنا کہ فلاں کے باغ کو پانی پلاؤ۔ تم کیا کام کرتے ہو؟

کہنے لگا کہ یہ راز ہے، یہ راز تھا جو میرا اللہ ہی جانتا تھا اور کوئی نہ جانتا تھا۔ لیکن اگر اللہ ہی اسکو کھولنا چاہتا ہے تو میں تجھے بتا دیتا ہوں۔ میرے باغ کی جو آمدنی ہوتی ہے میں اس کے تین حصے کرتا ہوں۔ ایک حصہ غریبوں میں تقسیم کرتا ہوں، ایک حصہ سے اسی باغ کی خدمت کرتا ہوں اور ایک حصہ اپنے گھر والوں کے لیے لے کر جاتا ہے اور اسکو خرچ کرتا ہوں، تو اس وجہ سے اللہ کا یہ غیبی نظام اس کیساتھ چل رہا تھا۔

محمد بن قاسم رحمتہ اللہ علیہ کے حصے میں یہ سارا اسلام ہے۔ سابقہ سندھ کا سارا اسلام دیپال پور سے کشمیر تک پہنچے اور اپنی بیوی کے ساتھ کل چار مہینے گزارے۔ چار مہینے کے بعد سوا دو برس یہاں گزارے اور پھر شہید کر دیے گئے۔ انہوں نے اپنی بیوی کو چار ہی مہینے سے زیادہ نہیں دیکھا اور اس کی بیوی نے اپنے خاوند کو چار مہینے سے زیادہ نہیں دیکھا۔ لیکن بے شمار انسانوں کا اسلام دونوں میاں بیوی کے کھاتے میں چلا گیا۔ قیامت کے دن دونوں میاں بیوی نبیوں کی شان کے ساتھ جنت میں جا رہے ہوں گے۔ کوئی اس نے چھوٹا سودا کیا تھا، بہت بڑا سودا کیا تھا۔

زمیندار کی سخاوت

ہمارا ایک زمیندار تھا، اللہ نے سخاوت کا بڑا جذبہ دیا تھا۔ ایک سیزن کا ایک جوڑا بنا تا تھا۔ ایک دن کسی نے کہا میاں صاحب اللہ نے اتنا رزق دیا ہے کوئی چار جوڑے اپنے بھی بنالیا کرو۔

کہنے لگا کہ بیٹا اگر اپنے بنانا شروع کردوں تو غریبوں کو دینے کو دل نہیں چاہے گا۔

جاپان کا ایک عجیب واقعہ

جاپان جماعت گئی، وہاں کے جو بدھ مذہب کے سردار تھے وہ آئے اور جماعت کے ساتھ ٹھہرے شرکت کی اور کہا ہمیں اجازت دو ہم نماز میں تمہارے ساتھ شرکت کریں گے۔

انہوں نے کہا مجھے میری روح نے بتایا کہ اس پہاڑ سے فرشتے آئیں گے۔ سو تم ہی وہ لوگ ہو جن کو فرشتہ کہا گیا ہے۔

ان سے پوچھا کہا آپ کے پاس کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہمارے پاس بہت کچھ ہے لیکن اس کے مقابلہ میں خاک نہیں۔ کہا جو کچھ ہے وہ تو بتایئے جو امیر جماعت تھے ان کی طرف ایک نظر دیکھا تو وہ گر پڑے۔ بے ہوش ہو کر۔

کہا میرے پاس اتنی طاقت ہے لیکن یہ جو کچھ آپ کہتے ہیں سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھتے ہیں ان کی طاقت بہت بڑی ہے۔ ہر لفظ کیساتھ ایک نور نکلتا ہے جو آسمان تک جاتا ہے۔ ان کو وہ نظر آتا ہے۔

حضرت مالک بن دینار کا واقعہ

مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ کشتی میں سوار ہو کر سفر کر رہے تھے، کپڑے ایسے ہی تھے تو ایک آدمی کا قیمتی پتھر چوری ہو گیا وہ لعل و جواہرات کا ہیرا تھا۔ اس نے شور مچایا کہ میرا پتھر چوری ہو گیا۔، میرا پتھر چوری ہو گیا، میرا پتھر چوری ہو گیا، اس نے مالک بن

دینار پر شک کیا کہ میرا چور یہ لگتا ہے۔اس کشتی میں ذوالنون مصری بھی بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے کہا کہ آپ صبر کریں میں اس آدمی سے کچھ بات کرتا ہوں۔

وہ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آ کر کہنے لگے کہ بیٹا تم سے بھول چوک ہو گئی تم نے ان کا ہیرا لے لیا ہے۔انہوں نے یہ نہیں کہا کہ میں تو کوئی چور نہیں آپ میری تلاشی لے لیں۔اور اپنا سامان کھولا کہ اس میں آپ دیکھ لیں، اور یہ میری جیب ہے اس میں بھی دیکھ لیں میں نے تو کوئی چوری نہیں کی۔لیکن انہوں نے کیا کہا؟ کوئی جواب ہی نہیں دیا۔لیکن "نَظَرَ نَظْرَةً فِي السَّمَآءِ" آسمان کو یوں دیکھا ہائے وہ بھی لوگ تھے ہم بھی لوگ ہیں۔

حضرت مالک بن دینار اور کشتی

حضرت مالک بن دینار چند سال پہلے شراب میں مست رہتے تھے، پھر اللہ نے ہدایت دی، پھر جان لگائی، محنت کی پھر یہ مقام آیا" نَظَرَ نَظْرَةً فِي السَّمَآءِ "آسمان کی طرف یوں دیکھا تو چاروں طرف سے کشتی کو مچھلیوں نے گھیرا ڈال دیا اور ہر مچھلی کے منہ میں ایک ہیرا تھا تو انہوں نے یہ ہر مچھلی کے منہ سے ایک ہیرے کا پتھر نکالا اور ذوالنون مصری کو دکھایا کہ آپ یہ لے لیں میں نے چوری تو نہیں کی جس کا گم ہوا ہے اسکو دے دیں اور وہ خود کشتی سے اترے، پانی کے اوپر چلتے ہوئے پار چلے گئے۔

اللہ پر توکل کا انعام

حدیث شریف پاک میں آتا ہے کہ جس آدمی کے دل میں رائی کے دانے کے برابر توکل اور بھروسہ ہوگا تو وہ پانی پر چلے تو پانی اسکو راستہ دے گا، اس کو ڈبو نہیں سکے گا۔ "لو کان لابن آدم حبة الشعیر مِنَ الْیَقِیْنِ اَنْ یَّمْشِیْ عَلَی الْمَآءِ"۔میرے بھائیو اللہ سے اپنا تعلق بنالیں۔

طالوت اور جالوت کا واقعہ

جب طالوت جالوت کے مقابلہ کے لیے نکلا تو حضرت داؤد علیہ السلام اس وقت چھوٹے بچے تھے، کہنے لگے کہ مجھے بھی ساتھ لے لیں، جب یہ راستے میں جا رہے تھے، تو ادھر ایک پتھر پڑا ہوا تھا تو وہ پتھر کہنے لگا کہ اے داؤد! مجھے اٹھالو، میرے اندر جالوت کی موت لکھی ہوئی ہے۔ چھوٹا سا پتھر تھا۔ اس کو اٹھا کر جیب میں ڈال دیا جب میدان میں پہنچے تو جالوت لوہے کے لباس میں ملبوس ہو کر آیا صرف اس کی آنکھیں نظر آتی تھیں۔ اس نے اعلان کر دیا کہ آؤ کوئی میرے مقابلے میں؟

حضرت داؤد علیہ السلام نے طالوت سے کہا کہ اس سے مقابلہ کے لیے جاتا ہوں انہیں اجازت مل گئی تو یہ چھوٹا سا نوعمر بچہ میدان میں اترا تو جالوت نے کہا یہ نوعمر بچہ میرے مقابلہ میں آ کر اپنی موت سے کھیل رہا ہے۔ اتنے میں حضرت داؤد علیہ السلام نے وہی پتھر اٹھا کر اس کے سر پر مارا اور وہ پتھر سر سے پار نکل گیا اتنا چھوٹا سا پتھر سر کو پار کر کے دوسرے طرف نکل جائے۔ یہ کوئی عقل کی بات ہے "وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى" تو نہیں مارتا ہے بلکہ تیرا رب مارتا ہے۔

قبر کے عذاب کا ایک واقعہ

میرے اپنے قریبی گاؤں کا واقعہ ہے وہاں ایک جاگیردار مر گیا اس کے لیے قبر کھودی گئی تو قبر کالے بچھوؤں سے بھر گئی، اسے بند کر کے دوسری قبر کھودی گئی لحد بنائی گئی تو وہاں پر بھی کالے بچھوؤں سے قبر بھر گئی تین قبریں بنیں تو تینوں قبروں کا یہی حال ہوا یہ زمین کے بچھو نہیں ہیں بلکہ یہ اسکی بداعمالیوں کے بچھو ہیں۔ اللہ تعالیٰ کبھی کبھی پردہ اٹھا کر دکھلاتا ہے، اسی طرح ہم سب سے اللہ کہتا ہے کہ ذرا سنبھل کے چل سب سے بڑا محسن دنیا کا اس وقت کون ہے۔ جو ان کو دوزخ سے بچالے وہ محسن نہیں ہے۔ کہ روٹی پر لڑا دیں، زمین پر لڑا دیں، کپڑے پر لڑا دیں، محسن ہے وہ جو دنیا والوں کو دوزخ سے

بچالے، تبلیغ دنیا کو جہنم سے بچانے کی محنت کا نام ہے۔ یہ ہمارے نام لکھوانے سے لازم نہیں۔ ختم نبوت کا عقیدوں میں قرار پکڑا تو ساتھ ہی تبلیغ ذمہ ہوگئی، اگر ہمارے ذمہ نہیں مسلمانوں کے ذمہ نہیں تو پھر آپ بتادیں کس کے ذمہ ہے؟

حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کی قربانی

حضرت خنسا رضی اللہ تعالیٰ عنہا مشہور عربی شاعرہ تھیں، ان کے چار بیٹے تھے۔ جنگ سے پہلے ان کو جان دینے کی ترغیب دی اور اگلے دن چاروں بیٹے شہید ہوئے۔ اس پر فخر سے کہا کہ میں اپنے چار شہید بیٹوں کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گی۔

حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا کا عجیب جذبۂ قربانی

حضرت زنیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آنکھیں اللہ کے راستے میں ضائع ہوئیں۔ ایک صحابیہ اپنے چھوٹے بیٹے کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو جہاد میں لے جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا ہم کیا کریں گے۔ اس عورت نے عرض کیا کہ کسی مجاہد کے ہاتھ میں دے دینا تاکہ وہ تلوار کا حملہ میرے اس بیٹے کے جسم پر روکے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اتباع سنت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کرتا پہنا تو اس کی آستین بڑی تھی۔ اس میں سے بازو چھپ گیا۔ اپنے بیٹے سے کہا، بیٹا چھری لاؤ، اسکو کاٹتا ہوں۔ انہوں نے کہا ابا جان آپ اس کو قینچی سے کاٹیں، سیدھا کٹے گا۔

کہا نہیں، میرے بیٹے میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا، انکے کرتے کا یہ آستین بڑا تھا تو انہوں نے اس کو چھری سے کاٹا تھا تو میں بھی چھری سے کاٹوں گا، میں اسکو قینچی سے نہیں کاٹوں گا۔

تو میں یوں کہتا ہوں کہ چاہے اس وقت آپ کو قینچی ملی نہ ہو، آپ نے چھری سے

کاٹ دیا لیکن جیسے دیکھا، ویسے کرتے چلے گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ سے گزرے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھوکر لگی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب کبھی وہاں سے گزرتے تو ٹھوکر کھاتے کہ یہاں میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھوکر لگتی تھی، میں ٹھوکر کھاؤں گا یہ کیا عشق ہے۔

اگر تو اللہ کے نام پر مر رہا ہے تو مجھے کیا غم ہے؟

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بیٹے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو شہادت کے لیے تیار کیا اور فرمایا بیٹا تیری شہادت مجھے پسند ہے، اگر تو اللہ کے نام پر مر رہا ہے تو اس میں غم کی کیا بات ہے؟

کہنے لگے، اماں پھر مجھ سے گلے مل لے، میری آج واپسی نہیں ہوگی۔

جب گلے ملنے لگے، ان کی والدہ نابینا ہو چکی تھیں، جب ہاتھ گلے کو لگایا تو دیکھا حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے زرہ پہنی ہوئی ہے کہنے لگیں بیٹا ایک طرف تو اللہ کے نام پر مرنا چاہتے ہو اور دوسری طرف زرہ پہنی ہوئی ہے یہ زرہ کیوں پہنی ہے۔ اسے اتارو؟

بیٹے نے کہا اے میری ماں، مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں میری لاش کی بے حرمتی نہ کریں اس لیے میں نے زرہ پہنی ہوئی ہے۔

فرمایا! ارے میرے جگر کے ٹکڑے، سن لے ''اَلشَّاۃُ الْمَذْبُوحَۃُ لَا تَعْلَمُھَا السَّلْخَ'' جب بکری ذبح ہو جاتی ہے پھر اس کی کھال کھینچو، اس کے ٹکڑے کرو، بکری کو کیا پرواہ۔ جب تو اپنے رب کے پاس پہنچ جائے گا تو تیرے جسم سے جو مرضی کریں تجھے اس کی کیا پرواہ ہے؟

اپنے ہاتھ سے بیٹے کی زرہ اتروائی، ایک کرتے اور دھوتی میں روانہ کیا، اب دونوں ہاتھوں میں تلواریں لے کر اللہ کا شیر میدان میں نکلا۔

ایک گدھے کی دلچسپ حکایت

ایک گدھے کو شیر کی کھال مل گئی اس نے شیر کی کھال پہن لی اس نے دل میں سوچا لے بھائی میں بھی شیر بن گیا۔ اب جب بستی کو چلا، لوگوں نے دیکھا اتنا بڑا شیر بستی والے سارے بھاگ گئے۔ ارے شیر آیا، شیر آیا۔ شاید گرجدار آواز نکلے گی شیر والی آواز نکلے گی اب جو اس نے اپنی طرف سے زور سے آواز نکالی تو بجائے دھاڑ مارنے کے وہ تو ڈھینچوں ڈھینچوں کرنے لگا۔ بستی والے سارے نکل آئے کہ ارے تیرا بیڑا غرق ہو یہ تو گدھا ہے اور سب نے ڈنڈے اٹھا کر اسکی مرمت کی اب گدھے صاحب آگے آگے لوگ پیچھے پیچھے۔

حضرت شرجیل رضی اللہ عنہ کی قوتِ ایمانی

حضرت شرجیل بن صفہ رضی اللہ عنہ ایک دبلے پتلے سے صحابیؓ تھے، وحی کے کاتب تھے۔ وحی لکھتے تھے۔ مصر میں ایک قلعہ نہیں فتح ہو رہا تھا۔ دن بہت زیادہ گزر گئے، روزانہ محاصرہ کرتے تھے۔ ایک دن جب حضرت شرجیل بن صفہ رضی اللہ عنہ کو بہت جوش آیا گھوڑے کو ایڑھ لگا کے آگے بڑھے اور فصیل کے قریب جا کر فرمایا۔

اے قبطیو! سن ہم ایک ایسے اللہ کی طرف بلا رہے ہیں اگر اللہ کا ارادہ ہو جائے تمہارے اس قلعہ کو توڑنے کا تو آن کی آن میں توڑ سکتا ہے۔ اور لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَاللّٰـهُ اَكْبَـرُ کہہ کر جو شہادت کی انگلی اٹھائی سارا قلعہ زمین پر آ کر گرا انہوں نے یہ کلمہ سیکھا ہوا تھا کلمہ پڑھ کر اور جب شہادت کی انگلی اٹھائی تو سارا قلعہ زمین کے ساتھ مل گیا۔

یہ اس کلمہ کی طاقت تھی میں آپ کو پکی روایت بتا رہا ہوں اپنی طرف سے نہیں سنا رہا ان لوگوں نے یہ کلمہ سیکھا ہوا تھا یہ وہ گدھے نہیں تھے کہ جس نے شیر کی کھال کو پہن رکھا تھا ہم گدھے ہیں کہ جنہوں نے شیر کی کھال کو پہن رکھا ہے اور کہتے ہیں ہم اسلام والے ہیں ابھی ہم نے کلمے کو سیکھا ہی نہیں۔

بھنگی کا واقعہ

ایک بھنگی عطر والے کی دکان سے جب گزرا تو بے ہوش ہو کے گر پڑا اب سارے بھنگی اکٹھے ہو گئے کہنے لگے کہ کیا ہوا کہ بے ہوش ہو گیا، کوئی کہتا ہے۔ کہ کھیوڑہ لاؤ، کوئی کہہ رہا ہے کہ گلاب کا عرق لے آؤ کوئی کہتا ہے کہ خمیرہ کھلاؤ، اسی راستے سے ایک اور بھنگی گزرا۔ انہوں نے دیکھا کہ یہ تو میری برادری کا ہے اس نے کہا اللہ کے بندو! تمہیں کیا خبر پیچھے ہٹو وہاں سے تھوڑی سے گندگی اٹھا کے لایا اس کی ناک کو جو لگائی اس نے سونگھی تو ہوش میں آ کے بیٹھ گیا، آج سارے مسلمان کا یہ حال ہے جنت کے نغمے بھول گیا، قرآن کے نغمے بھول گیا اپنے آپ کو دنیا کی گندگی میں ڈبو دیا۔

آج یہ مسلمان موسیقی کی دھن پر سر ہلا رہا ہے۔ ارے تیرا سر کبھی قرآن پر ہلا کرتا تھا اور کبھی تیرے آنسو قرآن سننے پر نکلا کرتے تھے لیکن آج تجھے شیطان نے برباد کر دیا۔ جب تو یہاں اپنے آپ کو حرام سے نہیں بچا سکتا، اللہ تجھے جنت کے نغمے کہاں سے سنائے گا جب تو یہاں اپنی آنکھ کو بے حیائی سے نہیں بچائے گا اللہ تجھے اپنی ذات عالی دیدار کیسے کرائے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اونٹ کا شکایت کرنا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک آنے والے انسانوں کا نبی بنایا، جنات کا نبی بنایا، جانوروں کا نبی بنایا، چوپائیوں کا نبی بنایا، اونٹ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ کر کہتا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا مالک مجھے مارتا ہے میری جان بچایئے۔ اونٹ بھی آ کے پناہ مانگ رہا ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا مالک مجھے چارہ نہیں کھلاتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے چلے جا رہے ہیں، ایک اونٹ بندھا ہوا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر کودنے لگا وہ بلبلانے لگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے چلتے رک گئے کہا اس کا مالک کون ہے؟

ایک آدمی نے کہا میں ہوں۔

کہا یہ مجھ سے شکایت کر رہا ہے۔ یا رسول اللہ ﷺ مجھے میرا مالک چارہ تھوڑا کھلاتا ہے، وزن زیادہ ڈالتا ہے۔ میری سفارش تو فرما دیجیے، مجھے پیٹ بھر کھلایا کرے۔

حافظ قرآن کا انعام

جنت میں ایک نہر ہے جس پر مرجان کا ایک شہر ہے جس کا نام ریان ہے۔ جس پر ۷۰ ہزار سونے چاندی کے دروازے ہیں۔ یہ اللہ حافظ قرآن کو عطا کرے گا۔ پتہ چلے گا آج عزت والا کون ہے؟ دنیا کے علوم ضروریات زندگی ہیں نہ کہ مقصد زندگی اعلان ہو رہا ہے عالم کہاں ہیں؟ کس کے عالم؟ ریاضی کے نہیں، جغرافیہ کے نہیں کیمسٹری کے نہیں یہ تو سب قیامت کے دن جاہل بن جائیں گے۔ یہ علوم ضروریات ہیں۔ یہ ضروریات ہیں ان کو بھی سیکھنا ہے یہ ضرورتیں ہیں لیکن یہ عزت کی چیز نہیں۔ ضرورت کی چیز ہے۔ روٹی کھانا کوئی عزت کی چیز نہیں ہے ضرورت کی چیز ہے۔

اگر کوئی کہے کہ آپ نہیں جانتے کہ میں ۱۰ روٹیاں کھانے والا انسان ہوں۔ ہم کہیں گے کہ انسان ہے یا حیوان؟ روٹی کھانا جیسے عزت کی چیز نہیں، ایسے بیالوجسٹ بننا جیالوجسٹ بننا، عزت کی چیزیں نہیں، ضرورت کی چیزیں ہیں۔ ان کے لیے بھی کچھ کرنا ہے۔ لیکن ان پر ہمارا دارومدار نہیں۔

آپ ﷺ کے بغیر جنت میں کیسے دل لگے گا؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک آدمی نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا، یا رسول اللہ! مجھے آپ ﷺ سے اپنی جان سے اور اپنی اولاد سے بھی زیادہ محبت ہے۔ میں بعض دفعہ گھر میں ہوتا ہوں، آپ ﷺ مجھے یاد آجاتے ہیں تو پھر جب تک حاضر خدمت ہو کر آپ ﷺ کی زیارت نہ کرلوں، مجھے چین نہیں آتا۔ اب مجھے یہ خیال آیا کہ میرا بھی انتقال ہو جائے گا، آپ ﷺ بھی دنیا س تشریف لے جائیں گے اور آپ ﷺ تو نبیوں کے ساتھ سب سے اوپر کی جنت میں چلے جائیں گے اور میں نیچے کی جنت

میں رہ جاؤں گا تو مجھے ڈر ہے کہ میں وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کرسکوں گا (تو پھر میرا جنت میں کیسے دل لگے گا)

ابھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا تھا کہ اتنے میں حضرت جبرائیلؑ یہ آیت لے کر آئے:

﴿ومن یطع اللہ و الرسول فاولٰئك مع الذین انعم اللہ علیهم من النبیین و الصدیقین والشهدآء والصالحین○﴾ (سورہ نساء آیت ۶۹)

''اور جو شخص اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا مان لے گا تو ایسے اشخاص بھی ان حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صلحاء''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر دل بے چین رہتا ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ایک آدمی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے آپ سے اتنی زیادہ محبت ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یاد آجاتے تو اگر میں آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کرلوں تو مجھے ایسا لگتا ہے کہ جیسے میری جان نکل جائے گی۔ اب مجھے خیال آیا کہ اگر میں جنت میں گیا بھی تو مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیچے کی جنت ملے گی (اور میں وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کرسکوں گا) تو مجھے جنت میں بڑی مشقت اٹھانی پڑے گی۔ اس لیے میں چاہتا ہوں جنت کے درجہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو جاؤں (تاکہ جب دل چاہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرلیا کروں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ جواب نہ دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ومن یطع اللہ و الرسول فاولٰئك مع الذین انعم اللہ علیهم من النبیین○﴾

''پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کو بلایا اور یہ آیت پڑھ کر سنائی۔

عشق حقیقی

بخاری اور مسلم میں یہ حدیث ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

ایک آدمی نے آکر حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ قیامت کب آئے گی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم نے اس کے لیے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ اس نے کہا اور تو کچھ نہیں بس یہ ہے کہ، مجھے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم اسی کے ساتھ ہو گے جس سے تمہیں یہاں محبت ہو گی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ تم اسی کے ساتھ ہو گے جس سے تمہیں محبت ہو گی، اس سے ہمیں جتنی خوشی ہوئی، اتنی خوشی اور کسی چیز سے نہیں ہوئی اور مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے محبت ہے اور چونکہ مجھے ان حضرات سے محبت ہے۔ اس وجہ سے مجھے پوری امید ہے کہ میں ان حضرات کے ساتھ ہوں گا۔

بخاری رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ ہے کہ ایک دیہاتی آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت میں آیا اور اس نے کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قیامت کب قائم ہو گی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تیرا بھلا ہو، تم نے اس کے لیے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ اس نے کہا کہ اور تو کچھ نہیں تیار کر رکھا ہے، بس اتنی بات ضرور ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہیں جس سے محبت ہو گی، تم اسی کے ساتھ ہو گے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے پوچھا، یہ بشارت ہمارے لیے بھی ہے (یا صرف اس دیہاتی کے لیے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں تمہارے لیے بھی ہے۔ اس پر اس دن ہمیں بہت زیادہ خوشی ہوئی۔

ترمذی کی روایت میں اس کے بعد یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس سے زیادہ کسی اور چیز سے خوش ہوتے ہوئے نہیں دیکھا۔ ایک آدمی نے پوچھا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایک آدمی دوسرے سے اس وجہ سے محبت کرتا ہے کہ وہ نیک عمل کرتا ہے لیکن یہ خود وہ نیک عمل نہیں کرتا (تو کیا یہ بھی محبت کی وجہ سے اس کے ساتھ ہو گا؟) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، آدمی جس سے محبت کرے گا، اسی کے ساتھ ہو گا۔

جس سے محبت کرو گے

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایک آدمی ایک قوم سے محبت کرتا ہے لیکن ان جیسے عمل نہیں کرسکتا (کیا یہ بھی ان کے ساتھ ہوگا؟) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے ابوذر! تم اسی کے ساتھ ہوگے۔ جس سے تم محبت کرو گے۔ میں نے کہا، مجھے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم جس سے محبت کرو گے، اسی کے ساتھ ہوگے۔ میں نے اپنا جملہ پھر دہرایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر یہی ارشاد فرمایا۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تمنا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کو فتح مکہ کے دن ہاتھ پکڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر آئے کیونکہ وہ بوڑھے بھی تھے اور نابینا بھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا، ارے تم نے ان بڑے میاں کو گھر ہی کیوں نہ رہنے دیا، ہم ان کے پاس چلے جاتے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے چاہا کہ اللہ تعالیٰ ان کو (خود چل کر حاضر خدمت ہونے کا) اجر عطا فرمائے۔ مجھے اپنے والد کے اسلام لانے سے جتنی خوشی ہو رہی ہے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا) ابوطالب کے اسلام لانے سے اس سے زیادہ خوشی ہوتی کیونکہ اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرنا میری زندگی کا مقصود ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم ٹھیک کہہ رہے ہو (تمہارے دل میں یہی بات ہے)

سب سے بڑا غمگین کون؟

حضرت عبدالرحمان بن سعید بن یربوع رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

ایک دن حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آئے انہوں نے سر پر کپڑا ڈالا ہوا تھا اور بہت غمگین تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کیا بات؟ بڑے غمگین نظر آرہے ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے وہ زبردست غم پیش آیا ہے جو آپ کو نہیں آیا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا کہہ رہے ہیں! میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں، کیا تمہارے خیال میں کوئی آدمی ایسا ہے جسے مجھ سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غم ہوا ہو؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا جذبہ حُبّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ایک صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حجر اسود کے پاس کھڑے ہوئے فرمارہے ہیں۔ مجھے یہ معلوم ہے تم تو ایک پتھر ہو، نہ نقصان دے سکتے ہو اور نہ نفع اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا بوسہ لیا۔ پھر (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حج کیا اور حجر اسود کے سامنے کھڑے ہوئے اور انہوں نے فرمایا، مجھے یہ معلوم ہے کہ تم تو ایک پتھر ہو نہ نقصان دے سکتے ہو اور نہ نفع۔ اگر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارا بوسہ لیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تمہارا بوسہ نہ لیتا۔

مرا نصیب ہوئیں تلخیاں زمانے کی

ابتدائے اسلام میں جو شخص مسلمان ہوتا تھا، وہ اپنے اسلام کو حتی الوسع مخفی رکھتا تھا۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی اس وجہ سے کہ ان کو کفار سے اذیت نہ پہنچے، اخفاء کی تلقین ہوتی تھی۔ جب مسلمانوں کی مقدار انتالیس تک پہنچی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اظہار کی درخواست کی کہ کھلم کھلا علی الاعلان تبلیغ کی جائے۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اول انکار فرمایا مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اصرار پر قبول فرمالیا اور ان سب حضرات کو ساتھ لے کر مسجد کعبہ میں تشریف لے گئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تبلیغی خطبہ شروع کیا، یہ سب سے پہلا خطبہ ہے جو اسلام میں پڑھا گیا اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اسی دن اسلام لائے ہیں اور اس کے تین دن بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے ہیں۔ خطبہ کا شروع ہونا تھا کہ چاروں طرف سے کفار و مشرکین مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو باوجودیکہ مکہ مکرمہ میں ان کی عام طور پر عظمت و شرافت

مسلم تھی، اس قدر مارا کہ تمام چہرۂ مبارک خون میں بھر گیا، ناک کان سب لہولہان ہو گئے تھے، پہچانے نہ جاتے تھے۔ جوتوں سے لاتوں سے مارا، پاؤں ں روندا اور جو نہ کرنا تھا، سب ہی کچھ کر دیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بے ہو گئے۔ بنو تمیم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قبیلے کے لوگوں کو خبر ہوئی، وہ وہاں سے اٹھا کر لائے۔ کسی کو بھی اس میں تردّد نہ تھا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس وحشیانہ حملہ سے زندہ بچ سکیں گے۔

بنو تمیم مسجد میں آئے اور اعلان کیا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اگر اس حادثہ سے وفات ہوگئی تو ہم ان کے بدلہ میں عتبہ بن ربیعہ کو قتل کریں گے۔ عتبہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مارنے میں بہت زیاسدہ بدبختی کا اظہار کیا تھا۔ شام تک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بے ہوشی رہی۔ باوجود آوازیں دینے کے، بولنے یا بات کرنے کی نوبت نہ آتی تھی۔ شام کو آوازیں دینے پر وہ بولے تو سب سے پہلا لفظ یہ تھا کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ لوگوں نے اس پر بہت ملامت کی کہ ان ہی کے ساتھ کی بدولت یہ مصیبت آئی اور دن بھر موت کے منہ میں رہنے پر بات کی تو وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا جذبہ اور ان ہی کی لے۔

لوگ پاس سے اٹھ کر چلے گئے کہ بد دلی بھی تھی اور یہ بھی کہ آخر کچھ جان باقی ہے کہ بولنے کی نوبت آئی اور آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ اُمّ خیر رضی اللہ عنہا سے کہہ گئے کہ ان کے کھانے پینے کے لیے کسی چیز کا انتظام کر دیں۔ وہ کچھ تیار کر کے لائیں اور کھانے پر اصرار کیا مگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وہی ایک صدا تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا گزری؟ ان کی والدہ نے فرمایا، مجھے تو خبر نہیں ہے کہ کیا حال ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اُمّ جمیل رضی اللہ عنہا (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کی بہن کے پاس جا کر دریافت کر لو کہ کیا حال ہے؟ وہ بے چاری بیٹے کی اس مظلومانہ حالت کی بیتابانہ درخواست کو پروا کرنے کے واسطے اُمّ جمیل رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حال دریافت کیا۔ وہ بھی عام دستور کے موافق اس وقت تک اپنے اسلام کو چھپائے ہوئے

تھیں۔ فرمانے لگیں، میں کیا جانو کون محمد ﷺ اور کون ابوبکر رضی اللہ عنہ، تیرے بیٹے کی حالت سن کر رنج ہوا اگر تو کہے تو میں چل کر اس کی حالت دیکھوں۔ اُمّ خیر رضی اللہ عنہا نے قبول کر لیا۔ ان کے ساتھ گئیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حالد دیکھ کر تحمل نہ سکیں، بے تحاشا رونا شروع کر دیا کہ بدکرداروں نے کیا حال کر دیا، اللہ تعالیٰ ان کو اپنے کیے کی سزا دے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پھر پوچھا کہ حضور ﷺ کا کیا حال ہے؟ اُمّ جمیل رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی والدہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ وہ سن رہی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان سے خوف نہ کرو تو اُمّ جمیل رضی اللہ عنہا نے خیریت سنائی اور عرض کیا، بالکل صحیح سالم ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اس وقت کہاں ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ ارقم رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف رکھتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھ کو خدا کی قسم ہے کہ اس وقت تک کوئی چیز نہ کھاؤں گا، نہ پیوں گا جب تک حضور ﷺ کی زیارت نہ کرلوں۔ ان کی والدہ کو تو بے قراری تھی کہ وہ کچھ کھالیں اور انہوں نے قسم کھالی کہ جب تک زیارت نہ کرلوں کچھ نہ کھاؤں گا۔ اس لیے والدہ نے اس کا انتظار کیا کہ لوگوں کی آمدورفت بند ہو جائے، مبادا کوئی دیکھ لے اور کوئی اذیت پہنچ جائے۔ جب رات کا بہت سا حصہ گزر گیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں ارقم رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے لپٹ گئے۔ حضورِ اقدس ﷺ بھی لپٹ کر روئے اور مسلمان بھی سب رونے لگے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حالت دیکھی نہ جاتی تھی۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے درخواست کی کہ یہ میری والدہ ہیں، آپ ﷺ ان کے لیے ہدایت کی دعا بھی فرمادیں اور ان کو اسلام کی تبلیغ بھی فرمائیں۔ حضورِ اقدس ﷺ نے اوّل دعا فرمائی، اس کے بعد ان کو اسلام کی ترغیب دی، وہ بھی اسی وقت مسلمان ہوگئیں۔

مرا نصیب ہوئیں تلخیاں زمانے کی کسی نے
خوب سزا دی ہے دل لگانے کی

ملنے کے دیگر پتے

مکتبہ عائشہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور	042-37360541
مکتبہ رحمانیہ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور	042-37224228
مکتبہ سید احمد شہید الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور	042-37228196
ادارہ اسلامیات انار کلی بازار لاہور	042-37353255
مکتبۃ الفقیر سنت پورہ فیصل آباد	041-2618003
مکتبۃ العارفی ستیانہ روڈ فیصل آباد	041-8715856
مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان	061-4544965
ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان	061-4540513
کتابستان شاہی بازار بہاولپور	062-2874815
کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی	051-5771798
مکتبہ رشدیہ سرکی روڈ کوئٹہ	081-662263
مکتبہ دار القرآن اردو بازار کراچی	021-32211998
دار الاشاعت اردو بازار کراچی	021-32213768
مکتبہ علمیہ بنوری ٹاؤن کراچی	021-34918946
ادارۃ الانور بنوری ٹاؤن کراچی	021-34914596
دار الاخلاص قصہ خوانی بازار پشاور	091-2567539
بیت الکتب گلشن اقبال کراچی	021-34975024

اس کے علاوہ ملک بھر کے اہم کتب خانوں سے طلب فرمائیں

الخیر بکس
ALKHAIR BOOKS

G.mail:alkhairbooks@gmail.com
0321-7853059

G.mail:alkhairbooks@gmail.com
0321-7853059